بیان کرتے تھے کہ ایک سال آنحضرت عشرۂ اخیرہ ماہ رمضان المبارک میں معتکف تھے ایک روز
چاشت کے وقت میں خدمت گرامی میں حاضر ہوا اور حضرت کو آرام میں پایا مجھے خیال ہوا
کہ آج حضرت عادت سے زیادہ سوئے ہیں۔ یہ نیند غفلت کی نیند ہوگی۔ فوراً ہی
حضرت خواب سے بیدار ہو گئے اور فرمایا ؎

سحر کرشمۂ وصلش بخواب می دیدم
زہے مراتب خوابے کہ بہ ز بیداریست

میں نہایت نادم ہوا اور اپنے خیال سے توبہ کی +

کرامت۔ راوی مذکور کا بیان ہے کہ جس خلوت میں حضرت نے مجھ کو ذکر نفی
و اثبات سکھایا تھا۔ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے دل میں جمانے کا طریقہ تعلیم فرمایا تھا
ارشاد فرمایا تھا کہ تحت اللفظ کو بھی خیال میں لایا کرو۔ کہ سوائے ذات پاک حق کے
اور کچھ مقصود نہیں ہے۔ اُس وقت مجھ کو یہ خیال آیا کہ معنی کلمہ کے یہ ہیں کہ:۔

نیست مقصود جز ذات پاک او فقط

ہیچ زیادہ ہے یعنی اُس کے کچھ معنی نہیں ہیں۔ کئی مرتبہ یہ خطرہ مجھ کو آیا اور میں
اِس کے عرض کرنے کو گستاخی جانتا تھا۔ آنحضرت میرے خیال دلی پر مشرف ہوئے۔
اور فرمایا کہ کیا اتنا نہیں جانتے ہو کہ نکرہ کا نفی کے مقابل واقع ہونا عموم کا فائدہ
دیتا ہے حضرت کے اس ارشاد سے میرا وہ خطرہ زائل ہو گیا۔ اور میرا عقیدہ آپ کی
پہلے سے دس گونہ ہو گیا +

کرامت۔ آپ کے ایک مخلص حاجی نور الدین جو کہ صاحب ریاضات مجاہدات
شاقہ ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک بار سفر بیت اللہ و زیارت روضۂ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ و آلہٖ وسلم کے لئے روانہ ہوا اور جہاز پر سوار ہو گیا۔ جہاز مذکور بسبب شدت ہوا
و کثرتِ امواج ڈوبنے لگا۔ لوگ بیحد بیقرار ہو گئے۔ اور تہلکۂ عظیم برپا ہوا۔ چنانچہ
اکثر لوگوں نے اپنا سامان دریا میں ڈال دیا۔ تاکہ جہاز ہلکا ہو جائے۔ اور ڈوبنے
سے محفوظ رہ سکے میں اس حال میں حضرت مخدوم زادگان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور
نہایت عاجزی کے ساتھ التجا کی کہ یا حضرت وقت امداد ہے بمجرد میرے متوجہ ہونیکے
دو تو نو بادہ گلستان لاثانی تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا کہ مطمئن رہو کہ ہم تمہاری امداد

کے لئے آگئے ہیں! اب جہاز نہیں ڈوبیگا۔ مَیں نے یہ فرخندہ فرحت آثار سنکر لوگوں سے اصرار کیا کہ کوئی شخص اپنا سامان دریا میں نہ ڈالے کہ انشاء اللہ تعالےٰ اب جہاز نہ ڈوبیگا۔ کہ بزرگانِ دین نے مجھ کو ایسی بشارت دی ہے۔ چونکہ لوگوں کے قوی خیال میں جہاز کا بچنا دشوار تھا۔ اِس لئے کسی نے میری بات باور نہ کی۔ مگر فوراً ہی موجیں رُک گئیں اور جہاز ٹھیر گیا۔ اُس وقت سب لوگ حضرات گرامی کے معتقد اور اِس فقیر کے مخلص ہوئے۔ اور ہم خیر و عافیت کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے ؛

حضرت خواجہ محمد یحییٰ سلّمہ ربہ کے حالات

آپ آنحضرت قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند اور آپ کی آخرین اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ کی کم سنی میں آنحضرتؒ کا وصال ہوا۔ آنحضرت آپکے حال پر بہت کچھ مرحمت و شفقت فرماتے تھے۔ آپ حفظ قرآن مجید کے بعد تحصیل کتب عربیہ میں مشغول ہوئے۔ اور اکثر علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے برادران کلاں خواجہ محمد سعیدؒ اور خواجہ محمد معصوم سلّمہما اللہ تعالےٰ سے حاصل فرمائے۔ اور بیس سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہوگئے۔ علم حدیث میں سند معتبر حاصل کی اور فقاہت میں دستگاہ کامل پیدا فرمائی۔ اب آپ بڑی بڑی کتابوں کے درس دینے میں مشغول ہیں۔ اور نہایت قابلیت و فطانت کے ساتھ طلبہ کو درس دیتے ہیں ؛

طریقۂ عالیہ نقشبندیہ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید سلّمہ اللہ سے لیا۔ اور بعد تحصیل علوم ظاہری کے سلوک خدمت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم میں طے فرمایا۔ آپ مخدوم زادہ کے باطن سے استفاضات فرماتے ہیں اور بطفیل توجہ گرامی کے اِن مخدوم زادہ صاحب کے واردات و مقامات عالیہ اور کمالات متعالیہ پر رسائی حاصل فرمائی ہے۔ آپ ہر دو مخدوم زادگان کی توجہ گرامی کے فیض یافتہ ہیں۔ طریقہ و صلاح و تقویٰ و عبادت اور وظائف طاعات بدرجۂ کمال رکھتے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کی ولایت سے قبل علم غیب سے بشارت پائی تھی کہ آپکی ایک اولاد ہوگی اُس کا نام یحییٰ ہوگا۔ اس لئے آپ کی ولادت سے قبل آپ کا نام

بوجہ اس الہام کے محمد یحیی رکھا گیا تھا۔

آپ کی کم سنی میں عرفان پناہ حضرت شاہ سکندر نواسہ زبدۂ عرفا حضرت شاہ کمال کیتھلی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے مکان پر تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ آپ اپنا ایک صاحبزادہ ہم کو دیدیجئے کہ ہمارے مثل دانا اور دیوانہ رہے۔ آنحضرت نے فوراً محمد یحیی کو طلب کیا۔ شاہ صاحب نے اُس نونہال بوستان کمال کو اپنی گود میں بٹھایا اور آنحضرت سے فرمایا کہ یہ لڑکا ہمارا ہے۔ اور بہت مہربانی کی اور توجہ بلیغ آپکے بارہ میں مبذول فرمائی۔ کہ توجہ فرمائی کے وقت آپکی آنکھیں پرآب ہوگئیں اور آثار تغیر ہیئت آپ سے نمودار ہوئے۔ اور معلوم ہوا کہ اپنی نسبت خاص کے عطا فرمانے میں آپ نہایت توجہ عنایت فرما رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس مخدوم زادہ کو شاہ صاحب کہا کرو۔ اُس روز سے آپ کو شاہ محمد یحیی کہکر پکارتے ہیں۔ آنحضرت نے ختم مجلس کے بعد فرمایا کہ سبحان اللہ وبحمدہ ایک لڑکا کمسنی میں شرف قبولیت اولیا سے مشرف ہوا۔ اور آنحضرت ہمیشہ آپ کی بلندی فطرت اور رفعت استعداد کی خبر دیا کرتے تھے۔ اور بعض کمالات علیہ ومقامات مخصوصہ کے حصول کی آپ کو بشارت دیتے تھے۔ اور جو کچھ بشارتیں آپ کو دی گئیں وہ حرف بحرف ظاہر ہوئیں۔ اور آپ اُن کمالات ومقامات سے متصف ہوئے۔

چنانچہ ایک روز حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم سلمہ ربہ نے آنحضرت کے بشارت دیئے ہوئے کمالات کے حصول کی آپ کو خبر دی اور بعض اور بشارات کمالات کے حصول کی توقع ظاہر فرمائی۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی دو بڑی کرامتیں صفحۂ روزگار پر باقی ہیں۔ ایک آپکا کلام کہ مشائخ وعرفا وقت اُس کے حاشیہ لکھنے سے عاجز ہے۔ دوسرے آپ کے فرزندان گرامی کہ اُن کو آپنے اپنے تصرف سے علم وعمل اور کمالات باطنیہ عطا فرمائے کہ روئے زمین پر کسی شیخ نے اپنے فرزندوں کو تصرف وتوجہ سے اپنا مثل نہیں بنایا۔

آپ کی یہ دو کرامتیں دنیا میں آفتاب کی طرح مشہور اور باعث تعجب خلائق ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے اُسے دیتا ہے اور وہ بہت بڑے فضل والا ہے ۔

محمد فرخ اور محمد عیسےٰ اور بی بی اُمّ کلثوم کے حالات

محمد فرخ اور محمد عیسےٰ آنحضرت قدس سرّہٗ کے صاحبزادے تھے جو کہ حضرت کی زندگی ہی میں بہت کم عمری میں انتقال کر گئے۔ مشہور ہے کہ زمانۂ وبا میں محمد فرخ اور محمد عیسےٰ دونو صاحبزادے بیمار ہوئے۔ لوگوں نے کہا کہ دونو کو الگ الگ رکھنا چاہیئے کہ ایک دوسرے سے متاثر نہ ہوں۔ جماعت خانہ کے حجرہ میں محمد فرخ کو اور زنانہ میں محمد عیسےٰ کو رکھا گیا۔

جب محمد عیسےٰ کی رحلت ہو گئی تو لوگوں نے کہا کہ محمد فرخ کو خبر نہ کرو۔ اتنے میں محمد فرخ نے کہا کہ اے بھائی تم نے بیوفائی کی کہ ہم سے پہلے چلے گئے۔ مولانا عبد الحی اُس وقت وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ بابا تم کس سے باتیں کر رہے ہو۔ کہا کہ محمد عیسےٰ سے کہ انتقال میں ہم سے سبقت کر گئے۔ انہوں نے کہا کہ محمد عیسےٰ مکان میں ہیں تم کو ان کے انتقال کی کیفیت کیسے معلوم ہوئی کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ملائکہ اُن کو نہلا رہے ہیں۔ اُسی روز بوقت شام بتاریخ ۷۔ ربیع الاوّل ۱۰۲۴ھ محمد فرخ نے انتقال کیا۔

ایک روز آنحضرت حافظ صاحب سے سورۂ طٰہٰ سماعت فرما رہے تھے کہ فرمایا حضرت عیسےٰ علےٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اُس وقت میں نے مجلس میں موجود دیکھا اور بہت غور کے بعد معلوم ہوا کہ وہ میری نسل میں سے ہیں اُس وقت القاء ہوا کہ تمہارا ایک فرزند قدم حضرت عیسےٰ علیہ السّلام پر ہوگا۔

اِس کے چند روز بعد محمد عیسےٰ رحمِ مادر میں آئے۔ اور مدتِ حمل گذرنے کے بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ اور محمد عیسےٰ آپ کا نام رکھا گیا۔ جب آپ چار برس کے ہوئے تو کرامات آپ سے ظاہر ہونے لگیں حاملہ عورتیں آپ کی خدمت میں آنے لگیں اور دریافت کرتیں تھیں کہ اِس حمل میں لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ آپ جیسا فرماتے ویسا ہی ہوتا۔

ایک روز ایک حاملہ عورت عورتوں کی ایک جماعت میں بیٹھی تھی بعض عورتوں

نے کہا کہ اس حمل میں بھی اُس کو لڑکا ہو گا۔ حضرت محمد عیسےٰ اُس وقت چار برس کے
تھے انہوں نے کہا کہ اس کے لڑکی ہو گی۔ عورتوں نے کہا کہ ہم تو اندازہ رکھ رہے
تھے تم کو کیسے معلوم ہوا۔ فرمایا کہ میں اُس کے پیٹ میں لڑکی کو دیکھ رہا ہوں عورتوں
نے کہا کہ آپ نے کیسے دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح میں تم کو دیکھتا ہوں۔ اُس
عورت کو بعد ختم مدت حمل لڑکی پیدا ہوئی۔ بعض عورتوں نے آپ سے مذاقاً کہا کہ آپ
لڑکی فرماتے تھے۔ اُس کو لڑکا پیدا ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کبھی لڑکا نہیں ہو سکتا۔ میں
اُس کے پیٹ میں لڑکی دیکھ چکا ہوں +

دوسری کرامت یہ ہے کہ مولانا امان اللہ فقیہ اپنی شادی کے لیئے سرہند سے
چند منزل ایک گاؤں میں گئے اور لوگ خبر لائے کہ خاندان والے آپ کے نامرد ہونے
کی وجہ سے آپ کو لڑکی دینا نہیں چاہتے۔ آنحضرت متردد ہوئے اور محمد عیسےٰ کو
طلب فرمایا اور واقعہ دریافت کیا۔ آپ نے کہا کہ فکر کی کوئی بات نہیں ہے مولانا
کا نکاح ہو چکا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند روز میں آپ کی منکوحہ شہر میں پہنچ گئی +
خواجہ محمد ہاشم خادم بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت گھر کی عورتوں
میں تشریف فرما تھے کہ آپ کی صاحبزادی اُم کلثوم بعمر ہفت سالہ اُستاد کے پاس
سے آئیں اور افسوس کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت تم سب کو خدا سے غافل
پا رہی ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ بی بی تم پر اس حال کا کہاں سے پرتو پڑا۔ فرمایا
کہ آپ جس وقت فلاں عورت کو ذکر کی تلقین فرما رہے تھے میں بھی وہاں موجود
تھی میرا دل اُسی وقت سے جاری ہو گیا۔ اور کسی وقت مجھے غفلت طاری
نہیں ہوتی ہے۔ اور کسی کے دل کا حال مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ بتاریخ ۸۔
ربیع الاول سنہ مذکور اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں سے ایک روز بعد آپ کی
وفات ہوئی +

حضرت دوازدہم

آنحضرت قدس سرہٗ کے خلفا کے حالات میں

حضرت میر محمد نعمان قدس سرہٗ

آپ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفۂ کامل ہیں۔ آپ کے والد ماجد میر شمس الدین بدخشانی معروف بہ میر بزرگ علو نسبت و فضل و علم و تقوےٰ و حضور و صفا میں بدخشان اور ماوراءالنہر کے مشاہیر اولیا میں سے تھے۔ آپ کے بعض نادر علوم مثل علم جفر و تکسیر وغیرہ کے مشہور ہیں۔ آپکا مولد و مسکن شہر کشم ہے۔ جو ملک بدخشان میں واقع ہے اور آپکا مرقد کابل میں ہے۔ میر بزرگ کے والد کا نام امیر جلال الدین ہے اور ان کے دادا امیر سید حمید الدین مشہور عارف اور عالم اور متقی تھے۔ آپ کے آبا و اجداد میں ایک بزرگ شیخ بلبل مشہور گذرے ہیں۔ کہ جب وہ تلاوت قرآن مجید کرتے تو آپ کی قرات سننے کیلئے آپ کے اطراف کی بلبلیں جمع ہو جاتیں۔ اور آپ کی قرات کے ختم ہونے تک نالہ و فریاد میں مصروف رہتیں۔ اور اسی حالت میں بعض بعض مردہ ہو جاتی تھیں +

امیر بزرگ کو نسبت ارادت طریقت میں ایک موزہ فروش درویش سے تھی کہ سلسلۂ عشقیہ میں صاحب جذبات و کرامات تھے۔ وہ سمرقند کے ویرانوں میں گوشہ نشین اور اپنے آپ کو پوشیدہ اور مستور رکھتے تھے۔ اور موزہ فروشی کے پیشہ کو اپنا پردہ بنائے ہوئے تھے +

حضرت میر بزرگ اُن کا ایک واقعہ بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ سمرقند میں وجد عظیم کی حالت میں جو آپ پر طاری ہوئی آپ اُچھلے اور مسجد کے ممبر کے اوپر جو کہ دو قد آدم کی برابر اونچا اور ایک قد آدم کے برابر چوڑا تھا را و چک کر دوسرے کنارے پر اُس کے جا کر بیٹھ گئے۔ حالانکہ آپ بہت بوڑھے تھے مگر اس سے کوئی ہرج آپ کے جسم اور جثۂ مبارک کو نہ پہنچا۔ شیخ موزہ فروش کی کچھ کرامتیں میں نے کتاب

شذرات الاتقیا میں تحت حالات میر بزرگ لکھی ہیں۔ اس لیئے یہاں بیان نہیں کیجاتیں؎

حضرت میر بزرگ نے صحبت حضرت قاسم کرمنی کی بھی پائی ہے۔ اور ایک کتاب اُن کے نام سے تصنیف کی ہے۔ کہ اُس میں شیخ قاسم کا نام آپ زر سے تحریر فرمایا شیخ نے جب اُس کتاب کو ملاحظہ فرمایا تو بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ جس طرح تم نے فقیر کے نام کی تعظیم و تکریم کی ہے اُسی طرح اللہ تعالےٰ تم کو بھی معظم و محترم کریگا۔ اُسی زمانہ میں شاہزادہ محمد حکیم مرزا نے ایک مکتوب میر بزرگ کی خدمت میں بھیجا۔ اور اُن کو کابل میں بلایا۔ میر صاحب نے دعوت قبول کی اور وہاں پہنچے۔ بادشاہ نے بہت کچھ تعظیم اور تکریم کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ پادشاہ موصوف کے انتقال کے بعد ایک کافر بادشاہ تخت سلطنت پر قابض ہو گیا حضرت میر بزرگ نے اپنی وفات کیلئے دعا کی۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ اور سنہ ۹۹۴ ہجری میں سفر دار القرار فرمایا؎

حضرت میر محمد نعمانؒ فرماتے تھے کہ مَیں اپنے والد کو ستر علموں میں قابل جانتا تھا مگر اولیاء اللہ میں سے خیال نہ کرتا تھا۔ ایک روز میری بڑی بہن نے جو اپنے وقت کی عارفہ تھی۔ مجھ سے کہا کہ مَیں نے تمہارے والد کو واقعہ میں دیکھا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ میرے فرزند میر محمد نعمان سے کہو کہ تم ہم سے اعتقاد کمزور کیوں رکھتے ہو۔ اُس وقت سے مَیں آپ کی ولایت کا معتقد ہو گیا؎

اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حضرت میرؒ اس فقیر سے فرماتے تھے کہ میرے والد نے یہ عہد لیا تھا کہ جو آپ کے لڑکا پیدا ہوگا اُس کا نام محمد علیہ السلام کے نام کے ساتھ مرکب رکھینگے۔ چنانچہ میرے بھائیوں کے نام جلال الدین محمد اور سعید الدین محمد اور ضیاء الدین محمد رکھے گئے؎

میری والدہ کو تین ماہ کا حمل تھا کہ میرے والد نے خواب میں یہ دیکھا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اس حمل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اُس کا نام نعمان رکھنا۔ اس کے بعد میری پیدائش ہوئی والد نے میرا نام محمد نعمان رکھا۔ تاکہ پہلا قرارداد بھی قائم رہے۔ اور حضرت امام کے حکم کی بھی تعمیل ہو جائے؎

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ میری ولادت سنہ ۹۰۰ھ میں موضع سمرقند میں ہوئی؎

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ لڑکپن میں بعض نادر نسبتیں مجھ پر غلبہ کرتی تھیں اور مجھ کو غیبت اور استغراق حاصل ہوتا تھا۔ میں فقرا کی خدمتوں میں حاصل ہوا۔ اور مراقبات و واردات صوفیہ سے واقفیت حاصل کی اُس وقت یقین ہوا کہ وہ تمام حال جو مجھ پر گذرے تھے۔ اِسی طریق کے شعبے تھے ؛

جب آپ بالغ ہوئے تو بلخ میں حضرت امیر عبد اللہ بلخی عشقی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی بشارت کی بنا پر توبہ کی۔ اِس کے بعد ہند کے سفر کا اتفاق ہوا بسبب غلبۂ طلب راہِ خدا بزرگانِ وقت کی خدمت میں جاتے اور ہر ایک سے اذکار لیکر کام میں لاتے۔ اور شیخ سعید حبشی سے شرفِ مصافحہ سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ جہاں کہیں کسی درویش کے نام کا تذکرہ سُنتے اُس کی صحبت میں حاضر ہوتے۔ اور اُس کے ساتھ رہتے یہاں تک کہ جاذبۂ الٰہی نے آپ کو قطب المحققین حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچایا۔ حضرت نے آپ کے حال پر بہت کچھ الطاف مبذول فرمائے اور اور آپ کو اپنی عنایت کے آغوش میں لے لیا اور ذکر و مراقبہ طریقہ علیہ نقشبندیہ سے آپ کو مشرف کیا۔ آپ نے نوکری اور تعلقات دنیاوی کو ترک کر دیا تھا۔ اور اپنے فرزندوں اور اعزا کی جماعت کثیرہ کے ساتھ صدق و توکل سے حضرت خواجہ کی خدمت میں فقر و فاقہ سے بسر کرتے تھے۔ اور اپنی اسی حالت پر مسرور و شادان رہتے تھے ؛

کہتے ہیں کہ ایک روز کسی امیر نے فقراءِ خانقاہ کے لئے وظائف جاری کرنے کیلئے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں التماس کیا۔ حضرت نے چند فقرا کے نام تجویز فرمائے ایک شخص نے حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ میر محمد نعمان بوجہ کثرت عیال کے نہایت حاجتمند اور فقر و فاقہ میں ہیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میر مذکور ہمارے اجزاءِ بدن سے ہیں ہم اپنے آپ کو اِن امور سے ملوث کرنا نہیں چاہتے۔ حضرت امیر فرماتے ہیں کہ اُس زمانہ میں ہم پر فاقے پر فاقے گذرتے تھے۔ مگر حضرت خواجہ کا یہ ارشادِ خاص سُن کر ہم نے بوجہ مسرت رقص کیا اور حسنِ احوال کے امیدوار ہوئے۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے کچھ حالات جن سے حضرت میر کے احوال و کمال کا اظہار ہوتا ہے کرامات حضرت خواجہ میں بیان ہو چکے ہیں ؛

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے حضرت میر کی تربیت باطنی ہمارے پیر و مرشد

حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ کو آپ کے وداع کرنے کے وقت حوالہ فرمائی تھی۔ جب کہ آپ کو خلعتِ خلافت سے سرفراز فرما کر سرہند مذکور رخصت فرمایا تھا۔

اُس زمانہ میں جب کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے رحلت فرمائی آنحضرت قدس سرہٗ تعزیت کیلئے دہلی تشریف لے گئے۔ حضرت میر نے ایک خط آپ کو اپنی شکستہ دلی و غربت و مسکنت و بے نصیبی اور بے استعدادی کے متعلق تحریر کیا اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی وصیت کی اُس میں یاد دہانی کی۔ اور یہ بھی لکھا کہ میرا وسیلہ آپ کے مرحمت کیلئے کچھ نہیں ہے۔ کہ بجز اس کے کہ میں خاندان سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھتا ہوں بطفیل سید انبیا علیہ علٰے آلہ الصلوٰۃ میرے حال پر رحم فرمایئے۔ حضرت کو اس عریضہ کے مطالعہ سے بہت رقت ہوئی۔ پس فرمایا کہ میرے دل مت کرو اگر خدا نے چاہا تو بہت اچھے ہو جاؤ گے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے پیر بھائیوں میں میر ہم سے خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ پھر آنحضرت نے اپنے وطن مالوف کی طرف مراجعت فرمائی۔ اور میر کو اپنی عنایت کی تربیت میں سرہند لائے آپ نے برسوں آنحضرت کے آستانۂ فلک نشانہ پر بسر فرمائی۔ یہاں تک کہ آنحضرت سے ایک دفعہ بے انتہا کمزور ہو گئے اور اُس بیماری میں آپ کو اپنی موت وحیات کا اختیار دیا گیا تھا۔ پس خیال ہوا کہ شاید ہماری وفات اس بیماری میں ہو جاتے۔ اس لئے حضرات خواجگان قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کی امانت کو اُس کے اہل کے سپرد کر دینا چاہیئے اُس وقت اس امانت کا متحمل سوائے مخدوم زادۂ کلاں یعنی حضرت خواجہ محمد صادق اور حضرت میر کے سوا کسی کو نہ پایا۔ پس امانت ان دونوں کے سپرد فرمائی۔ اور بعض بعض مقامات کا افاضہ موافق ہر ہر ایک کی استعداد کے عطا کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرزندان و مخلصین کے اصرار پر زندگی مستعار کی طرف رغبت کی اللہ تعالےٰ نے آپ کی خواہش کے مطابق صحت عاجلہ مرحمت کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ ضعف کی حالت میں اس نسبت کے دینے کا راز یہ تھا کہ بعض مقامات اور معاملات کا مجھ کو حاصل ہونا تم کو نسبت دینے پر موقوف تھا۔ اس کے بعد سے آپ کی عنایت و تربیت میر موصوف کے حق میں روز افزوں ہوتی رہی اور اپنے الطاف و عنایات سے آپ کو مخصوص کیا اور آپ کا معاملہ پستی سے بلندی پر لے گئے یہاں تک کہ ۱۰۱۵ھ میں میر موصوف کو خلعت خلافت و ارشاد

مرحمت فرمائی اور برہانپور میں اقامت کی اجازت دی اور یہ خلافت نامہ اپنے دستخطِ خاص سے مزین کرکے آپ کے حوالہ کیا۔

خلافت نامہ

هُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَ نُسَلِّمُ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الْکِرَامِ۔ بَعْدُ فَاِنَّ الْاَخَ الصَّالِحَ السَّالِکَ اِلَی الطَّرِیْقِ الْحَقِّ الْعَارِفُ بِاللّٰهِ السَّیِّدُ الْکَامِلُ مُحَمَّدُ نُعْمَانَ وَفَّقَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ دَائِمًا لِمَرْضَاتِهٖ لَمَّا دَخَلَ بِتَوَسُّطِ هٰذَا الْفَقِیْرِ فِیْ سِلْکِ اِرَادَةِ الْمَشَائِخِ الطَّرِیْقَةِ النَّقْشْبَنْدِیَّةِ وَ سَلَکَ طَرِیْقَتَهُمُ الْعَلِیَّةِ قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَسْرَارَهُمْ وَ ظَهَرَ مِنْهُ الْاِنْتِفَاعُ لِلطَّرِیْقَةِ اَجَزْتُهٗ لِتَعْلِیْمِ طَرِیْقَةِ هٰؤُلَاءِ الْاَکَابِرِ لِلطَّالِبِیْنَ شَرْطُ الْاِجَازَةِ الْاِسْتِقَامَةُ عَلَی الشَّرِیْعَةِ وَ الثَّبَاتُ عَلَی الطَّرِیْقَةِ وَ الْحَقِیْقَةِ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَ الْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَ التَّسْلِیْمَاتُ۔

وہی ایک خدا ہے سوا اُس کے اور کوئی نہیں ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اُس کے نبی اور اُن کی بزرگ آل پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ واضح ہو کر برادر صالح سالک طریق حق عارف باللہ سید کامل محمد نعمان اللہ تعالے اس کو ہمیشہ کے لئے توفیق مرضیات پسندیدہ کی مرحمت کرے جب فقیر کے توسط سے سلک ارادۂ مشائخ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔ اور ان کے طریقہ عالیہ قدس اللہ تعالے اسرارہم کا سلوک طے کیا۔ پس اُن سے نفع عظیم طریق کیلئے پایا گیا۔ اِس لئے میں نے ان کو اِن اکابر کے طریقہ کی تعلیم طالبین راہ حق کو مطابق شریعت طریقت و حقیقت کے دینے کی اجازت دی۔ سلام ہو اُس پر جس نے ہدایت حق کی پیروی کی اور اتباع مصطفوی کو لازم کیا۔ آپ پر اور آپکی آل پر درود اور سلام ہو۔

حضرت میر بتعمیل حکم حضرت پیر دستگیر برہانپور گئے وہاں آپ کو قبولیت عظیم حاصل ہوئی۔ اور آپکے صحبت کے اثراتِ کشش اور جذب قلوب اس درجہ لوگوں پر موثر ہوئے کہ اُن کی تفصیل کے لئے دوسری کتاب تصنیف کرنیکی ضرورت ہوگی۔

آپ کے اثرات صحبت اور تصرف اس درجہ فقرا و اُمرا اور غافلین اور ارباب حضور پر غلبہ کرتے تھے کہ حالتِ مستی اور عالمِ بے خودی میں لوگ کپڑے پھاڑ کر مثل مُرغ نیم جان زمین پر تڑپتے تھے۔ تیس تیس اور چالیس چالیس شخص آپ کی توجہ میں دفعۃً بے طاقت ہو جاتے تھے۔ اور بے اختیار زمین پر گر پڑتے تھے بلکہ تماشائی لوگ مثل صوفیوں کے اور منکر مانند معتقدین کے بے ہوشی اور بے خودی سے زمین پر لوٹتے اور تڑپنے لگتے تھے۔ آپ کے تصرف کا کاروبار یہاں تک پہنچ گیا تھا کہ اُس شہر کے پیران کبار کے مریدان بے اختیار ہو کر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ فاسق اور فاجرین نے صلاح و تقویٰ اختیار کیا۔ اور اکثر ہوشیاروں نے شراب بے خودی جذبہ پیا۔ از مترجم ؎

عین خمخانہ ہیں وہ مست نگاہ آنکھیں　　مے پرستوں کی تسلّی ہیں تمہاری آنکھیں
نشہ میں چور ہیں مخمور ہیں پیاری آنکھیں　　انہی آنکھوں کو ترستی ہیں ہماری آنکھیں

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ایک واقعہ خواب میں دیکھا کہ میں سفر سے آنحضرت پیر و مرشد مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں گیا ہوں اور آپ کے آستانہ کا طواف کیا اتنے میں حضرت اندر سے آئے اور مجھ کو دروازہ پر نیاز مندانہ کھڑا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور توجہ فرمائی اور مجھ کو بغل میں لیا۔ اور فرمایا کہ میر میں حرارت کا غلبہ ہو گیا ہے۔ شکر کا شربت لاؤ۔ پس ایک پیالہ شربت کا لبریز کر کے لایا گیا پھر حضرت نے فرمایا کہ میر یہ پیالہ پورا تم پی جاؤ۔ اور کسی کے لئے ایک قطرہ اِس میں سے مت چھوڑو میں نے وہ پیالہ پورا پی لیا۔ اس کے بعد آنحضرت قبلہ رُو ہوئے۔ اور دعا کی کہ خدایا نسبتِ خاص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میر کو عطا فرما۔ یہ دعا فرمانے کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ مُنہ پر پھیر لئے۔ اِس کے بعد پھر دعا کے لئے آپ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی کہ بارِ الٰہا میری نسبتِ خاص بھی میر کو عطا کر۔

اِس خواب سے جب میں بیدار ہوا تو حضرت سے یہ واقعہ عرض کیا۔ اور اِس کی تعبیر پوچھی۔ حضرت نے جواب نہ دیا۔ اِس کے بعد آپ کی مجلس مقدس سے مفارقت صوری ہوئی اس کے کچھ دن بعد عنایت نامہ آنحضرت نے مجھے تحریر فرمایا:۔

کہ ایک روز بعد نمازِ صبح میں حلقۂ احباب میں بیٹھا تھا اتنے میں میری توجہ

تمہاری طرف مبذول کرائی گئی۔ حجاب آثار تمہاری طرف سے جو محسوس ہوئے وہ اُٹھائے گئے۔ اور ظلمت اور کدورتیں جس قدر ظاہر ہوئیں وہ دفع کی گئیں یہاں تک کہ تمہارے کمالات کا ہلال بدر کمال ہوگیا۔ اور جو کچھ آفتاب ہدایت میں ودیعت تھا وہ بھی اُس بدر میں منعکس ہوگیا۔ یہاں تک کہ اب اُسکی تکمیل میں کوئی کمی اور کسی بات کا انتظار نہیں رہا۔ مگر یہ کہ اس کے بعد ظرف اور وسیع ہو۔ اور بقدر وسعت اور چیزیں اُس میں داخل ہوں۔ بہت دیر تک یہ صورتِ مثالیہ نظر میں رہی اور اس کے مصداق کا حصہ نصیب ہوا۔

الحمد للہ والمنۃ علیٰ ذٰلک کہ اس دولت کا حصول اُس خواب کا اثر ہے۔ جو تم نے دیکھا تھا۔ تم اُس کی تعبیر جب اصرار کر کے دریافت کیا کرتے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہارا قرض پورا ادا ہوگیا۔ اور وعدہ کی ایفا اور عہد کی تکمیل ہوگئی۔ یہ بھی اُمید ہے کہ تکمیل اس کمال کی بموجب حاصل ہوگی۔ اور اُن ممالک کے دشت و صحرا تمہارے وجود شریف سے منور ہو جائینگے۔ آپ کا کلام ہوگیا۔

چونکہ حضرت میر اصحاب آنحضرت میں آنحضرت کے ساتھ عشق و محبت میں امتیاز کامل رکھتے تھے اس لئے آپ کی شہرت اور قبولیت ممالکِ ہند میں بلکہ سارے جہان میں آفتاب کی طرح روشن ہے۔ آپ کے ساتھ لوگوں کی ارادت کی کثرت یہاں تک پہنچی۔ کہ بعض دشمنان خاندان اسلام نے سلطانِ وقت سے عرض کیا کہ آپ کے ملک کی سرحد پر شہر برہانپور میں ایک درویش ہے جس نے اپنے آپ کو حضرت میر کے نام سے مشہور کرایا ہے اور ایک لاکھ سواہزار اُزبک اُن کے مرید ہیں بادشاہ نے اس اندیشہ کے دغدغہ سے کہ کہیں کوئی فتنہ و فساد نہ برپا ہو جائے۔ آپ کو برہانپور سے دار السلطنت اکبر آباد میں بلوایا اور آپ سے پوچھا کہ آپ نے خود کو حضرت میر کے لقب سے کیوں مشہور کرایا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ مَیں سیّد ہوں اور سیّد کو میر کہتے ہیں۔ مگر لفظ حضرت کے کہنے سے میں راضی نہیں ہوں۔ آپ اسکی ممانعت کرا دیجئے۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ کیا ایک لاکھ اسوار اُزبکی آپ کے مرید ہیں۔ یہ سُنکر آپ ہنس پڑے۔ بادشاہ نے حاضرین سے کہا کہ اس فقیر کی دیدہ دلیری دیکھو مَیں اُس سے گفتگو کر رہا ہوں اور وہ ہنستا ہے۔ مہابت خان مرحوم مصاحب نے

بظاہر موافقت نہیں کی۔ اور عرض کیا کہ ان کے پیر نے اپنے خلفا کو ممالک تقسیم کئے ہیں آپ کو برہانپور عطا کیا ہے۔ اس لئے آپ کا جاہ و جلال وہاں اس قدر ہے کہ بادشاہ ان کے دروازہ پر باریاب بھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ مہابتخاں بھی اس درویش کا دشمن معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کو اسکے حوالہ کر دیا۔ مہابت خاں آپ کو اپنے مکان پر لایا اور ہر طرح سے آپ کی خدمت اور خاطرداری کی پُر تکلف دعوتیں کیں۔ مریدین وغیرہ مور و ملخ کی طرح آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہونے اور نذر و فتوح گذراننے لگے۔ بادشاہ نے یہ حال سُنا اور مہابت خاں پر اعتراض کر کے دریافت کیا۔ مہابت خاں نے عرض کیا کہ پادشاہ سلامت وہ فقیر صرف پنجوقتہ نماز پڑھتا ہے۔ اور اُس کے سوا اُس کے پاس اور کچھ نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ ہم اُن کو رہائی دیتے ہیں۔ بشرطیکہ برہانپور کا قیام ترک کر کے اکبرآباد دارالخلافت میں توطن اختیار کرلے۔ آپ نے قبول فرمایا اور اکبرآباد میں توطن کر لیا۔ اور ارشاد و ہدایت خلق اللہ میں مصروف ہو گئے ۔

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات جامع مسجد برہان پور کے چبوترہ سے جو کہ بقدر قدِ آدم اونچا تھا۔ زمین پر گر پڑا اس سے میرے ہاتھ کو بہت ضرب پہنچی۔ مگر گرنے کے ساتھ ہی ایک مقام جس کا میں آرزومند تھا حاصل ہوا۔ میں اُس تکلیف سے بہت خوش ہوا۔ اور اُس کے شکرانہ میں حلوہ پکا کر فقرا کو کھلایا۔ میرا اعتقاد اس حلوہ کی نسبت یہ تھا کہ جو شخص اُس کو کھائے گا جنت میں جائیگا ۔

قدسیہ ۔ آپ آنحضرت قدس سرہٗ کی تعریف میں فرمایا کرتے تھے کہ میں ایسے کئی اشخاص کو جانتا ہوں کہ حضرت قدس سرہٗ کی برکت صحبت سے مرتبہ قطبیت کو پہنچے ۔

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقعہ میں دیکھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے پاس تھے آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر میرے فرزند محمد نعمان سے کہو کہ جو شخص مقبول شیخ احمد ہے وہ میرا بھی مقبول ہے۔ اور میرا مقبول خدا کے پاس مقبول ہے۔ جو شخص شیخ احمد کا

مردود ہے وہ میرا مردود اور خدا کا مردود ہے۔ یہ بشارت سُن کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ مَیں حضرت کا مقبول ہوں۔ اِس لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خدائے پاک کا مقبول بھی ہونگا۔ بمجرد اس خیال کے آنحضرت نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوبکر تم میرے فرزند محمد نعمان سے کہو کہ جو شخص تیرا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا اور میرا اور خدا کا مقبول ہے۔ اور جو شخص تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا اور میرا اور خدا کا مردود ہے جل شانہٗ ؛

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ ایک خیمہ نہایت بلند کھڑا ہوا ہے۔ کہ نوروز کے دن سلاطین ایسے خیمے قائم کرتے ہیں۔ اور اُس خیمۂ عظیم میں عالم ہفت اقلیم کھڑا ہے۔ جس طرح کہ اس عالم میں بادشاہ اور حکام اور اربابِ قلم امور مملکت کے رہتے ہیں۔ اور دیہات اور شہر اور بازار اور سڑکیں اور راستے اور امور موت وحیات اور فقر و دولت اور مالک و غلام ہوا کرتے ہیں، وہاں بھی ہیں۔ یہ سب ایک نظر مرکز صدر خیمہ کی طرف ڈالتے ہیں۔ اور دوسری مرتبہ عالم و عالمیان کو دیکھتے ہیں۔ اور ہر کارگذار کو احکام دئے جاتے ہیں۔ مجھے بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں بھی صدر خیمہ کو دیکھوں کہ وہاں کیا ہے جہاں سے نگاہ کے ساتھ لئے جا رہے ہیں۔ اور اُس کے مطابق عالم میں عمل ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے سر اٹھایا اور نظر کی تو دیکھا کہ بجائے سرستون خیمۂ عظیم کے ایک روزن ہے۔ اُس کے اُوپر ہمارے حضرت قبلہ تشریف فرما ہیں۔ اپنا چہرۂ مبارک اُس روزن کی طرف کئے ہوئے اشارہ فرما رہے ہیں۔ کار پرداز لوگ مہماتِ عالم کو اپنے خدمات کی موجب اُس اشارہ کا مطلب سمجھ کر حسب الحکم انجام دے رہے ہیں۔ اور مختلف اور متضاد مقاصد اور مطالب کو آپ کے اُسی ایک اشارہ سے سمجھ لیتے ہیں ؛

درجہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز صبح کے حلقہ میں اُس قطب ارشاد یعنی حضرت پیرومرشد قبلہ کے روبرو بیٹھا تھا۔ اور مراقبہ میں مشغول تھا۔ سر اٹھایا تو دیکھا کہ بجائے آپ کے حضرت سید کونین علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوٰۃ و تسلیمات تشریف فرما ہیں۔ مجھ پر ہیبت غالب ہوئی۔ مَیں نے پھر اپنا سر جھکا لیا اور شغل باطن میں مشغول ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر سر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ بھی آنحضرت

علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں پھر اپنے سر کو جھکا کر مراقبہ میں مشغول ہو گیا
ایک لمحہ کے بعد پھر آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ بجائے آپ کے حضرت پیغمبر علیہ و آلہ الصلوٰۃ
والبرکات اور بجائے حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آپ تشریف فرما ہیں۔ میں پھر
مراقب ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا تو دونوں جگہ آنحضرت علیہ السلام کو پایا۔ اور
پھر دونوں جگہ آپ کو دیکھا۔ اس کے بعد دیکھا کہ صرف آپ ہی اکیلے تشریف فرما ہیں یہ
جو کچھ کہ دیکھا گیا سب علانیہ تھا نہ خواب ۔

درجہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے جب کہ میں اپنے حضرت خواجہ
محمد باقی باللہ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ آپ نے اپنے تمام
اصحاب سے فرمایا کہ حضرت شیخ احمد کی خدمت میں جاؤ اور جس طرح کا شغل وہ بتائیں
اسی طرح کرو۔ اور ان کے سامنے ہماری تعظیم تک مت کرو۔ اور ہماری طرف متوجہ مت ہو
آپ نے اور بہت کچھ آپ کی صحبت کے لئے ترغیب دی۔ لیکن مجھ میں حضرت خواجہ نے
انکار کی بو پائی تو فرمایا کہ میاں شیخ احمد آفتاب ہیں۔ اور ہم جیسے ہزاروں اولیاء ستاروں کی
کی طرح اُن میں گم ہیں۔ کاملین اولیاء متقدمین میں بھی ایسے لوگ کم گذرے ہیں ۔

آپ فرماتے ہیں کہ ارشاد کے بعد آنحضرت سالہا سال تک حیات رہے اس کا
علم خدا کو ہی ہے کہ آنحضرت نے کہاں تک اُس کی ترقی کی ہو گی۔ آپ کا کلام ختم ہو گیا۔

واضح ہو کہ آنحضرت قدس سرہ نے جو مکتوبات قدسی آیات حضرت میر کو لکھے اپنے
ہیں اُن کی تعداد کثیر ہے۔ اور مکتوبات آنحضرت میں مسطور ہیں۔ ان سب کا ذکر کرنا اس
کتاب میں دشوار ہے۔ اس لئے صرف چند مکتوبات بیان کئے گئے ہیں ۔

مکتوب[1]۔ آپ نے جو اپنے خط میں مریدوں کی کثرت اور ان کی
ترقیات کا حال لکھا تھا۔ تو واضح ہو کہ برادرانِ طریقت کی کثرت بحکم اس کے کہ
اَکۡثِرُوا اِخۡوَانَکُمۡ فِی الدِّیۡنِ۔ برادرانِ دین میں کثرت کرو۔ بڑی اُمید کی بات ہے
آیت کریمہ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیۡكَ[2] قریب ہے کہ (اے موسیٰ) ہم تمہارے بازو
کو تمہارے بھائی (ہارون) سے قوت دینگے اس حکم کی موید ہے۔ لیکن آپ اپنا
مقصود اپنے احوال و اعمال پر نظر رکھنے اور اپنے ہر سکون و حرکت کو دیکھنے کو سمجھتے رہو

ایسا نہ ہو کہ مریدوں کی ترقی پیروں کی ترقی کو روک دے۔ اور طالبوں کی حرارت مرشدوں کے کاروبار میں سردی پیدا کر دے اس بات سے ہمیشہ خائف اور لرزاں رہنا چاہیئے۔ مریدوں کے حالات اور مقامات شیر و ببر کے مانند ہیں اُن پر فخر اور مباہات کرنے کا کیا موقع ہے۔ کہیں اسی سبب سے خود پسند کا دروازہ نہ کھل جائے۔ بلکہ بموجب اس کے کہ شرم و حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔ ترقی مریدین شرمندگی اور خجالت کا باعث اور مریدوں کی گرما گرمی غیرت اور عبرت کا سبب ہونا چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے اعمال کا قصور پکڑنا اور اپنی نیتوں کو متہم گردانا ضرور ہے۔ اور زبان حال و قال کا کلمہ ھل من مزید سے ہر وقت مرطوب رہے ۔

مکتوب۔ اے برادر میں پھر دوبارہ تم کو لکھتا ہوں کہ دار و مدار اس راستہ کا دو اصلوں پر ہے۔ اولاً استقامتِ شرع شریف اس طرح کہ ادنے سے آداب کے ترک پر بھی رضامندی نہ ہو۔ ثانیاً شیخ طریقت کے ساتھ محبت کا رسوخ کے ساتھ قائم رہنا کہ کسی طرح سے اُس پر اعتراض کی مجال نہ ہو سکے بلکہ اس کی ہر حرکت و سکون اور ہر فعل مرید کی نظر میں اچھا اور محبوب معلوم ہو۔ کسی بات میں ان دو باتوں میں سے ذرا سا بھی خلل پڑ جائے تو پھر خدا کی پناہ۔ اگر عنایتِ الٰہی سے یہ دونو باتیں مضبوطی سے حاصل ہو جائیں تو سعادتِ دنیا و آخرت نصیب ہو گی ۔

مکتوب۔ آپ نے لکھا ہے کہ حصول اور وصول میں کیا فرق ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ پس معلوم ہو کہ حصول باوجود بُعد کے متصور ہو سکتا ہے مگر وصول ناممکن۔ عنقا کہ اُس کی صورت خاص کا ہم تصور کر سکتے ہیں۔ اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ عنقا ہماری قوتِ مدرکہ میں حاصل ہو گیا۔ اس لئے عنقا تک وصول لازم نہ آیا۔ کیونکہ ظلیت کہ ظہور شے کا ہے۔ مرتبہ ثانیہ میں وصول شے کے منافی نہیں ہے۔ لیکن حصول شے ظلیت کی تاب نہیں لا سکتا۔ پس فرق بخوبی ظاہر ہو گیا ۔

مکتوب۔ آپ نے پوچھا تھا کہ ان چیزوں میں سے کونسی چیز بہتر ہے ذکر نفی و اثبات یا تلاوتِ قرآن مجید یا نماز بطولِ قرأت ۔

پس معلوم ہو کہ ذکر نفی و اثبات مانند وضو کے ہے کہ شرطِ نماز ہے جب تک وضو درست نہ ہوئے نماز شروع نہیں کی جا سکتی ہے۔ پس جب تک کہ معاملہ نفی و

اثبات انجام کو نہ پہنچ جائے اُس وقت تک فرائض و واجبات و سنن کے علاوہ جو کچھ عبادات نافلہ کی جائینگی۔ وہ سالک کیلئے وبال ہیں۔ کہ اولاً امراضِ دلی کو دُور کرنا چاہئے جو کہ ذکر نفی و اثبات سے متعلق ہے۔ اِس کے بعد مریدین کو اور عبادات اور حسنات کہ مثلِ غذائے صالح کے ہیں بدن کے لئے مشغول کرنا چاہئے۔ ازالۂ امراض سے پہلے اگر غذا کھائی جائیگی۔ تو فساد پیدا کریگی۔ ع

ہر چہ گیرد علّتی علّت شود

مکتوب ۔ اعمال آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام دو طرح کے ہیں اولاً عبادات دوم عادات و رواج۔ اعمال عبادت کے خلاف کرنا اُس کو میں بدعتِ سیۂ جانتا ہوں۔ کہ دین میں نئی بات پیدا کرنا ہے۔ اور یہ ناجائز ہے۔ رہے اعمالِ عادتی اُس کے خلاف کرنا۔ بدعتِ سیۂ نہیں ہے اور اُس کے رد کرنے میں کوشش کرتا ہوں۔ کہ دین سے متعلق نہیں ہے بلکہ عادت و رواج ملک سے متعلق ہیں بعض شہروں کے رواج اور طرح کے ہیں۔ اور بعضوں کے رواج اور ہیں۔ اور بلحاظ زمانے کے رسم و رواج میں تغیر ہو جاتا ہے۔ مگر سنّت رواجی کی رعایت کرنا بھی باعثِ سعادت و خوش بختی ہے +

مکتوب[1] ۔ اللہ تعالیٰ کی اس بڑی نعمت کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے کہ اُس نے ہم فقیروں کو موجب آراءِ اہل سنّت کے صحیح عقائد کی توفیق دیکر سلوک طریقۂ نقشبندیہ سے مشرف فرمایا اور اُس خاندان عالیہ کے مریدوں و سالکوں میں سے بنایا۔ فقیر کے نزدیک اس طریق میں ایک قدم چلنا اور طریقوں میں سات قدم چلنے سے بہتر ہے کمالات نبوت کا راستہ کھلتا بطور اتباع اور وراثت کے کشادہ ہونا صرف اسی طریقہ عالیہ سے مخصوص ہے دوسرے طریقوں کی انتہا کمالاتِ ولایت تک ہے وہاں سے ایک کوئی راستہ کمالاتِ نبوت کی طرف نہیں کھلتا۔ اِسی وجہ سے فقیر نے اپنی کتب اور رسالوں میں تحریر کیا ہے کہ اِس طریقہ کے بزرگوں کا طریق بعینہٖ اصحاب کرام علیہم الرضوان کا ہے۔ چنانچہ اصحاب کرام نے بطور وراثت کے کمالاتِ نبوت سے حصّہ وافر لیا ہے اِس طریق کے منتہی کمالاتِ نبوت سے بسببِ اتباع کے حصّہ کامل پاتے ہیں اور مبتدی

[1] مکتوب ۲۸۱ جلد اوّل مکتوبات مجددیہ ۱۲

اور متوسطین بھی اُمیدوار رہتے ہیں۔ کیونکہ انسان اُسی کے ساتھ ہے جس کی وہ محبت رکھتا ہو۔ (اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ) یہ دُور افتادوں کے لئے بشارت ہے۔ اس طریقہ میں ناقص اور ٹوٹے میں وہ شخص ہے جو کہ داخلِ طریق ہو کر آداب کی رعایت کرے اور نئے نئے کام اس طریق میں ایجاد کرے اور اپنے خوابوں اور وقائع احوال کی بنا پر اس طریق کے خلاف باتوں پر عمل پیرا ہو۔ اس میں طریق کی کیا خطا ہے۔ ملخصاً

اب کچھ کرامات و خوارق حضرت میر کے بیان کئے جاتے ہیں۔ آپکے کرامات وتصرفات تعداد و شمار سے خارج ہیں۔ مگر مقتضاء وقت وحال اس کتاب میں دو تین بیان کئے جاتے ہیں ۔

کرامت ۔ ایک وزرار باب صفا کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت ایک مخلص کے پاس مدعو ہوئے۔ آپنے داعی کو بلایا اور مالِ مشتبہ کے صرف نہ کرنے کیلئے تاکید بلیغ فرمائی۔ اُس نے بقدرِ امکان احتیاط کی مگر چونکہ کثرت سے درویش آپکے ہمراہ تھے اس لئے ایک بکری اور ذبح کی گئی۔ اُس کے گوشت میں بے شمار کیڑے پڑ گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ بکری درجہ حلال سے نہ تھی اس لئے ان کیڑوں کو ہمارے لئے بطور علامت کے ظاہر فرمایا۔ آپ لوگ اُس کی تحقیقات کرلیں۔ جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ مالک مکان کے ایک دوست نے جو ایک گاؤں کا عامل تھا۔ اُس بکری کو ظلم سے لیکر بطور تحفہ بھجوایا تھا۔ اور مالک مکان کو اُس کی خبر نہ تھی ۔

کرامت ۔ آپکے ایک مخلص کی اُسی کے خسر کے ساتھ سخت عداوت تھی اور اُس کا خسر اُس کو بہت تکلیفیں پہنچاتا تھا۔ اُس نے یہ تمام حال نہایت عاجزی سے حضرت میر سے عرض کیا۔ آپ کو اُس پر رحم آیا۔ اور فرمایا کہ متفکر مت ہو کہ تیرا خسر عنقریب اس عالم سے سفر کرنے والا ہے۔ دو تین روز کے بعد اس کا انتقال ہوگیا۔ اور وہ مخلص اُس کے شر سے بری ہوا ۔

آپ کی ولادت ۹۰۰؁ھ میں ہوئی آپ کی تاریخ ولادت لفظ شیخ جنید سے نکلتی ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ آپ اپنے وقت کے سید الطائفہ اور جنید و شبلی کے ہم پلہ تھے۔ اِس کتاب میں جہاں کہیں لفظ حضرت میر آیا ہے

اُس سے آپ ہی مراد ہیں۔ اور اس کتاب کی تالیف کے باعث بھی آپ ہی ہوئے ہیں ؎
اِس حقیر نے مصافحہ شیخ سعید حبشی جس کا ذکر بیانِ سلاسل جلد اوّل میں گذرا ہے جناب پیر کے توسط سے کیا۔ اور اوروں نے بھی آپ کے ہی توسط سے مصافحہ کی اجازت حاصل کی ہے ؎

شیخ نور محمد پٹنی سلمہ ربہ

پٹنیوں کے سردار آنحضرت قدس سرہ کے قدیم مریدوں اور جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی عنایت ازلی نے تحصیل علوم ظاہر کے بعد آپ کو اپنی طلب کا درد عطا فرمایا۔ اور خدا تعالےٰ کی طلب آپ کی رفیقِ حال ہو گئی۔ اور آپ نے پیر خدا آگاہ واقف راہ کی تلاش میں کمرِ ہمت مضبوط باندھی۔ پس آپ نے اکثر بلاد ہند کا سفر فرمایا اور اکثر فقرا کی صحبت میں حاضر ہوئے۔ مگر آپ کا مطلوب کسی پیر سے حاصل نہ ہؤا۔ یہاں تک کہ جذب الٰہی کی کشش نے آستانۂ عرش نشان حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ پر آپ کو حاضر کیا۔ حضرت خواجہ نے ذکر قلبی کی تعلیم سے آپ کو مشرف کیا۔ اور آپ کی تربیت حضرت پیر مرشد محبوب سبحانی مجدّد الفِ ثانی قدس سرہ کے حوالہ فرمائی۔ آپ کمال ذوق و شوق اور عاجزی و اطاعت گزاری کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور راہِ سعادت سے جو آپ کی عادت میں داخل تھی حضرت خواجہ کے خواص کے گروہ میں داخل ہوئے۔ اور آبِ وضو اور مسواک اور خاص حضرت کے متعلقہ خدمات آپ کے سپرد ہوئیں ؎

آپ ببرکت ملازمت آنحضرت قدس سرہ احوالِ شائستہ اور مقامات عالیہ پر فائز ہوئے۔ چنانچہ آنحضرت قدس سرہٗ نے بعض مکاتیب میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے حضور میں آپ کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ شیخ نور محمد اخیر نقطہ تک پہنچ گئے ہیں اور جذبہ کو ختم کر کے اُس مقام کی برزخیت سے مشرف ہو گئے ہیں۔ اور مقام فرق کی من وجہ تکمیل کی ہے۔ اوّل آپ نے صفاتِ ملائکہ نوری کو کہ صفات کا قیام اُس سے ہے اپنے آپ سے الگ دیکھا اور اپنے کو شیخ خالی پایا۔ پھر صفات کا ذات سے الگ مشاہدہ کیا۔ اور اس وید سے احدیت کے مقام جذبہ تک پہنچے اور اب انہوں نے اپنے

عالم کو بھی اِس طرح سے گم کر دیا ہے۔ کہ نہ تو احاطہ کا قائل ہے نہ معیت کا اور ابطن بطون میں اس طرح سے متوجہ ہے کہ تحیر اندر نادانی کے سوا اُس کو اور کچھ حاصل نہیں ہے۔

تم کلام الاعلیٰ +

اِس مکتوب کے بعد بھی تقریباً آٹھ سال شیخ موصوف نے آستانہ آنحضرت پر تجرید و تفرید و جذبات شائستہ میں بسر کی یہانتک کہ مقاماتِ فائقہ و اراداتِ رائقہ سے فائض ہو کر مرتبۂ وصول اور خدمت ارشاد و ہدایت سے مشرف ہوئے آنحضرت نے اُس وارستۂ کون و مکان کو خلافت اور اجازت تعلیم طریقہ عطا فرمائی اور شہر پٹنہ میں (جو کہ ہندوستان کے بڑے شہروں میں سے ہے) رہنے کا حکم دیا۔ آپ حسب الحکم وہاں گئے۔ مگر عزلت و خلوت بیں جو کہ آپ کی سرشت میں داخل تھی رہتے اور جنگلوں میں اور دریا کے کنارہ زندگی بسر کرتے اور مخلوق سے گوشہ گیر رہتے تھے۔ جب حضرت کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے شیخ کو ایک عنایت نامہ بطور نصیحت کے لکھا۔ جس میں ترکِ عزلت اور اختیار عشرت کی ہدایت فرمائی اور کہا کہ طریقہ انیقہ نقشبندیہ کی دارمدار اسی پر ہے۔ اور کار دبار ارشاد اور خلق اللہ کی ہدایت کا اس سے تعلق ہے +

مکتوب۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں۔ اور اُس کے برگزیدہ بندوں پر اسکی رحمتیں نازل ہوں ❊

برادرِ رشید! انسان کے لئے جس طرح کہ اوامرِ ایزدی کی تعمیل اور مناہی سے پرہیز لازم ہے اِسی طرح حقوقِ خلق اور اُن کے ساتھ محبت کرنی بھی ضرور ہے حدیث اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَالشَّفْقَةُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰهِ اِن ہر دو حقوق کو بیان فرماتی ہے۔ اور دونوں باتوں کے مرعی رکھنے کا حکم دیتی ہے، پس دونوں میں سے ایک کام کا اختیار کرنا نقص کو ہے۔ اور کل کو چھوڑ کر جزو پر اکتفا کرنا کمال سے دور ہے۔ پس خلق کی تکلیف دہی برداشت کرنا ضروری ہے۔ اور اُن کے ساتھ حسن خلق واجب ہے۔ اور بد دماغی نہیں کرنی چاہیئے سے

ہر کہ عاشق گشت گرچہ نازنین عالم است
نازکی کے راست آید بارمی باید کشید

چونکہ تم ہماری صحبت میں مدتوں رہ چکے ہو۔ اور ہمارے نصائح سُن چکے ہو۔ اِس لئے

طول کلام کو چھوڑ کر چند جملوں پر اختصار کیا گیا۔
ثَبَّتَنَا اللہُ سُبْحَانَہٗ وَاِیَّاکُمْ عَلٰی جَادَّۃِ الشَّرِیْعَۃِ الْمُصْطَفَوِیَّۃِ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمکو شریعت مصطفویہ پر ثبات اور استقامت کی توفیق بخشے علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ فقط

اس کے بعد آپنے دریائے گنگا کے کنارے سکونت اختیار کی اور ایک مسجد تعمیر کی۔ اور توکل و قناعت سے اہل و عیال کے ساتھ بسر کرنے لگے۔ آپ افادہ و افاضہ طالبانِ صادق میں مشغول ہیں۔ اس شہر کے لوگ کثرت سے آپکے ساتھ عقیدت خاص رکھتے ہیں۔ آپکا طریق اور روش فنا و نیستی اور بے وجودی اور بے نفسی سے متصف ہے۔ آپ کمال استغنا اور بے نیازی کے ساتھ بسر فرماتے ہیں۔ آپ کی ہمت کے نزدیک دنیا اور اہل دنیا خوار اور بے وقعت ہیں۔ اور فقر و فاقہ کے برداشت کرنیمیں اس زمانہ کے آپ جوانمردوں میں سے ہیں۔

کہتے ہیں کہ شروع زمانہ طلب میں آپ اور مولانا طاہر لاہوری کو کتاب عوارف کے سننے کا اتفاق ہوا جس کو اور لوگ دہلی میں ہمارے حضرت کی خدمت میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان دونوں کو یہ خیال آیا کہ اثنا سبق میں حضرت حقائق و معارف کا کچھ افادہ نہیں فرماتے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہم کو کیا فائدہ ہے حضرت ممدوح ان دونو صاحبوں کے خیال سے واقف ہو گئے۔ اور فرمایا کہ ان دونو کو ہماری مجلس مقدس سے نکالدیں۔ اور قلعہ فیروز آباد سے باہر کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دونو صاحب تمام دن جنگل میں رہتے۔ اور شب بھر دروازہ قلعہ پھرتے رہتے۔
ایک زمانہ کے بعد خواجہ حسام الدین احمد اور دوسرے بزرگوں نے سفارش فرمائی حضرت نے جواب دیا کہ ان دونوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دو۔ اُن کے نفوس سرکش واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ مسجد فیروزی کے تہ خانے مدتوں سے نجاست اور غلاظت سے پُر ہیں اگر حکم ہو تو اُن دونوں سے تمام نجاست اٹھوائی جائیگی۔ تاکہ اُن کے نفوس راہ راست پر آئیں۔ حضرت نے اجازت دی۔ پس اُن دونو بزرگوں نے اپنے ہاتھوں سے اُس جگہ کو پاک و صاف کیا۔ اس کے بعد حضرت نے اُن کے حال پر نوازش اور شفقت فرمائی ہے۔

اسی طرح چند بار آنحضرت اُن کے خطرات نا ملایم سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور اسی لئے آنحضرت نے حضرت خواجہ کی خدمت میں ایک عریضہ میں لکھا کہ شیخ نور اسی مقام میں بند ہیں اور نقطۂ فوق پر کہ مقام جذبہ میں ہے نہیں پہنچے ہیں۔ اپنے حرکات و سکنات سے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ اسی لئے اُن کے کام میں بلا وجہ توقف پیدا ہوتا ہے +

تربیت جلالی اور جمالی کے بعد آپ کا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا تھا کہ آنحضرت نے اُن کی شان میں فرمایا کہ شیخ نور رجال الغیب سے ہیں۔ راوی کو شک ہے کہ نقباء میں سے فرمایا یا نجباء میں سے۔ آنجناب اس فقیر مؤلف کے آنحضرت کی خدمت میں حاضری سے قبل خلافتِ آنحضرت سے مشرف ہو کر بلدۂ پٹنہ چلے گئے تھے۔ اور مخدوم زادۂ کلاں حضرت خواجہ محمد صادق کی وفات کے بعد سرہند واپس آئے اُس زمانہ میں فقیر نے شیخ موصوف سے ملاقات کی عجیب اُرانتی اور بے تعینی اور فنا و نیستی اور گمنامی آپ کی پیشانی سے برستی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آلف، بے بھی آپ نے نہیں پڑھی ہے اور راہ خدا میں قدم بھی نہیں رکھا ہے +

فقیر مؤلف زمانۂ تصنیف کتاب سیرِ احمدی میں جو آنحضرت کے مناقب میں لکھی گئی ہے کبھی کبھی آپ کی صحبت میں بیٹھتا تھا۔ آپ مجھ کو طاعت و عبادات کی رغبت دلاتے تھے اور فرماتے کہ ذکر مقامات اور تجرید واردات کسی کام نہیں آتے ہیں۔ سب فضول اور بے کار کام ہیں۔ دو رکعت نماز تجرید مقامات سے بہتر ہے +

شیخ حمید بنگالی قدس سرہٗ

آپ آنحضرت قدس سرہٗ کے قدیم خلفا سے ہیں۔ آپ کا وطن ملوف بنگال کے ایک شہر منگل کوٹ میں ہے۔ آپ جامع علوم معقول و منقول تھے آپ کا تشرع و تقوےٰ اور رعایتِ عزیمت اور ترک رخصت کمال درجہ کا تھا۔ آدابِ سلسلۂ نقشبندیہ کا اتباع اور آدابِ طریقۂ احمدیہ کی موافقت آپ کے صفاتِ حمیدہ اور خصائل پسندیدہ میں داخل تھی۔ آپ کا فقر و قناعت اور توکل و زہد اور استقامت کا بیان نہیں ہو سکتا۔ آپ کل ایک سال خدمت آنحضرت رضی اللہ عنہ میں رہے ہے اور آپ منازل سلوک راہ جذب سے انجام دے گئے اور درجۂ ولایت کو پہنچے۔ اور مراتب کمال و تکمیل حاصل کئے حضرت نے

آپ کو خلافت عطا فرمائی - اور اُن کے وطن رخصت فرمایا - اب آپ اپنے وطن میں درس علوم ظاہری اور ارشاد سلوک باطنی میں مشغول ہیں - اُس ملک میں آپ کو بڑی قبولیت اور خاص و عام میں بڑی شہرت ہے +

آپ کی توبہ اور آنحضرت قدس سرہٗ کے دست مبارک پر مریدی یہ اسباب پیش آئے - کہ آپ اپنے وطن سے رخصت ہو کر تحصیل علوم کے لیئے بلدہ لاہور آئے اور تحصیل علوم کے بعد اپنے وطن کی جانب متوجہ ہوئے اکبر آباد میں مولانا عبدالرحمن مفتی لشکر سلطان کے پاس بسبب سابقہ ملاقات و رابطے کے چند روز ٹھیرے - آپ کو ابتداہی سے جماعت صوفیا کے ساتھ بڑا انکار تھا خصوصاً ہمارے آنحضرت کے ساتھ بے انتہا نفرت اور انکار تھا - اور مشرب وحدت الوجود کا بھی شدید انکار کرتے تھے اتفاقاً اُسی زمانہ میں آنحضرت قدس سرہٗ بھی سیر و سیاحت کرتے ہوئے اکبر آباد تشریف لے گئے - اور مولانا عبدالرحمن موصوف کے مکان کے متصل چونکہ وہ اور ان کے اہل و عیال دیندار اور پاکیزہ روزگار اور آنحضرت کے مریدوں میں سے تھے فروکش ہوئے - شیخ حمید نے جب یہ خبر سُنی تو نہایت مضطرب اور بیتاب ہو کر مولانا کے پاس گئے - اور اُن سے اپنی کتابیں وغیرہ مانگیں اور کہا کہ میں اس محلہ سے کسی اور محلہ میں جا کر رہتا ہوں - مولانا نے کہا کہ آخر اس کا باعث اور اضطراب کی وجہ کیا ہے اُنھوں نے آنحضرت کا نام لیکر کہا کہ وہ تمہارے پڑوس میں اُترے ہیں - میری اُن سے ملاقات نہیں نہ ملوں تو مشکل اور ملوں تو اور مشکل - مولانا نے کہا کہ حضرت ایک بزرگ اور عالم شخص ہیں - اُن سے ملنے میں کیا مشکل پیش آئیگی - جواب دیا کہ میں اُن سے ملنے کی تاب نہیں رکھتا ہوں - یہ کہکر چلے گئے اور دو تین روز کے بعد ایک کتاب کے لئے کہ مولانا کے مکان میں بھولے سے رہگئی تھی آئے - اتنے میں آنحضرت بھی مولانا کے مکان میں تشریف فرما ہوئے - مولانا نے نہایت عقیدت و ارادت کے ساتھ حضرت کا استقبال کیا - اور حسن اخلاق و تواضع کے ساتھ اندر لے گئے - شیخ حمید اپنے اُس وقت کے آنیسے سخت منفعل ہوئے - اور نہایت پشیمانی کے ساتھ ایک گوشہ مکان میں بیٹھ گئے - آنحضرت نے مولانا سے فرمایا کہ ہم ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے آئے ہیں - مولانا نے عرض کیا - کہ وہ کونسا مسئلہ ہے کہ حضرت سے پوشیدہ ہے - فرمایا کہ

آپ مفتی ہیں۔ اس لئے آپ سے پوچھکر عمل کرنا احوط ہے۔ اس کے بعد ایک نہایت صاف مسئلہ دریافت کیا۔ اور شیخ حمید کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے شیخ حمید تم یہیں ہو۔ اُس وقت ایک دو نگاہیں اُن پر ڈالیں اور برخاست فرمایا۔ مولانا نے بہت التماس کیا کہ خادمانِ درگاہ کے لئے دستر خوان تیار ہے۔ مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ مولانا دروازہ تک حضرت کی مشایعت کے لئے آئے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ اُس وقت مجھے خیال ہُوا کہ شیخ حمید کدھر چلے گئے۔ میں نے دیکھا کہ شیخ حمید باوجود اُس انکار کے حضرت کے پیچھے گریہ وزاری کرتے ہوئے آنکھوں سے آنسوؤں کا چشمہ بہاتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ اور حضرت ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اتنے میں آنحضرت دولت خانہ میں تشریف لے گئے اور شیخ حمید دروازہ پر حیران و پریشان دست بستہ سر جھکائے ہوئے کھڑے رہے۔ بہت دیر کے بعد آنحضرت نے آپ کو خلوتِ خاص میں طلب فرمایا۔ اور تعلیم طریقت دی اور اپنی نسبت عطا فرمائی آپ اس درجہ مغلوب الحال ہو گئے کہ تمام احباب و اعزہ کو بھول گئے۔

چند روز کے بعد آنحضرت متوجہ سرہند ہوئے شیخ مذکور پیادہ مجنون وار آپ کی رکاب سعادت میں روانہ ہوئے۔ اور مدتِ قلیل میں آنحضرت کے تصرفات و توجہ سے توحید وجودی کہ جس کے آپ منکر تھے منکشف ہوئی۔ اور اس طرح غلبہ کیا۔ کہ ہر شئے سے عشقبازی خاص کرتے تھے اور آپ کی حرکات و سکنات سے انسان اور حیوان متعجب ہوتے تھے۔

انہی دنوں میں ایک روز آپ کہیں آہستہ سے جا رہے تھے۔ رستہ پر ایک حیوان مردہ پڑا ہوا تھا کہ اُس کے دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔ آپ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے اور غلبۂ توحید میں آپ کی زبان سے نکلا۔ کہ یا رب کیا ادا ہے اس لباس میں اس ہیئت کے ساتھ اپنے کو کیوں ظاہر فرمایا۔

بعض اصحابِ آنحضرت سے ایسا سُنا گیا ہے کہ آنحضرت کا مولانا عبدالرحمن مفتی کے مکان پر جانا بلکہ اکبرآباد جانا شیخ حمید کے شکار کرنے کے لئے تھا کیونکہ حضرت اُس کے لئے مامور ہوئے تھے۔

مولانا عبدالرحمن کہا کرتے تھے کہ حضرت کا شیخ حمید پر یہ تصرف دیکھ کر آنحضرت

سے اخلاص وعقیدت پیدا ہوئی۔ اور جب کوئی شخص آپ سے آنحضرت کی کوئی کرامت دریافت کرتا تو آپ یہ قصہ جو اس مقام پر اختصار کے ساتھ بیان ہوا ہے اُس سے مفصل اور مشرح طور سے بیان کرتے تھے۔ الحاصل آپ نے مقامات جذبہ وسلوک کی سیر کی اور درجہ ولایت پر پہنچے۔ اور آنحضرت کی خلافت سے مشرف ہوئے ؛

مشائخین کا یہ دستور ہے کہ رخصت اہل ارشاد واہل خلافت کے وقت خرقہ عنایت فرماتے ہیں۔ آپ نے رخصت کے وقت آنحضرت قدس سرہ سے ایک جوتا تبرک کا طلب کیا۔ جو حضرت نے عنایت فرمایا۔ آپ اُس کفش متبرک کو گھر میں لیکر بعد گریہ وزاری وبیقراری اُلٹے پاؤں روانہ ہوئے۔ جو لوگ کہ آپ کی مشایعت کیلئے گئے تھے بیان کرتے تھے۔ کہ آپ اِسی ہیئت سے چلے جارہے تھے اور آخر میں اُس کو دستار میں باندھ کر اپنے سر پر تاج مکلل بنالیا تھا۔ اور اِسی طرح اپنے وطن تک چلے گئے تھے ؎

اگر خاکے ازیں کو بر سر آید مرا بہتر زچندیں افسر آید

ترجمہ۔ اگر اُس کی خاک میسر آجائے تو میرے لئے بہت سے تاجوں سے بہتر ہے ؛

جب آپ وطن پہنچے تو کفش متبرک کیلئے ایک حجرہ الگ بنایا۔ اور احترام کے ساتھ اُس کو اُس میں رکھا۔ اس ملک کے حاجتمند جب آپ کے عظمت حال سے واقف ہوئے تو کشف مشکلات کے لئے آپ کی خدمت میں آئے اور شفائے امراض کیلئے آبخورے لیکر آپ کے پاس آئے۔ آپ کفش متبرک کے ایک گوشہ کو پانی میں ڈبو کر دے دیتے تھے اور لوگ اُسی پانی سے شفا پاتے تھے۔ اگر کوئی مریض مرنے والا ہوتا۔ تو کفش مبارک کے ڈالنے کے ساتھ ہی آبخورہ ٹوٹ جاتا تھا۔ اور اس واقعہ کی عام طور سے شہرت ہوگئی تھی ؎

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

ترجمہ۔ جس سرزمین پر آپ کے نعلین مبارک کا نشان ہوگیا۔ برسوں اُس پر اہل نظر سجدہ کرینگے ؛

شیخ موصوف کی زندگی تک اِسی طرح تمام کاروبار چلتے رہے اور بعد وفات کے آپ کی قبر پر ایک طاقچہ بنایا گیا۔ اور اُس جوتے کو اُس میں رکھ دیا گیا اور

اب تمام حاجتمند اور مریض اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور اُن کی حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں ۔

فقیر مؤلف آپ کی خلافت کے ایک سال کے بعد سلک خاندان آنحضرت میں منسلک ہوا۔ اِس لئے آپ سے مُلاقات نہ ہوسکی۔ لیکن ایک بار آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا کہ فقیر آنحضرت کے مقامات اور آنحضرت کے خلفا کے حالات لکھ رہا ہے۔ آپ کو آنحضرت کے جو کچھ مقامات و کرامات یاد ہوں لکھئے اور اپنے حال سے مطلع کیجئے۔ اور اپنے خلافت نامہ کی نقل روانہ کیجئے۔ آپ نے اُس کے جواب میں ایک مکتوب لکھا تبرکاً اُس کو یہاں نقل کیا جاتا ہے :

قدس سرہٗ۔ اللہ اور اُس کے رسول ذات بخشش صفات میں بنیت آنحضرت سے ... کی لات میاں بدرالدین کو ہمیشہ اپنے سایۂ حمایت میں رکھے۔ اور ما سوائے سے دور رکھے ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ اُس کے مضامین سے مطلع ہوا۔ آپ نے بہت اچھا ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو پورا کرے۔ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ آنحضرت کے جو کچھ حالات و کرامات یاد ہوں لکھو۔ جس طرح کہ اور اصحاب نے کیا۔ پس معلوم ہو کہ آنحضرت قدس سرہٗ نے اپنے تمام حالات و مقامات اپنے مکتوبات و رسائل میں خود تحریر فرمائے ہیں۔ اب فقیر جو کچھ بیان کریگا۔ وہ سب اُن میں موجود ہیں۔ جو چیز کہ خود عیاں ہو اُسے بیان کرنے کی کیا ضرورت۔ رہ گئے فقیر کے حالات وہ اِس لائق نہیں ہیں کہ تحریر کئے جاسکیں۔ اور آنحضرت و خلفا آنحضرت کے مقامات و احوال کے مقابل لکھے جاسکیں۔ ذرہ کی بلند پروازی کسی قدر کیوں نہ ہو مگر آفتاب کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ نقل خلافت نامہ اس کے ہمراہ روانہ کی جاتی ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ۔ خط کی پشت پر یہ لکھا تھا کہ مخلص غائبانہ صوفی حمید۔ اور نقل خلافت نامہ یہ ہے ۔

خلافت نامہ

اما بعد الحمد و الصلوٰۃ فیقول	بعد حمد و نعت کے فقیر محتاج رحمت ایزدی

العبد المفتقر الی رحمۃ اللہ الملک الولی احمد بن الشیخ عبد الاحد الفاروقی النقشبندی رحمہما اللہ سبحانہ رحمۃ واسعۃ ان الاخ العالم والصدیق الصالح عالم علوم الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ الشیخ حمید البنگالی وفقہ اللہ سبحانہ لما یحبہ ویرضاہ لما قطع منازل السلوک وعرج معارج الجذبۃ ووصل الی درجۃ الولایۃ بعد ان حصل لہ اندراج النہایۃ فی البدایۃ اجزتہ لتعلیم الطریقۃ المشائخ النقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم للطالبین المسترشدین و المریدین المخلصین بعد استخارۃ و حصول الاذن من اللہ سبحانہ والمسؤل من اللہ سبحانہ ان یعصمہ عما لا یلیق ویحفظہ عما لا ینبغی والاستقامۃ علی متابعۃ سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ✦

احمد ابن شیخ عبد الاحد فاروقی نقشبندی اللہ تعالیٰ دونو کو اپنی رحمت واسعہ میں لے کہتا ہے۔ کہ برادر عالم صدیق صالح عالم علوم شریعت وطریقت وحقیقت شیخ حمید بنگالی نے اللہ تعالیٰ اُس کو اپنی محبت ورضا کی توفیق دے منازل سلوک کو طے کیا۔ اور معارج جذبہ پر عروج کیا اور مراتب ولایت پر واصل ہوئے اور اندراج نہایت فی البدایت کو حاصل کیا ہے۔ اِس لئے میں اُس کو تعلیم طریقہ مشائخ نقشبندیہ اللہ تعالیٰ اُن کے اسرار کو پاک کرے۔ مریدین وطالبین مخلصین کیلئے اور یہ اجازت تعلیم بعد استخارہ و احکام الٰہیہ کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ بچائے اُس کو امور غیر لائقہ اور محفوظ رکھے اعمال غیر مرضیہ سے اور اتباع سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات پر استقامت کی توفیق بخشے فقط ✦

آپ کے صاحبزادے نے نقل خلافت نامہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ نقل مطابق اصل ہے کہ خط قبلہ گاہ کا نوشتہ ہے ✦

اِسی زمانہ میں آپ نے ایک مدت دراز کے بعد ایک مکتوب حضرات مخدوم زادگان کی خدمت میں لکھا ہے اس کی نقل بھی یہاں کر دیجاتی ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل کما صاحب سجادۃ مولنا مرشدی وقبلتی وقبلۃ الانام

اُس خدا کے لئے تعریفیں ہیں جس نے آپ حضرات کو ہمارے مولانا مرشد و قبلتنا

قطب الارشاد بکمال زہادلم یات مثلہ الا الخلفاء الراشدون ولا یاتی بعدہ شبہ الا محمد المھدی وھو احمد بین المحمدین وثانی اثنین فیضہ فی العالم الان کما کان باق الی یوم القیام اعنی خواجہ محمد سعید ومحمد معصوم سلمھا اللہ سبحانہ وابقاھما واوصلھا الی غایۃ ما یتمناھما وزدھما وعمر اولادھما اما بعد فقد مضت المدۃ المدیدۃ ولم یصل الیٰ احوالکما المتضمنۃ بالخیر والعافیۃ الان ارجوان تبلغانی ایاھا والسلام علی من اتبع الھدیٰ ✦

وقبلۂ الانام قطب ارشاد بدرزہد کا صاحب سجادہ بنایا آپ خلفاء راشدین کے سوا اور کوئی آپ کا مماثل نہیں ہو سکتا آپ احمد ہیں درمیان دو محمدوں کے اور ثانی اثنین ہیں آپ کا فیض عالم کے لئے الآن کما کان ہے اور باقی رہیگا قیامت تک یعنی خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم سلامت رکھے اللہ تعالے ان دونوں کو۔ اور پہنچائے ان کو دونوں جہاں کی وہ امید رکھتے ہیں زمانہ دراز سے میں آپکی خیر و عافیت کے حالات سے مشرف نہیں ہوں پس اب میں امیدوار ہوں کہ مجھ کو اس سے مشرف فرمائیے اور سلام ہو اُس شخص پر جس نے راہ ہدایت اختیار کی ✦

آپ نے سنہ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی وفات کے بعد آپکے فرزند شیخ حبیب الرحمن کہ صاحب احوال و مقامات اور صاحب استقامت و کرامت ہیں آپکے بجائے سجادہ نشین ہیں اور اب فیض بخشی طالبان حق میں سرگرم ہیں۔ آپ کی صحبت موثر اور بڑی مقبول ہے ✦

شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہٗ

آپ آنحضرت قدس سرہٗ کے بڑے مریدوں اور خلفاء میں سے ہیں۔ آپ زمرہ مشائخین لاہور میں صاحب ریاضات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ اور صاحب کشف و کرامات والہامات وجذبۂ قویہ تھے۔ علماء اور صلحاء اور عوام لاہور میں آپ کو مقبولیت تام تھی اللہ تعالے کی عنایت بے نہایت آپ کے شامل حال ہوئی۔ اور اس راہ کا آپکو ذوق پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں انہوں نے آنحضرت کے سوا افضل و اکمل کو لیا اور کوئی نہ پایا آنحضرت کے آستان عرش نشان پر آپ حاضر ہوئے۔ اور نہایت انکسار اور تواضع کیساتھ

برسوں مقیم رہے۔ آنحضرت نے حضرات مخدوم زادگان کی تعلیم آپ کے سپرد فرمائی تھی باوجود علم و فضل کے آنحضرت کی ہیبت اور ادب اس درجہ آپ پر غالب تھا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔

ایک روز آنحضرتؒ نے آپ کو امامت کیلئے حکم دیا۔ آپ کا رنگِ رخ زرد ہوگیا اور اعضا میں لرزہ پڑ گیا۔ باوجودیکہ آپ حافظ قرآن اور بڑے عالم تھے۔ آنحضرت کی ہیبت اس درجہ ہوتی کہ قرأت کرنے سے زبان بند ہوگئی۔ اسی تعظیم و تکریم اور رعب و آداب کی بدولت آنحضرت کی نظر کیمیا اثر آپ کے حال پر مبذول ہوئی اور آپ مرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچے اور ختم سلوک کے بعد آپ کو اجازت تعلیم طریقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور خرقہ ارادت طریقہ سنیہ قادریہ اور خرقہ تبرک سلسلہ چشتیہ مرحمت فرمائی۔ اور خلافت نامہ آپ کے لئے لکھا اور افادہ طالبان حق کیلئے سکونت لاہور کی آپ کو اجازت مرحمت فرمائی۔ نقل خلافت نامہ یہ ہے:-

خلافت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والمنۃ لولیہ والصلوٰت والتحیۃ علی نبیہ وعلی آلہ واصحابہ الکرام الداعین للخلق الی دار السلام یقول العبد الفقیر الی رحمۃ اللہ الولی الغنی احمد بن عبد الاحد الفاروقی النقشبندی غفر اللہ سبحانہ ذنوبہما وستر عیوبہما ان الاخ العالم العامل الفاضل الکامل الشیخ محمد طاہر لما وفقہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ لسلوک طریقۃ اولیاءہ ودخل فی الطریقۃ العلیۃ النقشبندیۃ بجمع الہمم وتمام النہم حصل الحضور

بعد ادائے ثنا و شکر باریتعالےٰ اور درود و سلام حضرت نبی کریم اور آپ کی اولاد و صحابہ کے جو خدا کے بندوں کو دار السلام کی طرف بلانے والے تھے۔ فقیر محتاج رحمت الٰہی احمد بن عبد الاحد فاروقی نقشبندی اللہ تعالےٰ دونوں کے گناہوں کو بخشے اور اُن کے عیوب کو چھپائے عرض کرتا ہے۔ کہ برادر عالم عامل فاضل کامل شیخ محمد طاہر لاہوری کو اللہ تعالےٰ نے سلوک طریقہ اولیا کی توفیق مرحمت فرمائی طریقہ علیہ نقشبندیہ میں ہمت وسعی کامل کے ساتھ

والشهود والعزيمة والجمعية تيسر له
له البداية التي اندرجت فيها
النهاية فاذا مضت برهة من
الزمان وهو على هذه الاحوال ظهر
لي انه يبتلى بابتلاء عظيم حتى
يخرج من الصراط المستقيم الى
سبل متفرقة ويميل من مذهب
اهل الحق الى مذهب باطل فهمني
ذلك والجاءني الى التضرع والخشوع
الى الله سبحانه ليذهب عنه هذا
الابتلاء ويرفع عنه ذلك وقد
ظهر بعد مدة يسيرة منه
ما ظهر لي اولا خرج من الاستقامة
الى الاعوجاج ومال من الحق الى الباطل
بحيث انقطع رجاءنا منه ان يعود
الى الحق ويرجع الى استقامته فلما
دخل في سبيل من السبل المتفرقة
واظهر الله سبحانه على توجهت
بعون الله سبحانه وتوفيقه الى
اخراجه من ذلك في ان اسد
ذلك السبيل حتى لا يكون له عود
الى ذلك ثانيا ومضت الشهور
بل السنين على هذه الحالة ثم
ظهر بتائيد الله سبحانه ما ظهر
ثانيا فعاد الى الحق ورجع الى الصراط

داخل ہوئے۔ اور حضور و شہود و عزیمت
اور جمعیت کو حاصل کیا اور آپ کو اندراج
نہایت در بدایت آسان ہوگیا اور ایک
زمانہ تک ان احوال پر قایم رہے۔ اس کے
بعد مجھ پر ظاہر ہوا کہ ان پر ابتلاء عظیم وارد
ہوگا۔ اور وہ صراط مستقیم سے غلط راستوں
پر بھٹک جائینگے۔ اور مذہب حق سے مذہب
باطل کی طرف راغب ہو جائینگے پس میں
اس انکشاف سے رنجیدہ ہوا اور نہایت خشوع
وخضوع کے ساتھ دفع بلا کیلئے بارگاہ
رب العزت میں دعا کی۔ پس گریہ زاری کے
بعد مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ اس بلا سے انشاء اللہ تعالیٰ
ان کو نکال لیگا۔ پس مدت قلیل کے بعد ظاہر
ہوگیا ان پر جو کچھ کہ مجھ پر ظاہر ہوا تھا۔ اور
استقامت سے باطل کی طرف مائل ہوگئے
اور پھر رجوع الی الحق کرنیکی ان کی طرف
امید منقطع ہوگئی۔ اور وہ غلط راستوں
پر بھٹک گئے تو اللہ تعالیٰ نے بعد
توجہات و مراقبات کے مجھ پر ظاہر کیا۔
کہ سعی بلیغ کے بعد از ان غلطیوں سے
نکلنے کی توفیق اس کو دیجائیگی۔ مگر اسی
حالت پر برسوں گذر گئے اور اس کے بعد
پھر ظاہر ہوئی قدرت الٰہی وہ صراط مستقیم
کی طرف شیخ صاحب نے رجوع کیا اور
اس کے بعد جو کچھ نازل جذب اور

الْمُسْتَقِیْمِ ثُمَّ قَطَعَ مَا بَقِیَ لَہٗ مَنَازِلُ الْجَذْبَۃِ وَمَقَامَاتُ السُّلُوْکِ وَصَارَ اَھْلًا لَاَنْ یُرَخَّصَ لِتَعْلِیْمِ ھٰذِہِ الطَّرِیْقَۃِ وَتَرْبِیَتِ الطَّلَبَۃِ رَخَّصْتُ لَہٗ بِذٰلِکَ بَعْدَ الْاِسْتِخَارَۃِ وَالتَّوَجُّہِ الْمَسْئُوْلُ مِنَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ الْاِسْتِقَامَۃَ وَالثَّبَاتَ عَلٰی مُتَابَعَۃِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَیْہِ وَاٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ وَلَمَّا کَانَ لِلشَّیْخِ الْمُشَارِ مِنْ طَرِیْقَیِ السِّلْسِلَۃِ الْقَادِرِیَّۃِ وَالْجِشْتِیَّۃِ حَظًّا وَافِرًا وَنَصِیْبًا کَامِلًا رَخَّصْتُ لَہٗ اَیْضًا اَنْ یُّعْطِیَ لِلْمُرِیْدِیْنَ خِرْقَۃَ الْاِرَادَۃِ فِی الْقَادِرِیَّۃِ وَخِرْقَۃَ التَّبَرُّکِ فِی الطَّرِیْقَۃِ الْجِشْتِیَّۃِ وَالْمَسْئُوْلُ مِنَ اللّٰہِ سُبْحَانَہُ الْعَظِیْمِ التَّوْفِیْقُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا وَّعَلٰی اٰلِہِ الْعِظَامِ وَاَصْحَابِہِ الْکِرَامِ ٭

مقامات سلوک اُن کے باقی رہ گئے تھے اُس کی تکمیل کی۔ اور اجازت تعلیم طریق اور تربیت طالبانِ حق کے لائق نظر آئے۔ پس توجہ اور استخارہ کیا میں نے بارگاہ عزوجل میں اور دعا کی اُن کے لئے استقامت کی اور اتباع سید المرسلین کی (اُن پر اور اُن کی آل پر درود اور سلام ہو) اور اس کے بعد اجازت دی ان کو ٭ چونکہ صاحب موصوف نے طریقہ قادریہ اور چشتیہ میں بھی نصیب وافر حاصل کیا ہے اس لئے میں اُن کو اجازت دیتا ہوں کہ اپنے مریدوں کو خرقہ ارادت قادریہ میں اور خرقہ تبرک چشتیہ میں عطا کریں۔ اللہ تعالٰے سے توفیق کی دعا کرتا ہوں۔ اور ہر حال میں اُس کے لئے سب محامد ہیں اور درود اور سلام ہمیشہ ہمیشہ سردار مرسلین اور اُن کی آل عظام اور اصحاب کرام پر نازل ہو۔ فقط ٭

پس آپ بلدۂ لاہور میں افادۂ طلبہ میں مشغول ہوئے مگر آپ پر خلوت اور تنہائی کا غلبہ رہتا تھا۔ اِس لئے حجرۂ خلوت میں مقیم ہوئے۔ اور آمد و رفت خلق کو روک دیا خصوصًا امرا اور دولتمندوں کو کسی حال میں آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اکثر اکابر علما آپ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوئے۔ مگر آپ نے اُن کو آنے کی اجازت نہ دی ٭

آپ کی وجہ معیشت یہ بھی کہ کتاب تفسیر و حدیث مثل بیضاوی اور مشکوٰۃ وغیرہ

اپنے ہاتھ سے لکھتے اور حواشی سے اُن کو مزین کرتے اور اُن کو فروخت کرکے اس سے اپنی روزی چلاتے۔ عمر کا اکثر حصہ آپ نے حالت تجرّد میں گذارا مگر آخیر عمر میں ادائے سنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیال سے نکاح کرلیا تھا۔ سال میں ایک مرتبہ یا دو سال میں ایک مرتبہ اور کبھی ایک سال میں کئی مرتبہ آپ حضرت ایشاں قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور برکات وافادات حاصل فرماتے تھے۔ اور پھر باجازت آنحضرت وطنِ مالوف تشریف لیجاتے۔ ایام مفارقت صوری میں اپنے احوال اور مقامات اور واردات بذریعہ عرائض ارسال کرتے تھے۔ اُن میں سے بعض مکتوب یہاں نقل کئے جائینگے۔

آپ کے اخلاق نہایت پسندیدہ تھے بے تعینی اور سکنت اور فنا و نیستی آپ پر غالب رہتے تھے آپ کی گفتگو اکثر خوش مزاجی کی ہوتی تھی۔

منقول ہے کہ ایک دن آنحضرت نے شیطان کو دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ ہمارے کون کون سے مرید پر تیرا قابو نہیں چلتا ہے۔ اُس نے کہا کہ شیخ طاہر لاہوری پر مطلقاً مجھ کو قدرت نہیں ہے۔ جب آپ بھوکے رہتے تو ریاضات و مجاہدات شاقہ اُٹھاتے۔ کثرت ریاضات سے آپ دبلے ہوکر پوست پر استخوان رہ گئے تھے آپ صاحب کشوفِ ظاہرہ اور کراماتِ باہرہ تھے۔

اَب ہم آپ کے کلمات قدسیہ بیان کرتے اور آپ کے عرائض نقل کرتے ہیں۔ جن میں آپکے اور آپ کے مریدین کے حالات مذکور ہیں:۔

مکتوب ۔ فقیر حقیر محمد طاہر خدمت اقدس میں عرض پرداز ہے کہ مَیں جب آستانہ عالیہ سے جانب لاہور روانہ ہوا۔ ہر قدم پر اپنے دل سے کہتا تھا کہ اے نادان مقصود کو پیچھے چھوڑ کر کہاں جاتا ہے۔ مگر کوئی شخص عقب سے کہتا تھا کہ چلے چلو فقیر کو کشاں کشاں لاہور لایا گیا اور ایک ویرانہ میں آکر خاموش بیٹھ گیا۔ اتنے میں روحانیت خواجۂ بزرگ رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئی اور تاکید کی کہ تعمیل حکم آنحضرت کرنی چاہیئے۔ مَیں بموجب حکم حضرت خواجہ اور حکم آنحضرت ارشاد و ہدایت خلق اللہ کے کام میں مشغول ہوگیا۔ اتنے میں ایک جوان بلند استعداد آیا۔ بمجرد شغل کے اُس کے تمام بدن میں نسبت پھیل گئی۔ بعض حاسدوں نے اُس کلام پر جو کہ آنحضرت

نے بیان مقامات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں تحریر فرمایا ہے مباحثہ کیا اور اپنی طرف سے اس میں الحاق کر کے اعتراضات کئے ۔ مولانا حامد اس مکتوب شریف کو مولانا عبدالسلام کی خدمت میں لے گئے ۔ مولانا نے مطالعہ کے بعد کہا کہ کوئی شے اس پر وارد نہیں ہو سکتا ہے ۔ اور بہت کچھ اُس کی ثنا و صفت کی اِس سے زبان حاسدوں کی بند ہو گئی +

مکتوب ۔ حضرت سلامت ! ہر سہ طریق کی نسبتیں جلوہ گر ہیں مشائخین جوق جوق تشریف لاتے ہیں ۔ اور الطاف کثیرہ ظاہر فرماتے ہیں خصوصاً حضرت خواجہ بزرگ اور حضرت غوث الاعظم اور حضرت شیخ فرید گنجشکر قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کی جلوہ گری اکثر ہوتی ہے ۔ نیز حلقۂ ذکر اور نماز تراویح میں حضرت رسول مقبول ہزاروں اصحاب کبار و مشائخین علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات تشریف فرما ہوتے ہیں ۔ اور نوازش فرماتے ہیں ۔ عشرہ اعتکاف میں خلعت خاص مرحمت فرمایا ۔ حضرت فاطمۃ الزہرا نے بھی بہت الطاف فرمائے اور اپنی جلوہ فرمائیوں سے سرفراز فرمایا ۔ اثناء حالات عروج اور نزول بہت واقع ہوا اور بعد ختم مقامات کے اپنے کو روضۂ منورۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پایا ۔ اور روضۂ مبارک کو اپنے اندر پایا اور پھر اُس میں متحقق ہوا ۔ اور اُس کی حقیقت سے مشرف ہوا ۔ اس کے بعد ظاہر ہوا کہ تمام پردے اُٹھ گئے ہیں ۔ اور حقیقت وصل عریانی آشکارا ہوئی ہے ۔ اور سلسلۂ کلام بھی وقوع میں آیا ۔ اِس کے بعد جہل اور نکرت صرف ظاہر ہوئی اور اب نہ وصل ہے نہ فراق نہ طلب ہے ۔ اور نہ غیر طلب اثبات اور نفی میں سے کوئی حکم ہیچ نہیں ہو سکتا ٭

مکتوب ۔ حضرت سلامت ! اس سے پہلے نسبت نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ باری باری ظاہر ہوتی تھیں ۔ اور کبھی باہم ملجاتی تھیں ۔ اور کبھی ایک غالب اور کبھی ایک مغلوب رہتی تھی ۔ مگر ایک دفعہ نسبت چشتیہ نے اتنا غلبہ کیا کہ دوسری نسبتوں سے مایوسی ہو گئی اور اجمیر شریف سے اقلیم ملک کابل تک سوائے اولیائے چشت کے اور کوئی نظر نہ آتا تھا ۔ اس کی لذت ظاہر ہوئی ۔ بزرگان چشتیہ فرماتے تھے ۔ نَحْنُ اُولُو قُوَّۃٍ وَّاُولُو بَأْسٍ شَدِیْدٍ ہم صاحب قوت اور صاحب اثر شدید

ہیں۔ اور پھر جواب میں خود ہی فرماتے کہ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا
بادشاہ جب کسی گاؤں میں جاتے ہیں تو وہ اُس کو اول ویران کر دیتے ہیں ٭

اتنے میں اکابر نقشبندیہ نے غلبہ کیا۔ مگر نسبت چشتیہ اپنے حال پر قائم رہی اور نسبت عالیہ نقشبندیہ بطور غلبہ کے داخل ہوئی۔ اب تینوں نسبتیں جمع ہو گئی ہیں کبھی ایک دوسرے پر غلبہ بھی کرتی ہے۔ اب سیر نسبت مشائخ کم ہو گئی ہے لیکن بعض وقت کسی وجہ خاص سے ہوتی ہے۔ اب اکثر نسبت صحابہ رضی کی سیر ہوا کرتی ہے۔ سوائے خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے اکثر اوقات نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سیر ہوتی ہے۔ اور یہ نہایت خوشگوار ہوتی ہے۔ اور اکابر کی نسبتیں بمقابلہ نسبت شریفہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ بھی نہیں ہیں۔ فقیر کا مدعا بھی یہی ہے۔ کہ نسبت شریفہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلبہ رہے۔ آپ کی بارگاہ میں میری یہی استدعا ہے۔ اُمید ہے کہ فقیر کی یہ استدعا قبول ہو گی۔ جس قدر تربیت فقیر کی آپ کے الطاف اور سختی سے ہوتی ہے اُسی قدر آثار تربیت اور ترقی فقیر کی ظاہر ہوتی ہے۔ بعض وقت ایسے ارشادات آنحضرت علیہ السلام ہوتے ہیں کہ اُن کا اظہار مجھ بے بضاعت کیلئے باعث شرم ہے ٭

غلبۂ احوال میں فرماتے ہیں کہ جس نے تجھے دیکھا اُس کو آتش دوزخ سے مَیں نے آزاد کر دیا۔ کبھی فرماتے ہیں کہ جس نے تجھ سے بیعت کی اُس کو ہم بخشدینگے اور جو الفاظ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لئے کہے گئے تھے۔ وہی فقیر کے لئے بھی فرمائے گئے ٭

حضرت سلامت! اگرچہ تینوں نسبتیں بتفاوت اور تعاقب ظاہر رہتی ہیں مگر تعلیم طریقہ نقشبندیہ ہی کی جاری ہے۔ یہاں کے فقرا بھی جناب کی دعاگوئی میں مشغول اور حضور و جمعیت رکھتے ہیں۔ اِن میں سے بعض قابل اجازت بھی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ حافظ یعقوب نامی ایک طالب کہ عالم و عامل و قاری بے نظیر اور امور شرعیہ میں راسخ القدم ہیں۔ اور توکل میں کامل اور عالی ہمت اور حضور جمعیت بھی رکھتے ہیں۔ منازل عروج سے گذر گئے ہیں۔ ہدایت و ارشاد کرنے کی اُن کو اجازت دیدی گئی ہے۔ اور حضرت کی بارگاہ سے امید دار الطاف ہیں۔ اُن میں سے ایک طالب

حافظ محمود نامی طالب علم اور قاری و عامل ہیں اُن کے لطائف عروج میں متوجہ ہیں۔ ایک مدت مدید سے یہی عروج قائم ہے۔ بہت توجہ کرتا ہوں مگر نزول نہیں کرتے ہیں۔ اب حضرت کے الطاف کے امیدوار ہیں۔

بعض طلباء کے لطائف میری توجہ سے عروج سے واپس آگئے اور بعض نے خود ہی نزول کیا۔ بعضوں کے لطائف فقیر کی توجہ سے عروج میں گئے۔ اور بعض خود بخود عروج کر گئے۔ نہایت تعجب ہے کہ ایک شخص پرگنہ پپرورسے آیا۔ فقیر نے تعلیم طریق اُس کو دی فوراً اُس کے لطائف اربعہ ظاہر ہوئے۔ اور عروج کیا۔ اُس نے قصد واپسی وطن کا کیا۔ مگر حالت عروج لطائف کی وجہ سے جانا ناممکن ہوگیا میں نے توجہ کی اور اس کو نزول میں لایا۔ یہ طالب چونکہ حافظ اور قاری اور صاحب تقوےٰ تھا۔ اور حضور جمعیت بھی رکھتا تھا۔ اس لئے اُس کو اجازتِ ارشاد دیدی گئی۔ فقیر کے شاگرد فاضل مولانا حامد بعد حضرت میاں فرخ حسین حاضر ہوئے اور مشغول طریق ہوئے۔ فقیر کی توجہ سے بہت متاثر ہوئے۔ اور نسبت میں فقیر سے بہت نسبت رکھتے ہیں جس وقت فقیر کے سامنے بیٹھتے ہیں تو اپنے سے بالکل غائب ہو جاتے ہیں مگر باوجود اس مناسبت کے اُن کے کام میں بستگی معلوم ہوتی ہے حضرت کی توجہ کے اُمیدوار ہیں۔ یہی صاحب ایک زمانہ تک خواجہ خاوند محمود کی خدمت میں رہے ہیں۔ مگر اُن کی توجہ سے متاثر نہ ہوئے۔

حضرت سلامت! فقیر کی بصیرت میں لوگوں کی استعدادوں کے متعلق اور عجیب دقائق اور باریک بینیاں معلوم ہوتے ہیں۔ اور ہوتی رہتی ہیں۔ اور بعض ادقات بعض مشائخ کی نسبت میں سیر واقع ہوتی ہے۔ باقی عبودیت۔

مکتوب۔ حضرت سلامت! ایک مقام نہایت وسیع ظاہر ہوا اور فرمایا گیا کہ اس مقام سے بہت کم لوگ مشرف ہوئے ہیں۔ اذواق اور مواجید اس مقام میں بہت ظاہر ہوئے۔ اور روحانیت حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی امداد بہت شامل حال رہی۔

ایک روز محبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقیر پر بہت غلبہ ہوا کہ بیقرار اور بے آرام ہوگیا۔ اور بارگاہ حضرت حق سبحانہ میں گریہ زاری کی اُس وقت اپنے کو بارگاہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پایا۔ اور ارشاد ہوا کہ اپنی رسالت سے تم کو میں نے

سرفراز کیا ہے ⁂

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہم کو اس کی ہدایت دی۔ ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے اگر وہ ہم کو سیدھے رستہ پر نہ لاتا ⁂

معلوم نہیں کہ یہ اسرار ہوا کرتے ہیں یا نہیں۔ کبھی کبھی نسبت مشائخ میں سیر ہوتی ہے۔ ابھی قریب میں نسبت حضرت مخدوم پیر علی ہجویری کی واقع ہوئی تھی۔ اور ایک مدت دراز تک قائم رہی۔ حضرت نے بہت الطاف و عنایات فرمائے اور اپنی تشریفات سے مشرف کیا۔ حضرت کی نسبت شریف بہت بزرگ اور لطیف اور غالب الارشاد ہے ⁂

حضرت خواجہ بزرگ اپنی نسبت کی سیر کے زمانہ میں چتر شاہی فقیر کے سر پر اکثر رکھتے ہیں معلوم نہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے ⁂

فقیر مؤلف عرض کرتا ہے کہ واقعہ مذکور بتلاتا ہے کہ آپ اپنے ممالک کے قطب ہیں۔ چنانچہ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک رات قبل نماز عشا شیخ محمد طاہر مجلس آنحضرت میں حاضر تھے۔ آنحضرت نے شیخ صاحب سے فرمایا کہ تم کو تمہارے ملک کا قطب کیا گیا ⁂

آپ بعمر چھپن سال روز پنجشنبہ بوقت چاشت بتاریخ ۲۰ محرم سنہ ۱۰۴۰ھ کہ سال غیب ہے وفات پائی۔ اور سواد لاہور میں مدفون ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات معرفت ابجد ہے ⁂

خواجہ محمد صدیق کشمی علیہ الرحمۃ

آپ اکابر خلفا و اصحاب آنحضرت میں سے ہیں آپ فضائل و کمالات صوری سے آراستہ اور مقامات طریقت و حقیقت سے پیراستہ تھے ⁂

زمانہ آغاز جوانی میں ولایت کشم سے ہندوستان آئے اور ایک زمانہ تک صحبت محب الفقرا عبدالرحیم خانخاناں میں رہے۔ اُس زمانہ میں آپ کو شعر و شاعری سے بہت رغبت تھی۔ ہدایت تخلص فرماتے تھے۔ آپ کے اشعار دلفریب عشق و محبت سے خمیر یافتہ اور درد و سوز سے لبریز ہوتے ہیں۔ آپ کے اشعار خوانی میں آشنا اور بیگانہ

بے ہوش ہو جاتے ہیں - آپ کی غزلیں اور گلوگیر ہوتی ہیں - آپ نے ایک قصہ شبیہ گر با چین کو حقیقت مجاز میں مستور کر کے بوزن مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ منظوم کیا ہے اس کے علاوہ اور بھی آپ کی مثنویاں ہیں - آپ کی اور ایک مثنوی خسرو شیریں ہے اس کے چند اشعار ہم نقل کرتے ہیں ؎

بتنہائی چنیں بیدل دلم چیست ۔ دریں تنہا نشستن حاصلم چیست
سگم من در سگے معذور باشم ۔ بدیں عذر از خلائق دور باشم
غلط گفتم اگر سگ داند ایں راز ۔ کہ خود را کردہ ام نسبت بد باز
ز ننگ ایں سخن افغاں برآرد ۔ کہ بد عہدے زما خود را شمارد
سگ خود صاحب خود را شناسد ۔ بسے از ناشناسائے ہراسد
نہ خود را می شناسد نہ خدا را ۔ چرا بدنام سازد خیل ما را
دریں مدت کہ عمر من بسر شد ۔ نہ از کفر و نہ از دینم خبر شد
ندانم ہر چہ ہست ز یستم من ۔ نہ سگ نے آدمی کیستم من

غزل

ز جام و شیشہ ساماں شراب انداختم ۔ اغنیائے چند پیچیدہ در آب انداختم
چوں یکے بد دست ساقی در حریف جام مے ۔ ما ہم ایں بادہ من را در حساب انداختم
زیں خودی موہوم اسمے بر تراشیدیم رسم ۔ اللہ اللہ بر عبث نقشے بر آب انداختم
ما نہ بغنودیم لیکن چشم بیدارم غنود ۔ ننگ غفلت بود بیداری بخواب انداختم
عقدہ بکشود یار از زلف عنبر بوئے ما ۔ زاں نسیم لطف خود در مشک ناب انداختم
اشک ریزاں بود سیلاب ابر نوبہار ۔ ترنگی کردیم و تہمت بر سحاب انداختم
نشہ از مے بر گرفتیم و تہی کردیم خم ۔ خانہ خالی گشت در روئے آفتاب انداختم
چوں تمام آبت گشت ساقی ساخت از خم خانہ جام ۔ دورۂ ما بود در دریا شراب انداختم

راست پرسی سلسلۂ نیست در معنی حجاب
بل ز غیرت بر رخ وحدت نقاب انداختم

غزل دیگر

طلوع شمس من از وجہ وہم جہت عالی است
توجہ دلم از رتبۂ صفت عالی است

چہ دست رو بگناہم زنے کہ زفنا ہی
حقیقتے گنہم کان مغفرت عالی است

بعلم خویش چہ نازی بسوئے من ناز
کہ شان جہل من از طور معرفت عالی است

مرا نظر بجمال است بی سحاب نقاب
فضائے آں نظر از دید منقصت عالی است

ھدایت ار طلب عافیت کنی غین است
کہ درد دوست ز تیمار عافیت عالی است

آپ نے پہلی بیعت آستانۂ قطب الاقطاب حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ میں فرمائی۔ اور حضرت سے ذکر سیکھا۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے الطاف آپکے حال پر بہت مبذول رہے ہیں۔ اکثر اوقات حضرت خواجہ فرماتے تھے۔ کہ خواجہ محمد صدیق استعداد اور بلند قابلیت ارجمند رکھتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سفر دکن سے واپس آیا۔ اُس زمانہ میں ابط حضرت کا تھا۔ اور حالت یہ ہوگئی تھی۔ کہ ہر چیز سے جمال باکمال حضرت خواجہ قبلۂ امال نظر آتا تھا۔ در و دیوار اور درخت و پتھر سے سوائے جمال باکمال کے اور کوئی چیز نظر نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ میرا وجود موہوم بھی مائل نہ رہا تھا۔ اور میں خود کو بھی حضرت خواجہ سمجھتا تھا۔

آں یکے شد روئے او شد سوئے دوست
واں یکے شد روئے او خود سوئے دوست

اسی حالت میں حضرت خواجہ نے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو جانب سرہند روانہ کیا۔ اور اپنے تمام اصحاب کو حکم دیا۔ کہ آنجناب کی خدمت میں جائیں۔ چنانچہ مجھ کو بھی طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سفر سرھند کیلئے تیاری کر چکے ہو فقیر کی حالت وہ تھی جو بیان کی گئی۔ اس لئے میں نے سرہند کے جانے سے انکار کیا۔ میرا یہ انکار اور حضرت خواجہ کا حال ایک ساتھ واقع ہوا۔ قبل اس کے کہ میں بے ہوش ہو جاؤں۔ میں نے اتنا سُنا کہ تو اور تجھ جیسے لوگ اُن کو کیا پہچانینگے۔ تجھے یہ

بھی معلوم نہیں کہ اُن سے تم کو کیا فیض پہنچتا ہے۔ تم جس حال پر فخر کر رہے ہو وہ تو ادنیٰ درجہ کی چیز ہے۔ اِس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا۔ اور معلوم نہیں کہ کب تک بے ہوش رہا۔ جب افاقہ ہوا تو معلوم ہوا کہ حضرت بر سرِ رحمت ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ خوف نہ کرو یہ جو کچھ کہ انکار تم سے ہوا۔ وہ محبت کے گلستان کا ایک پھول تھا

اے برادر اگر عقیدت صحیح اُن کے ساتھ رکھو گے تو اُس وقت معلوم ہو گا کہ آج فلک الافلاک کے نیچے مثل شیخ احمد کے کوئی نہیں ہے۔ مَیں اُن کے ہم کمالات صرف تین چار آدمیوں کو دیکھتا ہوں۔ اور اپنے کو اُن کا طفیلی جانتا ہوں جو کچھ مَیں نے کہا اُس پر عمل کرو۔ بہت فائدہ پاؤ گے۔ جلدی اُن کی خدمت میں جاؤ اگر خوشی سے اُنہوں نے تم کو قبول کر لیا۔ تو فہو المقصود اور اگر انکار کیا تو ان کی رکاب سعادت میں سرہند تک جاؤ۔ اور اُن کی قدمبوسی میں مشغول رہو۔ کہ اُس میں بہت بڑی حکمت ہے۔ مَیں یہ سنکر چلا اور ابھی حضرت شیخ احمد دہلی سے باہر نہ نکلے تھے کہ مَیں پہنچ گیا۔ تھوڑا راستہ طے ہونے کے بعد مجھ کو بلایا اور فرمایا کہ سرہند تو تمہارا گھر ہے۔ مگر ابھی سرہند جانے کا وقت تمہارا نہیں آیا ہے۔ اس لئے خدمت حضرت خواجہ میں واپس جاؤ۔

آپ فرماتے ہیں کہ مَیں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی وفات کے وقت حاضر نہ تھا۔ آپ شبِ وصال میں خواب میں تشریف فرما ہوئے۔ اور جو کچھ مشکلات مجھ پر کل کو پیش آنے والی تھیں اُن کو حل فرمایا۔ اور تحقیق سلوک کی کما حقہٗ فرمائی اور بہت کچھ پند و نصائح فرمائے۔ حضرت کی سب سے بڑی نصیحت آنجناب کی خدمت اختیار کرنے اور آپ کا طریقہ وثیقہ کے لازم پکڑنے کی تھی۔ اور بہت سے امور ایسے بیان فرمائے۔ کہ ان کے بیان کرنے کیلئے ایک دفتر لکھنا پڑیگا۔ تم کلامہٗ۔

حضرت خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ بعد وصال حضرت خواجہ کے آپ کی تکمیل وصیت کے لیے حضرت کے آستانۂ عرش آشیان پر حاضر ہوئے۔ اور جوانی کے ذوق و شوق اور لذت شعر و شاعری کے پورے طور سے دستکش ہو گئے اور صحبت آنحضرت کی پابندی سے حاضری فرمائی۔ اور ولایت خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت کی خلافت سے مشرف ہوئے۔

چنانچہ ایک روز آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ نے حلقۂ صبح کو برخاست کر کے حاضرین سے فرمایا۔ کہ آج خواجہ محمد صدیق ولایت خاصہ محمدیہ سے مشرف ہوئے ہیں فقیر مؤلف عفی عنہ اُس روز کے حلقہ میں حاضر تھا۔ یہ کلمات خود آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زبان گوہر فشان سے سُنے۔

نیز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ایک مخلص کو لکھا کہ آج کل مولانا محمد صدیق عنایت الٰہی سے ولایت خاصہ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مشرف ہوئے۔ اور اسم جزئی سے اسم کل میں ملحق ہوئے۔ ابھی تک اُن کی نظر متوجہ بفوق ہے۔ غالبًا وہاں سے بھی نصیب وافر لے کر رجوع کرینگے۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ اور اللہ تعالے اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے۔

اکثر مکتوبات قدسی آیات آنحضرت قدس سرہٗ آپ کے نام مسطور ہیں اور آنحضرت کے رسالۂ مبدا و معاد کے جامع آپ ہی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ موت کا نام مَیں نے زندگی رکھا ہے کیونکہ زندگی ہمیشہ کی موت ہی سے وابستہ ہے۔ زندگی دوامی کی مشاطہ موت ہے لذاتِ فانیہ کو برباد کرنے والی اور خانمان ماسوائے اللہ برباد کرنے والی موت ہے۔ موت عشاق کے حجابوں کو جلا دیتی ہے۔ موت حقیقت کی نمائندہ اور جمالِ غیب کی چہرہ کشا ہے۔ موت معشوق حقیقی کو دکھلانے والی ہے۔ موت کے آنے سے مَیں دل خوش ہوں۔ موت پریشانیوں کو جمعی سے بدل دیتی ہے۔ موت دوست کو دوست سے ملا دیتی ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ فرمایا حضرت رسول خدا نے اللہ تعالے آپ پر اور آپ کی آل پر اپنی رحمتیں بعدد آپ کے ذکر کرنیوالوں کے اور بعدد آپ کی یاد سے غافل رہنے والوں کے نازل فرمائے۔ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملنے کا ذریعہ ہے ؎

زمرگ عیش شنیدم بنائے عیش آمد ... زہے خدا اگر کند مرگ را پیمبر من

اللہ تعالے اپنے کرم سے ہم کو اپنی طرف اس طرح سے جذب کر لے۔ اور اپنا کر لے کہ غیریت کی گرفتاری کے پردوں سے الگ ہو جائیں اور ہماری خودی درمیان سے

اٹھ جائے۔ **قطعہ**

القصہ بجا ثم اے عراقی | مگذار کز و بماند آثار
تا جسد تو باشی و تو کوئی | او گم کند از میانہ رفتار

کیونکہ جب تک کہ سالک کی خودی درمیان سے نہ ہٹ جائے وہ اگرچہ معبود حقیقی کی عبادت کرنا چاہتا ہے اور اسی کی عبادت کرنے والا بجھتا ہے مگر وہ خود پرست ہے۔ اس سالک اور بت پرست میں عارف کے نزدیک کچھ بھی فرق نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ الآیۃ جب تک کہ نصرت حق عزشانہ شامل حال سالک راہ کے نہ ہو طبیعت بشری کے کفرستان پر فتح نصیب نہیں ہو سکتی ہے مگر افسوس صد افسوس جب تک کہ یہ دولت حاصل نہ ہو جائے دیدۂ بیدار نصیب نہیں ہو سکتا یہ فتح مندی اور کامیابی اُس وقت حاصل ہوتی ہے۔ جب کہ تجلیات جلالی کی آئینہ جمال میں ہُبر کرکے عالم صغیر پر حملہ کرکے اُس کی فصیلوں اور قلعوں کو توڑ دیا جائے اور جس قدر نقد اور جنس وہم وخیال کہ عقول کی آبادی اور نفوس اور طبائع و لطائف بشری نے جمع کیا تھا دیا جائے۔ کہ بھاگنے اور ٹھہرنے کی گنجائش بھی نہ رہے۔ اُس وقت فوج فوج دین خدا میں داخل ہو نگے۔ اور اسلام حقیقی سے مشرف ہو کر توبہ و استغفار میں مشغول ہونگے۔ چنانچہ آیہ کریمہ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے سورۂ فتح ان حقائق کے اظہار اور مرتبہ بے کیفی کی توضیح فرماتی ہے۔ ارباب نعمت کیلئے انکی نعمات مبارک ہوں وہ عجیب ویران ہے کہ آبادی جہان کا سبب ہو جائے۔ یہ آبادی زندگی ہے کہ بعد فنا کے کہ ولایت دوم سے تعلق رکھتی ہے حاصل ہوتی ہے ؎

بمیر از مردن پیش جاوید بزی | ورنہ پس ازیں مرگ چو مُردی مُردی

(ترجمہ) مرنے سے پہلے مر جاؤ کہ ہمیشہ زندہ رہو۔ ورنہ بعد کو مرو گے تو مردہ ہو جاؤ گے ۔

ایسا صاحب ولایت وعرفان تمام اشخاص وولایت کا مالک ہے ہر منزل میں اُس کو سفر در وطن عطا کیا گیا۔ اور تمام قیود سے اُس کو آزادی بخشی گئی ہے۔ اور تمام تجلیاں ولایتوں سے اُس کو مستقل احوال عطا کئے گئے ہیں۔ مگر اس پر بھی یہ تمام مراتب اُس کی نظر اعتبار سے ساقط اور معدوم کر دئے گئے ہیں۔ جو عارف کہ ولایت خودی کا راہ پیما ہے

وہ ان معارف سے خواب میں بھی آشنا نہیں ہوا ہے۔ اُس نے اگرچہ پورے طور سے اجمالاً اور تفصیلاً سیر کی ہو۔ اور اگرچہ اُس خودی کی ولایت میں اُس کو کیسی ہی شان کیوں نہ ملی ہو۔ مگر وہ ولایت خودی میں مقید ہے۔ جو کچھ دوسروں کی ولایتوں سے وہ خبر دے رہا ہے وہ اُن لوگوں کی ولایتوں کا ایک نمونہ ہے۔ اُن کی کچھ اصل نہیں ہے۔ اگر وہ سالک تیز نظر ہو۔ تو اپنی ولایت کی تشخیص کر سکیگا۔ کہ جو کچھ اُس کی دید میں آ رہا ہے وہ محض بطور نمونہ کے ہے۔ جو اُس کے نسخہ جامعہ میں اشیا و اشخاص سے ودیعت کی گئی ہیں۔ حالانکہ ولایات اصلیہ اُس کی ولایت سے باہر ہیں۔ اگر محض فضل و کرم سے اُس کو اُس کی ولایت مذکورہ سے نکال کر منزل سفر در وطن عطا کی جائے تو اُس کو چاہئے کہ سمجھے کہ کیا معاملہ ہے۔ اس سے اور کیا توضیح کی جا سکتی ہے اگر اس سے زیادہ کچھ بیان کیا جائے۔ تو بہت کم صاحب جلال ہونگے جو اُن کو باور کرینگے۔ اُس شخص کا حال بھی غنیمت ہے جو سُن کر انکار کی زبان نہ کھولے۔ خواہ مقامات کا اقرار نہ کرے۔ تم کلامہٗ +

آپکے مناقب و مآثر اور مقامات و کمالات بہت ہیں۔ صرف اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے +

قال سیدی ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایکبار شوق حج مجھے پیدا ہوا۔ ایکی ارادہ مصمم کر لیا۔ باوجود تہیدستی کے آنحضرت کی خدمت میں اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا۔ فرمایا کہ میں اِس سال تم کو حاجیوں میں نہیں پاتا ہوں۔ میں نے حضرت کے اس ارشاد کو ٹالا اور روانہ ہو گیا۔ راستہ میں چوروں نے مجھ پر حملہ کیا اور زخمی کر کے تمام مال و اسباب لُوٹ لیا۔ اور سفر حجاز اُس سال تعویق میں رہا۔ دوسرے سال پھر سفر کی تیاری کر کے روانہ ہوا اور حج سے مشرف ہوا +

قال سیدی ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایکروز اکبر آباد آنحضرتؒ کی خدمت میں میں حاضر ہوا۔ بمجرد ملاقات کے آپ نے فرمایا کہ میں تجھ میں بڑا تغیر پاتا ہوں میں نے عرض کیا کہ میں کسی طرح کا تغیر نہیں پاتا ہوں۔ فرمایا کہ میں تغیر واضح دیکھ رہا ہوں میں نے پھر وہی جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ خواجگی کی کیا حالت ہے۔ خواجگی نامی فقیر کے ایک دوست جو آنحضرت کے معتقد اور طبقہ امرائے دیندار سے تھے میں نے

عرض کیا کہ تغیر کے تغیر کی وجہ یہی ہے کہ حکیم علی نے جو روئے زمین پر مشہور طبیب ہے خواجگی کی بیماری کو اسہال کبدی تشخیص کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ عنقریب مر جائیگے آنحضرت نے فرمایا کہ مطمئن رہو کہ خواجگی اس بیماری سے صحت پائینگے +

اُسی زمانہ میں مجھ کو دکن کے سفر کا اتفاق ہوگیا۔ بموجب اس مثل کے کہ رفیق کے ساتھ سفر کرو۔ میں محب الفقرا خان خاناں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ اور ان کے وکیل قاضی نصراللہ کے ساتھ اس سفر میں اکثر صحبت رہتی تھی۔ ایک روز قاضی نصراللہ نے افسوس کے ساتھ کہا کہ خواجگی ایک اچھا دوست تھا۔ حکیم علی نے اُس کا مرض لا دوا قرار دیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ آنحضرت نے اُس کے بارہ میں فرمایا ہے کہ خواجگی تندرست ہو جائینگے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ خواجگی کی صحت ناممکن ہے۔ ایسی بشارتوں سے دل کو خوش نہ کرنا چاہیئے۔ اور اس پر انہوں نے بہت کچھ اصرار کیا۔ یہاں تک کہ میں نے قاضی مذکور کے ساتھ اُن کی موت و حیات پر شرط باندھی۔ بعد چند روز کے خبر آئی کہ خواجگی نے صحت کلی پائی +

آپ کی وفات ماہ شوال ۱۰۲۰ھ میں واقع ہوئی۔ اور دہلی میں قبرستان حضرت خواجہ قدس سرہٗ میں مدفون ہوئے +

آپ کی بی بی ایک صالحہ اور عابدہ عورت تھیں آپکے ہمراہ صدق عقیدت کیساتھ خدمت آنحضرت میں حاضر ہوئیں۔ اور عنایات و الطاف آنحضرت سے بہرہ وافر حاصل کیا اور اجازت ارشاد آنحضرت سے مشرف ہوئیں۔ عورتوں کی ایک جماعت آپسے فائدہ اُٹھا رہی ہے آپ کی صحبت مؤثر ہے +

شیخ بدیع الدین سہارنپوری قدس سرہٗ

آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اکبر اور اپنے ممالک کے مشائخ مشاہیر سے تھے آپ عالم عامل اور متقی پرہیزگار اور خوش صحبت اور شیریں کلام اور صاحب کشف و کرامت اور معارف و بشارات تھے۔ ایام شباب میں قبل از بیعت خدمت آنحضرت میں کتاب تلویح پڑھا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں آپ کو درویشوں سے عقیدت نہ تھی۔ بلکہ ایک گونہ اُن کا انکار کیا کرتے تھے +

آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ اُس زمانہ میں جب کہ میں آنحضرت رضی اللہ عنہ سے علمِ ظاہری کی تعلیم پایا کرتا تھا۔ اور سرہند کے ایک مشہور صاحب یا حضرت درویش کی خانقاہ کے ایک حجرہ میں رہا کرتا تھا۔ آنحضرت اُسی زمانہ میں حضرت خواجہ سے رخصت ہو کر سرہند تشریف فرما ہوئے تھے۔ اور ابھی آپ کے ارشاد و ہدایت کا شہرہ نہ ہوا تھا میں کبھی کبھی اُس درویش کے سامنے آنحضرت کی شان میں کچھ بُرا کہتا تو وہ مجھ پر بہت خفا ہوتے۔ اور فرماتے کہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ آنحضرت قطب روئے زمین ہونگے تو نے ابھی تک اُن کو نہیں پہچانا ہے اُن سے بہت منافع و فوائد تجھے پہنچینگے۔ خبردار اُن کی شان میں کچھ نہ کہنا۔ اُسی زمانہ میں ایک بزرگ نے اپنا ایک خواب بوجہ اُلفت و محبت کے اُس درویش سے بیان کیا۔ درویش نے تعبیر دی کہ آنحضرت اکابر اولیا اور قطب وقت ہونگے۔ ابھی لوگ اُن کی قدر نہیں جانتے ہیں۔ مگر ایک وقت آئیگا کہ آپ کا ظہور ہوگا۔ اور تم بھی اُن سے فیض پاؤ گے ۔

آپ اپنی توبہ کا حال اِس طرح بیان کرتے تھے۔ کہ میں بزمانہ ملازمت میں کبھی کبھی آنحضرت کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔ اور عشق مجازی میں مبتلا تھا۔ اور اعمال صالحہ کی چنداں مجھ کو رغبت نہ تھی۔ آنحضرت نے ایک روز مجھ سے فرمایا کہ تم نہ نماز پڑھتے ہو اور نہ گناہوں سے باز آتے ہو۔ میں نے کہا کہ اکثر لوگ ایسی نصیحتیں کرتے ہیں مگر نصیحت اِس بارہ میں مفید نہیں ہوتی۔ اگر آپ توجہ و تصرف سے اس گمراہی سے مجھ کو نکالیں تو البتہ میری ہدایت ممکن ہوگی۔ توجہ کرکے فرمایا کہ کل اس نیّت سے ہمارے پاس آؤ۔ اتفاقاً دیگر روز میرا وہ دوست میرا مہمان ہوا۔ میں نے اُس کی صحبت کو غنیمت جانا اور میں آپ کی خدمت میں نہ گیا۔ دو تین دن کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ارشاد ہوا کہ وعدہ کی خلاف ورزی کرکے آئے۔ مگر خیر اب بھی آنا مبارک ہے جاؤ نیا وضو کرکے اور دو رکعت نماز ادا کرکے ہمارے پاس بیٹھو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پس آپ مجھ کو خلوت میں لے گئے۔ ایک رات دن کے بعد مجھ کو ہوش ہوا۔ میں نے دل کی طرف توجہ کی تو دیکھا کہ تمام تعلقات سے میں خالی ہو گیا ہوں۔ اِس کے بعد میں آپ کی خدمت میں جاتا رہا۔ اور آپ کی بلند توجہات سے ہر طرح کی ترقیات حاصل کیں۔ ہر روز اپنے اندر ترقی پاتا۔ اور ہر وقت غیب الغیب کی طرف دوڑتا چلا جاتا تھا

آپ نے برسوں آنحضرت کی خدمت میں بسر کی ۔ اور راہا دات و مقامات پر پہنچے اور درجات کمال و تکمیل سے مشرف ہوئے ! در خلعت خلافت سے سرفراز ہو کر وطن مالوف کی طرف واپس ہوئے ۔ اور تربیت طلاب میں مشغول ہوئے ؛

راقم الحروف عفی عنہ کو آپ سے بہت خلوص اور خصوصیت تھی اکثر اوقات آپ کی صحبت میں جاتا تھا ۔ آپ آنحضرت قدس سرہ کے خوارق اور کرامات اداءِ شیریں اور عبارت رنگین سے بیان کرتے تھے ۔ گویا آپ آنحضرت کے مکشوفات اور بشارات و کرامات کے مجموعہ تھے جس قدر آپ سے آنحضرت کی کرامتیں سُنی گئیں ۔ اگر اُس وقت سے مقامات آنحضرت کی تحریر کا ارادہ رہتا تو ایک دفتر عظیم مرتب ہو جاتا ۔ مگر یہ ارادہ بعد میں مصمم ہوا ہے اکثر واقعات ذہن سے نکل گئے ہیں ۔ جو کچھ حافظہ میں رہ گئے ہیں ۔ وہ لکھے جاتے ہیں ؛

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ میں نوکری ترک کرتا ہوں ۔ حضرت نے فرمایا کہ اس سفر میں ترک مت کرو ۔ میں نے ہر چند اصرار کیا یہی ارشاد ہوا کہ اس وقت حکم نہیں ہے ۔ میں حسب الحکم رخصت ہوا ۔ اور دار الخلافت اکبر آباد سے برہانپور پہنچنے تک ہر روز آنحضرت کو میں اپنے ہمراہ دیکھتا تھا ۔ کہ حضرت تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فوج سے مجھ کو الگ لے جاتے اور میری تربیت کرتے کوئی دن اس عرصہ میں سے ایسا نہ گذرا کہ ایسا نہ ہوا ہو ؛

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ میں شہر اُجین میں پہنچا تو اجید روپ جوگی کی ملاقات کیلئے اُس کے پاس گیا ۔ یہ جوگی صاحب کشف کونی اور استدراج تھے ۔ بادشاہ وقت اور امراء زمانہ اُس سے عقیدت رکھتے تھے ۔ اور اُس کی ملاقات کیلئے جاتے تھے ۔ اُس نے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ تم اپنے پیر کو کہ اس وقت اس سے زیادہ اور کوئی کامل نہیں ہے پیچھے چھوڑ کر آگے کہاں جاتے ہو ۔ میں نے کہا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا ۔ اُس نے کہا کہ مجھ پر منکشف ہوا ہے کہ اس زمانہ میں تمہارے پیر کے مثل کوئی بزرگ نہیں ہے ۔ میں نے کہا کہ تم اُن کی خدمت میں کیوں نہیں جاتے ہو ۔ اُس نے کہا کہ میں اپنے دین میں کامل ہوں ۔ اُن کی حاجت نہیں رکھتا ہوں ؛

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حلقۂ ذکر میں دیکھا کہ مَیں صحبت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا۔ آپ سنت زوال ادا فرماتے ہیں حضرت نے قدرے توقف فرمایا فقیر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میاں شیخ احمد سنت زوال پڑھتے ہیں اور اُن کی عادت ہے کہ جو عمل آپ کی ذات مبارک سے وجود میں آیا ہو اُس کو وہ بجا لاتے ہیں آنحضرت قدرے مراقب ہوئے اور پھر فرمایا کہ جو عمل میاں شیخ احمد کرتے ہیں وہ حق ہے اور بعینہٖ ہمارا عمل ہے اور یہ نماز ہم بھی ادا کرتے ہیں +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں آنحضرت سے غائبانہ فیضان بہ نسبت حضوری کے زیادہ حاصل کرتا ہوں۔ اور اس راہ سے برابر مجھ کو فیض پہنچتا ہے۔ کیونکہ فراق میں شوق اور محبت زیادہ ہوتی ہے جو باعثِ استفاضۂ مرید اور موجب قرب ہے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں تو آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ اس وقت تمہارا حال یہ ہے اور اس کے بعد یہ تم پر وارد ہوگا۔ پس آپ کے ارشاد کے مطابق ہی واقع ہوتا تھا۔ اور حال ظاہر ہو جاتا تھا ہمیشہ حضرت کی عادت میرے ساتھ بھی رہی +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ایک شیخ کی قبر کی زیارت کیلئے گیا مگر آنحضرت کی آزردگی کا کمال درجہ خوف تھا کیونکہ آنحضرت اس سے بسبب بعض کلمات مخالف شرع شریف ظاہر ہونے کے ناراض تھے۔ میں ابھی اس کی قبر کے سرہانے بیٹھا تھا کہ ایک شیر غراں غصہ میں بھرا ہوا اُس احاطہ میں آیا۔ مَیں نے اُس شیر دلیر کی طرف دہشت اور وحشت سے دیکھا تو اُس کی آنکھیں آنحضرت کی آنکھوں سے مشابہ تھیں۔ اور اسی طرح سے تمام حلیۂ زیبا آنحضرت کا ظاہر ہوا مَیں فوراً وہاں سے اُٹھ کر بھاگا اور توبہ و دعا میں مشغول ہو گیا +

قدسیہ۔ آپ کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں کہ مَیں برہان پور میں مقیم تھا چند روز تک شیخ عیسےٰ سندی کی خدمت میں کہ اُس دیار کے مشائخ مشہور اور متقی وقت تھے آتا جاتا تھا۔ اُن کی صحبت میں ایک طرح کا جذبہ پیدا ہوا۔ مَیں نے چاہا کہ اُن سے بیعت کر دوں۔ اور طریقہ لوں شیخ نے بھی اپنا طریق بیان کرنیکا ارادہ کیا۔ اتنے

میں شیخ مجھ کو خلوت میں لے گئے تاکہ تلقین ذکر اور تعلیم سلسلہ کریں۔ اتنے میں اپنی چشم سر سے دیکھا کہ آنحضرت غضبناک صورت میں نمودار ہوئے۔ اور ایک تمانچہ میرے کلوں پر مارا۔ میرے کلوں پر نشان پڑ گیا۔ شیخ بھی اس واقعہ کو دیکھ کر خوف دہشت سے کانپنے لگے۔ اور کہا کہ اے شخص باوجود ایسے پیر کامل مکمل صاحب غیرت و کرامت کے کیوں تم نے دوسری جگہ بیعت کا ارادہ کیا۔ پس فوراً اُٹھے اور کہا کہ جاؤ۔ اور اپنے پیر دستگیر کے کے طریق کے بموجب مشغول رہو۔ اور مجھ کو بھی اپنے ساتھ کسی بلا میں مبتلا مت کرو۔

اب آپ کے بعض وہ عرائض جو آپ نے آنحضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں لکھے ہیں۔ ذکر کئے جاتے ہیں۔

مکتوب (عرض داشت) احقر العباد و خدام بدیع الدین سہارنپوری باریافتگان آستانہ عرش نشان میں عرض کرتا ہے کہ بارگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فقیر خاص خاص بشارتیں پاتا ہے۔ اور عنایات فرماتے ہیں اور تحسینیں کرتے ہیں۔

ایک دفعہ ارشاد ہوا کہ تو چراغ ہندوستان ہے اور عبادت کی زیادتی کیلئے مجھ کو حکم فرمایا۔ عالم غیب سے بشارت قطبیت کی دیجاتی ہے۔ اکثر اوقات آنیوالے واقعات کی قبل از وقوع بلا قصد کے اطلاع دیجاتی ہے۔ اور عالم غیب سے عجیب بشارتیں ہوتی ہیں کہ حضور والا ہی سے عرض کرنے کے قابل ہیں۔ آج کل چند طالبان صادق جمع ہو گئے ہیں۔ اور سرگرم کار ہیں۔ اور احوال بلند حاصل کر رہے ہیں حضور نقشبندیہ کو تھوڑی ہی مدت میں اپنا ملکہ بنا لیا ہے۔ اور اہل نسبت ہو گئے ہیں بعض فنائے جیدی سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالے احوال ضروری و برزخ کو بہتر جانتا ہے۔ بعض طالبین بسبب لذت ترک کھا نماں کر رہے ہیں۔

مکتوب حضرت سلامت! اللہ تعالے نے آپ کی توجہ پاک کی طفیل میں دولت مشاہدہ سے سرفرازی بخشی ہے۔ ایک زمانہ سے تمنا تھی کہ ایک مرتبہ زیارت بابرکت جمال نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میسر ہوئے کہ آپکے آستانہ عالی پر سر رکھے۔ اور آپکے انوار کمالات سے پرتو لے۔ خدائے پاک نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک رات نماز تہجد کے بعد اس دولت سے سرفراز فرمایا۔ اور ایسا معلوم ہوا

کہ اس مقام کی خدمت کا انتظام حضرت غوث پاک قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ سے متعلق ہے اور بغیر آپ کے واسطہ کے اس بارگاہ اقدس میں داخل ہونا دشوار ہے۔ اور اس مقام کے انوار کے حصول سے کامل ترین اولیاء اللہ بہ سبب کمال اتباع سرور انبیا علیہم الصلوٰت والسلام مشرف ہوتے ہیں۔ اور قبس اقتباس کرتے ہیں +

مکتوب۔ حضرت سلامت! ایک درویش جو قدوۃ المحققین حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ کے تربیت یافتہ تھے بیان کرتے تھے کہ میں چھ سال حضرت کی خدمت میں رہا ہوں۔ میں ارواح سے نسبت رکھتا تھا۔ اور اکثر ارواح مشائخ مجھ پر ظاہر ہوتی تھیں۔ حضرت شیخ فرید شکر گنج نے مجھ سے فرمایا کہ کچھ دنوں بدیع الدین کے ہمراہ ہو۔ ذکر و شغل میں بہت کچھ اُس کو استغراق تھا اور عجیب و غریب حالات اُس پر ظاہر ہوتے تھے +

ایک واقعہ میں میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آپ کی اس نسبت محبت کے لئے استدعا کی جو آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے۔ کمال بندہ نوازی سے آپ نے عطا فرمائی۔ پھر درگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے اُس نسبت کی بابت بکمال آرزو کہا جو آپ کو خدائے پاک سے حاصل ہے آپ نے عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ یہ وصول خاص ہے تم کلامہٗ

آپ کے کرامات و خوارقِ عادات کثرت کے ساتھ مشہور ہیں اُن میں سے چند یہاں کی جاتی ہیں +

کرامت ایک دوست بیان کرتے تھے کہ جب حضرت نے شیخ کو خلافت دیکر وطن کی جانب رخصت فرمایا میں بھی آپ کی مشائعت کیلئے بیرون شہر گیا سب مجھے خیال آیا کہ میرے والد کو وفات پائے ایک زمانہ گزر گیا۔ آپ سے دریافت کرنا چاہیئے کہ میرے والد ثواب میں ہیں۔ یا عذاب میں آپ جب نماز چاشت کیلئے اُترے تو آپ سے عرض کیا۔ آپ نے تھوڑے مراقبہ کیا۔ اور پھر فرمایا کہ ایک شخص اس صورت اور شکل کے میرے پاس اعلےٰ درجہ کے کپڑے پہنے ہوئے آیا۔ میں نے اُس سے اُس کا حال دریافت کیا کہ مجھے بہت اچھا مقام دیا گیا ہے میں وہاں سے نکلنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر چونکہ آپ نے طلب فرمایا اس وجہ سے حاضر ہوا ہوں +

حضرت پیر و مرشد نے میرے والد کا جو کچھ حلیہ اور صورت بیان کی وہ وہی تھی۔ حالانکہ آپ نے زندگی میں اُن کو نہ کبھی دیکھا تھا۔ اور نہ اُن کو جانتے تھے۔

کرامت – آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو جب خلافت دیکر آپکے وطن کو رخصت فرمایا تو اثنا راہ میں آپ کو خیال ہوا کہ آنحضرت نے مجھ کو تعلیم طریق کی اجازت دی ہے۔ پس تصرف کر کے آزمانا چاہئے کہ قوت و قدرت تصرف کی مجھ میں پیدا ہوئی ہے یا نہیں اتنے میں آپ کی نظر ایک ڈولی پر پڑی جس میں ایک ہندو کی لڑکی سوار تھی۔ اور لوگ شادی کر کے برات کے ہمراہ جا رہے تھے۔ پس آپ نے اُس پر تصرف کیا۔ فوراً وہ لڑکی اس شرم و حیا کو ترک کر کے جو بہو بہنوں کو ہوا کرتی ہے بے اختیار ہو کر ڈولی سے کود پڑی۔ اور شیخ کے پاس دوڑی ہوئی آئی۔ اور آپکے قدموں پر گر پڑی۔ آپ کو چونکہ صرف اپنے تصرّف کا تجربہ منظور تھا اس لئے آپنے اپنی توجہ کی اسی وقت اس پر شرم و حیا کا غلبہ ہوا۔ اور وہ واپس جاکر اپنی ڈولی میں سوار ہوئی۔

کرامت – جس زمانہ میں کہ بادشاہ وقت نے ایک جماعت کی بدگوئی کی وجہ سے آنحضرت کو اکراہ کے ساتھ اکبر آباد میں بلایا تھا شیخ کو بادشاہ کے مقربوں اور مصاحبوں میں سے ایک امیر کے ساتھ کچھ قرابت کا تعلق تھا لیکن چونکہ اقارب مانند عقارب (بچھوؤں کے) ہوتے ہیں۔ اِس لئے شیخ موصوف اور آنحضرت کے ساتھ عداوت خاص تھی۔ شیخ کے دل میں آیا اور اس کے گھر پہ گئے اور بہت خوشامد کر کے کہا کہ آپ آنحضرت کے بچانے کے لئے سعی کریں وہ بے نصیب پہلے سے پہلی عداوت کی طرف مائل ہوا۔ اور کہنے لگا کہ میری تو برسوں کی تمنا اب پوری ہوئی ہے۔ دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں۔ شیخ کو اس کلام کے سننے سے بڑی وحشت ہوئی۔ اور غیرت کی رگ نے حرکت کی۔ اور بہت جوش میں آگئے۔ اور حالت جذب میں آپنے فرمایا کہ ہم بھی دیکھیں گے کہ کون کس کا کام ختم کرتا ہے۔ اور وہاں سے اُسی حالت خاطر خستہ اور برخاستہ میں اُٹھے۔ اور اپنی جائے خیام پر آکر توجہ فرمائی۔ وہ بدنصیب عزیز قبل از یں کہ اس کو بدگوئی کرنے کا موقع ملے۔ دو تین دن کے اندر مر گیا۔

کہتے ہیں کہ اُس نے بادشاہ کے پاس جاکر بدگوئی کرنے کا ارادہ کیا تھا

اُسی وقت اس کے پیٹ میں ایسا درد ہوا کہ بات نہ کر سکا۔ اور مدت قلیل میں اُسی درد شکم سے اُس کا انتقال ہو گیا۔ اور اپنی بد اندیشی کے کردار کو پہنچ گیا۔

شیخ طاہر بدخشی قدس سرہ

آپ بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاء مشہور میں سے ہیں۔ اور ہندوستان کے مشہور اور آراستہ شہر جونپور کے باشندے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد بدخشان کے رہنے والے ترک تھے۔ اس قلعہ میں رہتے تھے جو روستاق کے علاقہ میں ہے۔ اس طریق میں شامل ہونے کے ابتدائی واقعات آپ یہ بیان کرتے تھے کہ میں عالم سپاہگری میں ایک امیر کے ساتھ ملکوسہ کو جا رہا تھا۔ منزل میں مجھ کو نیند آئی۔ اور میں سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے آ کر یہ کہہ رہا ہے۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو یاد فرمایا ہے۔ اور آپ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت صحابہ کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔ میں فوراً دربار عالیشان میں حاضر ہو گیا۔ تو دیکھا کہ آنحضرت ایک زرہ سامنے رکھے ہوئے ہیں کہ ہاتھی بھی اُس کے اُٹھانے سے عاجز ہو جائے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوبکر ایک طرف سے زرہ کو تم پکڑو اور دوسری جانب سے میں پکڑتا ہوں تاکہ شیخ طاہر کو پہنائیں۔ پس آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُس زرہ کو اُٹھایا اور میرے کندھے پر ڈال دیا۔ میں نے اُس کو پہن لیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس موقعہ میں کیا کرتے ہو فقر کے رستہ میں آؤ اور اس قلعہ کو فتح کر کے اس رستہ میں داخل ہو جاؤ۔

میں خواب سے اُٹھا تو جرس دانگی بج رہا تھا۔ میں اپنی فوج کے ہمراہ سوار ہو کر قریب حصار ملکوسہ پہنچا۔ مجھ میں ایک طرح کا جنون پیدا ہوا کہ گھوڑے کو دوڑایا۔ پہلے ہی حملے میں قلعہ کو فتح کر لیا۔ اور ہم سب اس کے اندر داخل اور اس پر قابض ہو گئے۔ میں گھوڑے سے اُترا۔ اور اپنے فوجی کپڑے اُتار کر نوکر کو دئے اور میں نے اُس سے کہا کہ کپڑے اور گھوڑا گھر لے جاؤ۔ میں بھی آتا ہوں۔ اور وہاں سے نکل کر شیخ عبد الجلیل بیا کی خدمت میں آیا۔ شیخ نے کہا کہ تم مرد صاحب

استعداد ہو سفر اختیار کرو۔ شاید کہ کسی بزرگ کی ملاقات میسر ہو اور اس سے تمہارا کام نکل جائے۔ دہلی پہنچو تو حضرت خواجہ محمد باقی سے ملاقات کرو گے۔ میں دہلی پہنچا اور حضرت خواجہ قدس سرہ کے حالات دریافت کئے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت خواجہ نے ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ سفر آخرت اختیار فرمایا۔ آنحضرت بھی اُس زمانہ میں دہلی میں مقیم تھے۔ حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر بہت شفقت فرمائی اور آنحضرت کے فضائل بیان کئے۔ اور آنحضرت کی خدمت میں مجھ کو لیگئے میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ اور آپ سے ملاقات کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بسبب اپنی آشفتگی اور پریشانیوں کے میں نے آپ سے رخصت چاہی آپ نے فرمایا کہ یہ ماہ رمضان المبارک ہے قرآن یہاں پڑھا جاتا ہے اگر آپ بھی یہاں مقیم رہکر سنت ادا کریں تو نامناسب نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ میں طالب ہوں۔ اگر آپ میرے مقصد کے متکفل ہوتے ہیں تو میں ٹھیرتا ہوں۔ ورنہ سفر کی اجازت عطا فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اُس کے متعلق خود کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں نے رخصت چاہی آپ تھوڑی دیر مراقب رہے۔ اور سر اُٹھا کر ارشاد فرمایا کہ ٹھیرو ہم تمہارے مقصد کے لئے حاضر ہیں +

شیخ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی صحبت اختیار کر لی۔ دو ماہ میں میرے احوال یہاں تک پہنچ گئے کہ میں ہر دم جمال جہاں آرائے سید کائنات خلاصۂ موجودات حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہمیشہ مشاہدہ کیا کرتا تھا۔ اور ایک لمحہ آپ میری نظر سے غائب نہیں ہوتے تھے۔ تقریباً دو تین مہینہ تک یہی حالت قایم رہی۔ اس کے بعد تمام احوال اور مقامات جذبے اور سلوک سے میں مشرف ہوا اور مرتبہ ولایت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور تصرف تام اور قبولیت خاص و عام حاصل ہوئی۔ راقم کتاب کی حضوری خدمت سے ایک سال قبل آنحضرت آپکو اجازت و خلافت طریق نقشبندیہ سے مشرف کرکے جونپور رخصت فرما چکے تھے رخصت کرنے کے وقت آپ نے یہ فرمایا تھا کہ وہاں تم سے ایک ایسا شخص مقبول حق ظاہر ہوگا +

آپ نے آنحضرت کی وفات فرمانے سے دس سال کے بعد حضرت مخدوم زادگان

کی خدمت میں ایک معروضہ لکھا۔ کہ وہ فرزند جس کی آنحضرت نے بشارت دی تھی اب پیدا ہوا ہے۔ اور علوم ظاہر و باطن کی تحصیل کر رہا ہے۔ اور تجرید و تفرید میں مجھ سے آگے ہو کر متوجہ شیوخ طریق ہے۔ آنحضرت کی نظر پاک بھی کیا دُور بین تھی کہ تیس سال کے بعد ہونے والے واقعہ کی پہلے سے مجھ کو خبر دی تھی ÷

آپ کی وفات کے بعد شیخ سرہند تشریف لائے۔ اس فقیر نے اُن کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ آپ دراز قد اور قوی ہیکل تھے۔ اور اس حدیث شریف کے بموجب اَتْقِیَاءُ اُمَّتِیْ بُرَاءُ عَنِ التَّکَلُّفِ کہ میری اُمت کے پرہیزگار تکلیف سے مبرا ہونگے۔ کبھی زمانہ کا اُلٹ پھیر آپ کے آئینۂ دل کو مکدر نہ کر سکا۔ آپ کو ابدال وقت کہہ سکتے ہیں ÷

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جو خطوط آپ کے نام تحریر فرمائے تھے وہ مکتوبات شریف میں مندرج ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کی عمر اُس وقت ستر سال سے زیادہ تھی ÷

شیخ یار محمد قدیم طالقانی قدس سرہٗ

آپ آنحضرت قدس سرہٗ کے قدیم مریدوں میں ممتاز خلیفہ تھے۔ آپ کو قدیم اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ کے بعد ایک اور صاحب یار محمد نامی کہ جامع دفتر اوّل مکتوبات آنحضرت قدس سرہٗ ہیں۔ جب آنحضرت کے مریدوں میں داخل ہوئے تو اُن کو یار محمد جدید کہنے لگے۔ اور آپ کو یار محمد قدیم ÷

آپ نماز روزہ کے پابند تھے۔ اور ہمیشہ استغراق اور شیفتگی اور اضمحلال و استہلاک آپ کے دل کا دامنگیر رہتا تھا۔ اور آپ نہایت حسین تھے۔ جو شخص آپکو دیکھتا۔ تو خدا کو یاد کرتا تھا۔ کیونکہ بموجب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کی علامت بھی ہے۔ کہ اُن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ آپ ہمیشہ مسکنت اور غربت اور فقر و فاقہ و احتیاط حلال لقمہ کے کھانے میں فرماتے تھے۔ اور اسی غربت میں سفر حجاز کیا اور طواف بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے۔ اور اسی میں اپنے ایک مخلص سے بیان کیا کہ محمل یمانی میں ہودج پر آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی آراستگی و پیراستگی سے دیکھا ہے اُسکی لذت

وحلاوت سے بیں مدہوش ہوگیا تھا۔ جب ہوشیار ہُوا تو نقصان وہاں سے کو بیان روانہ ہُوا بعض حجاج تو متعجب ہوئے اور بعض اہل عرب نے کہا کہ یہ عجمی دیوانہ ہوگیا ہے سنہ ۱۰۲۶ھ آپ نے زیارت روضۂ منورہ آنحضرت قدس سرہٗ کرکے واپس ہوئے +

راقم الحروف کو آپ کی خدمت گرامی میں قدیم سے خلوص و نیازمندی تھی اس زمانہ میں آپ کو لکھا تھا کہ میں آنحضرت کے آپ کے خلفا کے حالات اور مقامات تحریر کر رہا ہوں اگر مناقب آنحضرت میں کچھ باتیں آپ تحریر فرمائیں تو داخل کتاب کرونگا۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ خلوت میں ہم اور آپ بیٹھ کر مسودہ کرینگے مگر اس کا اتفاق نہ ہوسکا۔ آپ اکبرآباد تشریف لیگئے اور وہیں آپ کا وصال ہُوا +

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو چند نصیحتیں فرمائی تھیں وہ ہر ایک شیخ کے لئے نفع مند ہیں۔ اس لئے درج کی جاتی ہیں +

جب کوئی طالب مرید ہونے کے لئے تمہارے پاس آئے تو اوّلاً اس کو طریق کی طرف خوب مائل کرو۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ اُس کو صرف تمہارا امتحان منظور رہو۔ اور خرابی پیدا ہو۔ بالخصوص جبکہ کسی مرید کے داخل طریق ہونے سے فرحت و مسرت پیدا ہو تو چاہئے کہ اس بارہ میں التجا اور تضرع کے ساتھ متعدد مرتبہ استخارہ کرو۔ پس اگر تعلیم طریق کے لئے حکم ملجائے تو اُس وقت تعلیم دو کہ استدراج و خرابی کا گمان باقی نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ کسی شخص کے لئے تصرف کرنا اور اُس کے لئے اپنے اوقات غارت کرنا بغیر حکم خدا کے جائز نہیں ہے۔ آیت کریمہ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّھِمْ (ترجمہ) تاکہ آپ لوگوں کو اندھیرے سے نور کی طرف لیجائیں خدا کے حکم سے۔ اسی امر کی توضیح کرتی ہے +

جب اُنہوں نے وفات پائی اُس وقت خطاب ہُوا کہ تو نے میری میرے بندوں کی ترقی کے لئے۔ آپ نے میرے دین کے لئے میرے بندوں میں زرہ پہنی تھی اُنہوں نے جواب دیا کہ ہاں ارشاد ہُوا کہ ھٰذَا وَکَانَتْ خَلْقِیْ اِلَیَّ وَقَبَضْتُ نَفْسَکَ عَلَیَّ میری مخلوق کو میرے سپرد کرکے میری طرف آپ آئیے +

مولانا عبدالہادی بدایونی قدس سرہٗ

آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاؤں میں عالم وفاضل اور اپنے ملک کے مشہور مشائخ سے تھے۔ اولاً آپ نے خواجہ بزرگ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں بیعت فرمائی۔ حضرت خواجہ نے آپ کی تربیت آنحضرت کے حوالہ فرمائی اور آنحضرت کے ہمراہ آپ کو سرہند روانہ کیا۔ پس آپ نے آنحضرت کی خدمت اختیار کی۔ اور آنحضرت کے برکات اور نظرات سے بہرہ مند ہوئے۔

چنانچہ آنحضرت قدس سرہٗ نے آپ کے ابتداء سلوک کے حالات حضرت خواجہ کی خدمت میں اس طرح تحریر فرمائے ہیں کہ مولانا عبدالہادی نے حضور اور استغراق نقطۂ فوق میں پیدا کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ میں حق جل شانہٗ کو اشیا میں بصفت تنزیہ دیکھتا ہوں۔ اور افعال کو بھی اُس سے جانتا ہوں۔"

اِس حال کے ورُود کے بعد بھی آپ مدتوں آنحضرت کی خدمت کے خدمت کے پابند رہے۔ اور کمالات مقامات کا اکتساب کرتے رہے۔ اور دولت خلافت سے سرافراز ہوئے۔

کہتے ہیں کہ شیخ عبدالہادی اور مولانا یار محمد قدیم آنحضرت کی خدمت میں رہنے کے زمانہ میں ایک ہی حجرہ میں رہتے تھے۔ مولانا ہمیشہ راتوں کو صبح تک قیام کرتے تھے اور شیخ کو چونکہ بیماری رہتی تھی۔ اور اس قدر ریاضت نہ کر سکتے تھے۔ اِس لئے طاقت سے زیادہ عبادت نہ کر سکنے اور رات کو نہ اُٹھنے پر حسرت اور افسوس کیا کرتے تھے اور مولانا کے احوال پر رشک کیا کرتے تھے۔ اور بیداری شب کا شرف نہ حاصل کرنے پر دل میں افسوس کناں رہتے تھے۔

ایک روز آنحضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سبحان اللہ شیخ عبدالہادی کی حسرت اور افسوس کرنا مولانا یار محمد کی عبادت شب پر سبقت لے گیا۔ اور اُن کے کام کو مولانا سے زیادہ بلندی پر کر دیا۔ پستی سے اوج پر پہنچا دیا۔ بے شک کام بخشش حق کے زیر سایہ ہے۔

خواجہ محمد صادق کابلی قدس سرہٗ

آپ آنحضرت قدس سرہٗ کے قدیم مریدوں اور مخلص احباب اور خلفا میں سے تھے۔ آپ کی ابتدائی توبہ اس طرح سے ہوئی کہ آپ اُس زمانہ کے دولتمند اور شاہزادہ ولیعہد کے ملازمین سے تھے۔ حسن قسمت سے طلب حق آپ کے دل میں سمائی اور سب کو چھوڑ کر آپ الہ آباد سے ہمارے خواجہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور دہلی پہنچے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ نے وفات پائی۔ پس آپ حضرت خواجہ حسام الدین احمد قدس سرہٗ کی خدمت میں کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے خاص اختصاص مریدوں اور خلفا میں سے تھے حاضر ہوئے۔ اور اپنی طلب راہ خدا کے درد کا اظہار کیا۔ جناب خواجہ حسام الدین احمد نے فرمایا کہ اگر طلب حق سبحانہ رکھتے ہو۔ تو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ کہ تمہارے درد کی دوا اُنہی کے نظر شفابخش میں ہے پس آپ نے دہلی سے بارگاہ آنحضرت کا احرام باندھا اور شرف ملازمت سے مشرف ہوئے۔ چونکہ طالب صادق تھے شرف قبولیت سے مشرف ہوئے۔ اور موردِ عنایت و لطفِ خاص بن گئے۔ اور مقاماتِ سنجیدہ اور احوالِ پسندیدہ سے سرافراز ہوئے آنحضرت کے الطاف آپ کے حال پر اس درجہ مبذول تھے۔ کہ آپ کو داخل زمرہ فرزندان و محرمان راز سمجھتے تھے۔ چونکہ آپ جمالِ عقل و فہم اور آداب و اخلاق حسنہ سے آراستہ تھے اِس لئے سفر و حضر میں آنحضرت کی خدمات شائستہ آپ سے متعلق ہو گئیں۔

چنانچہ منقول ہے کہ ایک دفعہ سفر میں ایسی جگہ منزل ہوئی کہ وہاں کا پانی بہت بے مزہ اور کھاری تھا۔ چونکہ وسعت رکھتے تھے حکم دیا کہ دریائے جمنا کا پانی جو وہاں سے بہت فاصلہ پر تھا۔ اونٹوں پر بار کر کے لایا جائے۔ اور عرض کیا کہ خادمان آنحضرت کیلئے آبِ شیرین دریائے جمن ہمدست ہو گیا ہے۔ اور اس اثنا میں اپنی خدمت گذاری کی داد چاہی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ وہ ندی کفار کا عبادت گاہ ہے اُس کا پانی بار کر کے منگوانا باعث اس کی تعظیم کا ہے یہ نہ چاہئے کہ ہم اُس کو پئیں یا اُس سے وضو کریں۔ اس کے بعد فرمایا کہ پانی کو ضائع کرنا جائز نہیں ہے۔ جو شخص اُس سے استنجا کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے۔ اور خود اُس کھاری اور گرم بدمزہ

پانی کو استعمال فرمایا اور رعایت تقویٰ کی فرمائی +

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواجہ محمد صادق کو مرض جذام پیدا ہو گیا۔ اور بعض اعضا اُن کے متورم ہو گئے تھے۔ چنانچہ یاران طریق اُن کی صحبت سے کراہت کرنے لگے۔ اور آپ اس وجہ سے بہت دل شکستہ ہوئے۔ اور ارادہ کیا کہ لاعلمی کی حالت میں کہیں کو ہجرت کر کے چلے جائیں +

بعض اصحاب نے آنحضرت سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آنحضرت آپ کے اوپر مہربان ہوئے۔ اور اُس مرض کے دفعہ کے لئے توجہ فرمائی۔ اور دوسرے دن فرمایا کہ اصحاب کی کراہت ودل تنگی کو دیکھ کر ہم کو رحم آیا اور ہم نے اُن کا مرض اپنے اوپر لے لیا۔ اس کے بعد مرض جذام کے آثار آنحضرت قدس سرہٗ کے پائے مبارک پر ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ اور خواجہ مذکور نے صحت پائی +

مخلصین نے عرض کیا کہ آپ توجہ فرما کر اپنے پائے مبارک سے بھی اس مرض کو دفع فرمالیں۔ اُن کی التجا قبول ہوئی۔ اور اس بارہ میں توجہ فرمائی اور اُس مرض کو خود سے بھی دُور فرما دیا +

جب آپ درجۂ کمال کو پہنچے اور مقامات طریق سے مشرف ہوئے تو آنحضرت نے آپ کو خلافت اور تعلیم طریق کی اجازت عطا فرمائی۔ اور بنا برحکم آنحضرت آپ اس امر دشوار کی انجام دہی میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی صحبت سے طالبانِ حق میں سرگرمی اور جذب اور تاثیر کامل پیدا ہوئی۔ بلدۂ لاہور میں آپ نے اقامت فرمائی اور وہاں آپ کو قبولیت کامل حاصل ہوئی۔ اور ۱۰۳۸ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی +

حاجی خضر خان افغان قدس سرہٗ

آپ آنحضرت قدس سرہٗ کے مخلص مریدوں اور قدیم اور مقبول و منظور نظر احباب سے اجازت یافتہ خلیفہ تھے، آپ کا مسکن و مدفن قصبہ بہلول پور مضافات سرہند ہے آپ آنحضرت میاں شیخو کلاں یعنی آنحضرت کے والد ماجد قدس سرہ کی شرف صحبت سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ آپ نے ولولۂ شوق اور غلبۂ عشق میں بحالت تجرید و تفرید بہت کچھ سفر کیا تھا اور اکثر مشائخین و فقرا کی خدمات میں پہنچے تھے اور سفر حجاز بلکہ اکثر دیار عرب

کی سیاحت اور طواف بیت المقدس سے آپ مشرف ہوئے۔ اور ہر جگہ آپ کو حکایات شیریں اور معاملات رنگین پیش آتے تھے۔ جنکی تفصیل طویل ہے۔ مگر کسی جگہ آپکے دل کو تسکین نہیں ہوئی تھی۔ اور جب آنحضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے دل نے آرام پایا۔ اور آپ کی خدمت میں رہنا اختیار کیا۔ اور تلقین ذکر کی سعادت حاصل کی۔ اور مواردات اور حالات اور مقامات اور نسبات سے مشرف ہوئے +

آپکا کام یہاں تک پہنچ گیا کہ ایک روز آنحضرت نے شیطان کو دیکھا۔ اور اُس سے دریافت کیا کہ میرے مریدوں میں سے کسی پر تیرا قابو نہیں چلتا ہے۔ اُس نے کہا حاجی خضر پر کہ اُن کی گرفتاری کے لئے میں نے بہت کچھ تلاش و خراش کے جال بچھائے۔ مگر وہ میرے دام میں نہیں پھنسے +

راقم الحروف عرض کرتا ہے۔ کہ یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ کہ میرے بندوں پر تیرا قابو نہیں چل سکتا ہے۔ اور وہ خود بھی نالان ہے اِلَّا عِبَادَکَ الْمُخْلَصِیْنَ کہ تیرے مخلص بندے میرے قابو سے باہر ہیں +

آنحضرت آپ سے کبھی کبھی مذاق فرماتے تھے۔ اور خضرا کہکر پکارتے تھے۔ آپ آنحضرت کے عاشق شیدا تھے۔ کہ آنحضرت کے ہر لطف و عطا پر آپ اپنا سر فدا کرتے تھے۔ اور خوش الحانی کے ساتھ اذان دیتے تھے۔ جب تک آپ آنحضرت کی خدمت میں مقیم رہے کوئی اور شخص اذان نہ دے سکتا تھا۔ آپ کی اذان دلوں پر خاص اثر ڈالتی تھی۔ ہر شب جمعہ کو آپ آنحضرت کی مسجد کے حجروں پر حاضر ہوتے اور حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر خوش آوازی سے دیر تک درود پڑھتے اکثر سحر کے وقت بلکہ ساری رات اشعار سے نغمہ سرائی کرتے۔ اور گریہ وزاری میں مشغول رہتے تھے +

حقیر مؤلف ایک دفعہ اخیر عشرہ ماہ مبارک رمضان میں زمانہ حیات آنحضرت حاجی صاحب موصوف کے ساتھ ایک حجرہ میں معتکف رہا۔ میں نے اس عشرہ کے آخری دو دن میں کتاب خلاصہ کیدانی کی شرح مبسوط اور جامع روایات مسمی بامواج المؤمنین تصنیف کی ہیں۔ متحیر ہوں کہ آپکا ذکر و تلاوت بیان کروں یا نماز و اوراد و مراقبے

واستغراق کا ذکر کروں یا دردمندی اور سوز و گدازی کی کیفیت بیان کروں۔ یا برادران طریقت کے جو خدمات آپ فرماتے تھے اُس کا تذکرہ کروں۔ الغرض ایک لمحہ آپ کا غفلت میں نہ گذرتا تھا۔

ممالک بجواڑہ اور بہلول پور وغیرہ میں اکثر افغانی وغیرہ آپ کے شرف صحبت سے ہدایت یافتہ بنے۔ اور آپ سے طریقت کی تعلیم پائی۔ اُن میں سے ایک جناب حقائق آگاہ شیخ آدم بنوری ہیں کہ اولاً آپ سے اخذ سلوک و طریقت فرمایا اور پھر آنحضرت قدس سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے۔ اس کی تفصیل آپ کے حالات میں انشاء اللہ بیان کی جائیگی۔

حاجی صاحب نے جب بجواڑہ میں خبر وفات آنحضرت قدس سرہ سُنی تو فوراً بے ہوش ہو کر گر گئے۔ اور ہوش آنے کے بعد گرتے پڑتے گریہ و زاری اور نالہ و فریاد کرتے ہوئے خانقاہ شریف میں حاضر ہوئے اور حضرات مخدوم زادگان کے قدموں پر گرے۔ آپ کو چونکہ آنحضرت کے ساتھ عشق کامل تھا۔ اِس لئے اس وقت آپ پر جو حالت طاری تھی وہ بیان میں نہیں آسکتی۔ آپ نے اُس وقت آکر آنحضرت کی وفات کا دوبارہ ماتم برپا کر دیا تھا۔ پھر آپ نے آذان دی۔ اور تمام اہل محلہ و حاضرین کو رولایا جس طرح کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بعد وفات حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شام سے سفر کر کے مدینہ طیبہ میں حضرت امام کی خدمت میں پہنچکر اذان دی تھی اور تمام اہل مدینہ پر ماتم نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوبارہ زندہ کر دیا تھا۔ گویا ایسی حالت اُس وقت حاجی صاحب نے پیدا کر دی تھی۔ آپ نے آنحضرت کی وفات فرمائی سے بہت ہی قلیل مدت کے بعد انتقال فرمایا۔ غفر لہ اللہ ورحمہ رحمۃً واسعۃً اللہ تعالےٰ اپنی مغفرت اور رحمت واسعہ آپ کے شامل حال فرمائے۔

شیخ احمد بینی (دیوبندی) قدس سرہٗ

آپ قصبہ دیبن (دیوبند) ضلع سہارنپور کے باشندے اور آنحضرت کے مخلص قدیم تھے۔ اکثر عمر سیر و سیاحت میں بسر فرمائی۔ ارادت سے پہلے آپ آنحضرت کی

خدمت میں علم ظاہری حاصل کرتے تھے۔ اور سفر و حضر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رہے۔ اور ہر طرح سے اخلاص کو پورا کرتے رہے۔ اور پھر بوجوہات زمانہ برہانپور میں رہے اور وہاں کے مشہور شیخ فضل اللہ سے ارادت فرمائی اور مدتوں اُن کی خدمت میں رہے۔ اور خلافت و ارشاد کی اجازت اُن سے حاصل کی اس کے بعد یک لخت جذبات طریق کا آپ پر غلبہ ہوا۔ اور آپ کو آنحضرت کی خدمت مبارک میں (جو دولت معرفت کی شاہراہ ہے) پہنچایا۔ اور آپ کی صحبت کے شرف سعادت سے مشرف ہوئے۔ اور طریق حاصل فرمایا۔ آپکا قدیمی اخلاص و عقیدت آنحضرت کے مزید لطف و کرم کا باعث ہوا۔

اُسی اثنا میں حضرت سید میر محمد نعمان قدس سرہٗ آنحضرت کی خلافت سے مشرف ہو کر برہانپور روانہ ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کی تربیت کو اُن کے حوالہ فرمایا اور آپ اُن کی صحبت سے پوری طرح بہرہ ور ہوئے۔ اکثر طالبانِ حق آپ کی خدمت میں رجوع کرتے اور مستفید ہوتے تھے۔

اِس کے بعد پھر آپ آنحضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور برسوں آنحضرت کے آستانہ پر مقیم رہے۔ اور آپ کی عنایات اور فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوتے رہے۔ اور آپ سے خلافت اور اجازت پائی۔ آپ کی صحبت میں اتنا بڑا اثر تھا کہ جو شخص آپ کی صحبت میں مشغول ہوتا غلبۂ جذب سے بے اختیار لوٹنے لگتا۔ اور بعض تو بالکل بے ہوش ہو جاتے۔ اور بعض گریہ و زاری و نالہ و فریاد کرتے تھے۔ الحاصل آپ کی توجہ اور تصرف بے انتہا اثر رکھتا تھا۔ آپ ایک زمانہ تک اکبر آباد میں مسند مشیخت پر متمکن رہے۔ اور ایک عالم آپ کی صحبت فیض بخش میں رشد و ہدایت سے بہرہ ور ہوا۔

قاسم خان مرحوم نے جو شیعہ سے سُنّی ہوا تھا آپ کی خدمت میں توبہ کی اور مرید ہوا۔ اور پوری طرح سے صحبت حاصل کی۔ اور صاحب عبادت مجاہدہ ہوا اور بہت سی نیکیوں کا مجموعہ بن گیا۔ پھر خان موصوف کی استدعا پر وہاں آپ مقبولِ خاص و عام ہوئے۔ اور تصرف عظیم حاصل ہوا۔ اکثر طلبا اور علما اور صلحا اور اکابر و اصاغر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ اور ایک جماعت آپ کی خلافت سے

ممتاز ہوئی۔ اور فی زمانہ صاحب ارشاد ہے +

مشہور ہے کہ آپ نے ابتدائے ارشاد کے زمانہ میں ایک معروضہ آنحضرت کی خدمت مبارک میں لکھا کہ میں اپنے اندر کچھ بھی حال و کمال نہیں پاتا ہوں۔ دو شخصوں کو تعلیم ذکر کی گئی تھی۔ اس اس طرح سے اُن پر حال ظاہر ہوئے۔ آنحضرت نے اُن کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اُن کے احوال تمہارے احوال کے عکوس اور ظلال ہیں۔ اور اُن کے آئینہ کی استعداد کے بموجب جلوہ گر ہوتے ہیں۔ چونکہ دو نو صاحب علم تھے اس لئے اُن کو احوال کا ادراک ہوا۔ مقصود حصول احوال ہے نہ علم احوال۔ اگرچہ علم احوال بھی ایک دولت ہے مگر بعضوں کو دیجاتی ہے اور بعضوں کو نہیں دیجاتی مگر دونو فریق صاحب ولایت ہوتے ہیں" +

قدسیہ ایک مرتبہ آپ نے دریافت کیا کہ باوجود دوامِ آگاہی ذہول پیدا ہونے کی کیا وجہ ہے اس کے متعلق آنحضرت نے تحریر فرمایا کہ آگاہی حضور بلحن بارگاہ ایزدی جل سلطانہ مثل علم حضوری کے ہے۔ کہ ہمیشگی اس کے لئے لازم ہے یہ بات بھی تم نے کہیں سُنی ہوگی کہ اگر کوئی شخص کسی وقت غافل ہو جائے۔ اور ذہول کی نسبت اس میں پیدا ہو جائے۔ تو یہ ذہول اور غفلت اور ذہول اس کا علم حصولی سے متعلق ہوگا۔ کہ علم حصولی میں مغائرت ہوتی ہے اور علم حضوری میں حضور در حضور ہوتا ہے +

آپ نے ستر سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے +

شیخ احمد برکی قدس سرہٗ

آپ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء سے ہیں۔ اور صاحب علم و عمل ہیں آپ شہر واد کے جو قندھار اور کابل کے درمیان ہے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد وہاں سے منتقل ہو کر بلدہ کان کرتب میں جس کا عرف برک ہے مقیم ہوئے اور وہیں رہے +

جب آنحضرت کے مکتوبات اُن ممالک میں پہنچے تو اُس کلام فخر انام کے مطالعہ سے مشرف ہوئے۔ عنایت ازلی قدیم نے آپکے دل میں آنحضرت کی عقیدت پیدا کی۔

پس آپ وہاں سے سرہند شریف روانہ ہوئے۔ اور شرف قدم بوسی آنحضرت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی صدق عقیدت اور آنحضرت کی توجہ پاک کی برکت سے ایک ہفتہ میں آپ کا کام انتہا کو پہنچ گیا۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ اور وطن روانہ کیا۔ آپ اپنے ممالک کے قطب تھے چنانچہ ایک مکتوب میں آپ کو قطبیت کی بشارت فرمائی گئی ہے وہ مکتوب یہ ہے:۔

مکتوب ایک روز تمہارے حال پر توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ اُن ممالک کے لوگ تمہاری طرف دوڑ رہے ہیں۔ اور تمہارے پاس التجا کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تم کو قطب مدار اُس سرزمین کا بنایا گیا ہے۔ اور وہاں کے لوگ تم سے متعلق ہیں۔ خدا کا شکر اور احسان ہے ❖

اِس واقعہ کو خیال مت سمجھو جس میں کچھ شک و شبہ کی گنجائش ہو۔ بلکہ یہ محسوس اور مشاہدہ کی ہوئی چیز ہے۔" ❖

ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ اپنے احوال سے اور مریدوں کے حال سے کما حقہ واقف نہ ہونے پر رنجیدہ نہ ہوں۔ اور اس کو اپنی بے حاصلی کی دلیل نہ سمجھیں۔ آپ کے مریدوں کے حال کی آئینہ داری کے لئے کافی ہیں۔ وہ در حقیقت تمہارے ہی احوال ہیں۔ جو بطور انعکاس اُن میں جلوہ گر ہوتے ہیں ❖

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ایک مکتوب شیخ یوسف برکی کے نام جو تحریر فرمایا تھا۔ اُس میں تحریر کیا ہے۔ کہ مولانا احمد برکی کو عوام علمائے ظاہر سے خیال کرتے ہیں۔ اور خود اُن کو بھی اپنے مریدوں کے احوال کا علم نہیں ہے۔ اس ناواقفیت کی وجہ یہ ہے۔ کہ مولانا میرے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے شہود تنزیہی میں متوجہ ہیں کہ جہل کی پیدائش کی جگہ ہے۔ اُن کا ایمان علما کی طرح ایمان بالغیب ہے۔ اُن کا باطن بلند فطرتی کے باعث شہود کثرت آمیز کی طرف متوجہ نہیں ہے۔ اُن کا ظاہر شطحیات صوفیہ پر مغرور نہیں ہے۔ اُن کا وجود شریف اُس نواحی میں غنیمت ہے۔ تم نے جس حال کے حصول کی اب خبر دی ہے۔ وہ مدت دراز سے اُن میں متحقق ہے۔ مگر اُس کی کسی کو خبر نہیں تھی۔ میرے نزدیک وہ اُس ملک کے قطب ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ مولانا کی قطبیت اُس ملک کے ارباب کشف پر کیوں مخفی رہی ہے۔ میرے

نزدیک مولانا کی بزرگی آفتاب کی طرح ظاہر اور روشن ہے"۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزندوں کو بطور تعزیت لکھا تھا۔ کہ مولانا کا وجود اس زمانہ میں مسلمانوں کے لئے آیتِ رحمت تھا اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ اے اللہ اس کے فیض سے ہم کو محروم نہ رکھ۔ اور آپ کے بعد اس کو کم نہ کر۔

نیز آنحضرت نے ایک مکتوب میں آپ کو یہ لکھا تھا کہ میں نے بعض خطوط میں لکھا ہے کہ ہر صاحب منصب درویش صاحب علم ہوتا ہے۔ میری مراد اس سے قطب الاقطاب ہے۔ اور تمام ممالک کے اقطاب اس کے پابند اور مطیع بلکہ مثل اجزاء اور بمنزلہ اس کے دست و پا کے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعضوں کو علم اپنی قطبیت کا ہوتا ہے۔ اور بعضوں کو نہیں۔

تم نے لکھا تھا کہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ اب تک نہیں حاصل ہوئے۔ میں کیا کروں تم صحبت میں کم رہے ہو۔ اور اتنے دنوں نہ ٹھیر سکے کہ تمہارے احوال کے حصول کی تم کو اطلاع نہیں دی جاسکی۔ میں اب ہندوستان سے تمہاری فنا و بقا کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ اور یہ دونوں کمال تم میں پا رہا ہوں۔ حالانکہ تم اس کا انکار کر رہے ہو۔ فاصلۂ بعید درمیان میں حائل ہے۔ جب تک ظاہری ملاقات نہ ہو پوشیدہ احوال کی کیونکر اطلاع دیجا سکتی ہے۔ اولیاء اللہ نے فنا و بقا کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب رموز و اشارات میں ملبوس ہے۔ اللہ تعالیٰ احوال کا علم کیا ہر شخص کو دیتا ہے۔ صرف ایسے شخص کو دیا جاتا ہے جس کو پیشوا کر کے اس کے ذریعہ سے ایک جماعت کو مراتب کمال و تکمیل تک پہنچائے ؎

خاص کند بندۂ مصلحتِ عام را

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو عام مخلوق کی ضرورت کیلئے خصوصیت کا مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

قدسیہ۔ مولانا نے آنحضرت کی خدمت میں لکھا تھا کہ ایک مرید نے دیکھا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے شیخ احمد برکی اور اُس کے مریدوں کو قبول کر لیا ہے۔ ایک دوسرے بزرگ نے دیکھا کہ حضرت رسالت

پناہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شیخ احمد برکی مثال خربوزہ کی سی ہے +
ایک درویش نے خواب میں تین کھیت دیکھے۔ دو پختہ تھے ایک سبز تھا
اُس درویش سے کسی نے کہا کہ اِن دو پختہ مزرعوں میں سے ایک حضرت رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور دوسرا قطب وقت کا اور تیسرا سبز درمیانی جو
ہے وہ شیخ احمد برکی کا ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ اقدام سالکین ولایت میں پانچ طرح کے
ہوتے ہیں :-

(۱) جو شخص ولایت قلبی میں پہنچا ہے وہ صفات قطبیہ کو دیکھتا ہے +
(۲) جو شخص ولایت روحی میں پہنچتا ہے وہ صفات ذاتیہ کا مشاہدہ کرتا ہے +
(۳) جو شخص ولایت سر میں پہنچتا ہے وہ تجلیات ذاتیہ کا مشاہدہ کرتا ہے +
(۴) جو شخص ولایت خفی میں پہنچتا ہے تو وہاں اتصال بلا کیف در وصل
عریان کو پاتا ہے +

کرامت ایک زمانہ میں آپ کے ممالک میں حداد نے خروج کیا۔ چونکہ
اُس کو آپ کے شہر والوں سے اور آپ کی قوم سے خاصکر عداوت تھی۔ اِس لئے
اُس نے آپ کے وطن کو تاراج کرنے کا ارادہ کیا۔ لوگ سخت پریشان ہو گئے
آپ نے اُس کے شر کے خوف سے پناہ مانگنے کے خیال سے ایک عریضہ آنحضرت
کی خدمت میں لکھا۔ آنحضرت نے جواب میں تحریر کیا کہ پریشان ہونے کی ضرورت
نہیں ہے۔ تمہارا شہر اُس کے شر سے محفوظ رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اطراف
و نواحی قریہ شیخ اُس کے ہاتھ سے تباہ ہو گیا۔ مگر آپ کا وطن اس کے لوٹ مار کے
اثر سے محفوظ رہا۔ اور کوئی نقصان اُس کو نہ پہنچا +

کرامت۔ ایک مرتبہ آنحضرت نے آپ کو لکھا کہ اگر تم کو ضرورت سفر
در پیش آئے تو شیخ حسن کو اپنا نائب مقرر کرنا۔ اِس خط کے پہنچنے کے چند روز
بعد سنہ ۱۰۲۶ھ میں آپ کو سفر آخرت پیش آیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے
بھائی شیخ عثمان سفر اکبر آباد سے واپس ہو کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کی خبر وفات اُن سے بیان کی اور فاتحہ پڑھی۔ شیخ

عثمان نے بے اختیار ہو کر گریہ زاری کی اور شدتِ غم سے زمین پر تڑپنے لگے۔ لوگوں نے اُن کو روکنا چاہا آنحضرت نے فرمایا کہ مت روکو۔ آسمان اور زمین آپ کی وفات پر رو رہے ہیں۔ اگر اُن کا بھائی روتا ہے تو اس کو کیوں منع کرتے ہو۔ بعض احباب اس سے متعجب ہوئے آنحضرت نے فرمایا کہ شیخ ایسے ولی تھے کہ نہ لوگوں نے اُن کو پہچانا اور نہ شیخ نے اپنے آپ کو ولی جانا۔

شیخ یوسف بکی قدس سرہٗ

آپ آنحضرت کے خلفاء اجازت یافتہ میں سے ہیں اور صاحبِ وجد و شوق اور نالۂ و فریاد تھے پہلے آپ نے اپنے وطن کے ایک درویش سے بیعت کی تھی۔ اور توحید صوری میں فنائیت اُن سے حاصل کی تھی اسی اثنا میں آپ نے واقعہ میں دیکھا کہ اکثر اولیاء اللہ آنحضرت کی مدح و ثنا فرما رہے ہیں۔ اور آپ کو آنحضرت کی خدمت مبارک میں حاضر ہونے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے ایک عریضہ آنحضرت کی خدمت میں لکھا اور اپنے احوال اُس میں ظاہر کئے۔ آنحضرت نے اُس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ ایسے احوال اس طریق کے مبتدیوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے بلکہ ان احوال کو چھوڑ دو جب یہ جواب آپ کو ملا تو آنحضرت کے شوقِ دیدار نے آپ کے دل میں غلبہ کیا اور آپ بصد عجز و نیاز آستانۂ والا پر حاضر ہوئے اور شرفِ قبولیت سے مشرف ہوئے اور تھوڑی سی مدت میں مراتب کمال آپ کو حاصل ہوئے۔ پس آپ کو آنحضرت نے بیعت کرنے کی اجازت دیکر جالندھر کو جو سرہند کے قریب ایک مقام ہے روانہ کیا۔ چونکہ آپ کو آنحضرت کے ساتھ عشق کامل تھا۔ اس لئے رخصت کے وقت آپ کی جو حالت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ آپ اپنے جالندھر کے قیام کے زمانہ میں بہت جلدی جلدی آنحضرت کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتے تھے۔ اور آنحضرت کے فیوضات اور افادات سے بہرہ ور ہوتے تھے اور پھر واپس ہو جاتے تھے۔ اور کبھی کبھی بذریعہ خطوط اپنے احوال سے اطلاع دیتے تھے اور آنحضرت سے اُن کے جوابات پاتے تھے ایک مکتوب میں ایک مخلص کو آنحضرت نے یہ تحریر فرمایا کہ شیخ یوسف ہمارے

پاس آئے تھے۔ اور ہمارے فیوضات سے بخوبی مستفید ہوئے۔ اور حقیقت نما سے مطلع ہوئے۔ دوبارہ آنے کا وعدہ کرکے گھر کو واپس ہوگئے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ مستعد صادق الاخلاص ہیں +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں غلبۂ توحید وجودی کے زمانہ میں خیال کرتا تھا کہ اگر میں حق ہوں تو فلاں کام اس طرح سے ہونا چاہیئے۔ چنانچہ وہ کام اُسی طرح سے ہوجاتا تھا۔ اس قسم کی بہت سی عجیب و غریب باتیں ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔ جب کوئی شخص مجھ سے حاجت روائی چاہتا تو میں کہتا تھا کہ اگر میں حق ہوں تو تیری مراد پوری ہوجائیگی فوراً اُس کی مراد پوری ہوجاتی تھی۔ اس حال کو نزول ہوجاتا تو میں اپنے کو بندہ پاتا تھا۔ اور اُس وقت بالکل یہ باتیں ظاہر نہ ہوتی تھیں +

آپ نے ۱۰۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔ اور قصبۂ جالندھر میں آپ کا مزار واقع ہے +

شیخ عبد الکریم معروف بہ شیخ کریم الدین قدس سرہٗ

آپ موضع عثمان پور ضلع اٹک کے قریب باباحسن ابدال کے جو بابین لاہور اور کابل کے ہے رہنے والے تھے۔ جہاں سے کشمیر کو بھی رستہ جاتا ہے۔ آپ آنحضرت کے مشہور خلیفہ اور صاحب تصرف و کرامات تھے۔ ان ممالک میں آپ کے تصرفات مشہور ہیں۔ آپ نے اپنی ارادت کا سبب فقیر سے اس طرح بیان کیا۔ کہ میں عالم شباب میں تحصیل علوم کے لیئے لاہور آیا۔ اور علم ظاہر کے حصول میں مشغول ہوگیا۔ ایک دفعہ مجھے خیال ہوا کہ اگر میں اسی حالت میں مرجاؤں تو میں خدا سے ناواقفیت میں مرجاؤنگا۔ میں نے پڑھنا چھوڑ دیا اور اپنے وطن کو واپس ہوگیا۔ اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوگیا۔ شیخ کی طلب میرے دل میں پیدا ہوئی۔ ایک رات میں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ اس کے سامنے جمال یوسفی شرمندہ ہوتا تھا۔ اور وجاہت و وقار بدرجۂ کمال اُس سے ہویدا تھا۔ میرا خیال ہوا کہ ان بزرگ کا مرید ہوجاؤں +

اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ اب میں متحیر تھا کہ ان بزرگ کو کہاں ڈھونڈوں میں نے خیال کیا کہ جو چیز خواب میں دیکھی جاتی ہے وہ بیداری میں بھی ظاہر ہوتی ہے +

دوسری رات بھی میں نے اُنھی بزرگ کو پھر دیکھا اور اُنکی عشق سے زلیخا کی طرح بیقرار ہوگیا۔ اِسی طرح چند بار اُنھوں نے اپنے دیدار پُرانوار کو دکھا کر میرے صبر و قرار کو لوٹ لیا۔ اور دیوانہ کردیا +

اِس کے بعد چند روز تک اُن کی زیارت نہ ہوئی۔ بیقراری کا مجھ پر غلبہ ہؤا۔ ایک دوست سے جو میرا رازدار تھا یہ قرارداد کرلی کہ آج رات کو نماز تہجد کے بعد مجھ کو اشارہ کرنا میں بلا اطلاع والدین کے خداتعالٰے کی طلب میں گھر سے نکل جاؤنگا پس نماز تہجد کے وقت وہ دوست آگیا۔ اور سب گھر والے سوئے ہوئے تھے۔ میں دیوانوں کی طرح گھر سے نکل کھڑا ہؤا۔ اور ہندوستان کے رستہ کو اختیار کیا یہاں تک کہ سرہند پہنچا۔ یہاں شیخ جوہر مغفور کی خدمت میں جو کہ ایک مشہور عالم اور متقی تھے گیا اور خواہش کی کہ مجھے ایسے شیخ کا پتہ بتائے جو متشرع ہو۔ شیخ نے کہا کہ متفکر مت ہو ایسا ہی پیر ملجائیگا میں نے اُن سے رخصت ہوکر خیال کیا کہ اکبرآباد جانا چاہیئے۔ شاید اُس سرزمین پر کوئی پیر ملجائے۔ اُسی اثنا میں بازار سرہند میں ایک صوفی صاحب سے جو منشی تھے ملاقات ہوئی۔ میں نے اُن سے اپنی طلب ظاہر کی۔ اُنھوں نے مجھ سے آنحضرت کے حالات بیان کئے اور مجھ کو آپ کی مسجد و خانقاہ دکھلائی۔ میں آیا اور خانقاہ کے دروازہ کے باہر ٹھیر گیا۔ کیونکہ میری حالت ظاہری نہایت مفلسانہ تھی۔ ایک درویش نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مفلس شخص آیا ہے۔ خدمتِ عالیہ میں حاضری چاہتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اُس کو جلدی لاؤ۔ میں اندر گیا اور میری نظر آنحضرت کے دیدار پرانوار پر پڑی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ہی وہ بزرگ تھے جن کی صورت مبارک چند بار خواب میں دیکھ چکا تھا +

پس حالت ذوق و شوق اور گریہ مجھ پر طاری ہؤا اور چاہا کہ قدم مبارک پر گروں۔ حضرت نے مجھ کو بغل میں لے لیا۔ اور تھوڑی دیر سینہ مبارک سے لپٹائے رہے۔ میں نے زور اور غلبہ حال سے اپنے آپ کو چھوڑا کر حضرت کے قدموں پر گرا یا اور بہت دیر تک گریہ و زاری بے اختیار کرتا رہا۔ آنحضرت نے مجھے اُٹھایا اور حجرہ میں لے گئے اور طریقہ بتلایا میں نے عرض کیا کہ اب میرا مقصود حاصل ہوگیا حالانکہ آنحضرت کی یہ عادت تھی کہ برسوں طالب آپکی خدمت میں آمد و رفت رکھتے تھے۔ جب کہیں

آپ اُن کو مرید کرتے تھے"۔

درجہ ۱۳ - ایک دفعہ آنحضرت کا گذر آپ کے وطن میں ہوا۔ آپ کے مریدین کی ایک جماعت آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ آنحضرت اپنی نعمات باطنیہ سے ہم کو بھی کچھ عطا فرمائیں۔ آنحضرت نے آپ کو بلایا اور دریافت کیا کہ کیا تم نے اُن لوگوں کو طریق کی تعلیم دی ہے۔ آپ نے کہا کہ کچھ مجھ کو آپ کی بارگاہ سے ملاہے۔ وہ مَیں نے اُن کو پہنچایا ہے۔ اُس وقت اُن لوگوں سے آنحضرت نے فرمایا کہ شیخ کریم الدین کی زبان میری زبان ہے۔ جو کچھ انہوں نے کہا وہ مَیں نے کہا۔ پس جاؤ اور اپنے کام میں مشغول رہو۔ اور اپنے جسم اقدس کا کرتہ اُتار کر کریم الدین کو عطا فرمایا۔

قدسیہ - فقیر مؤلف سے آپ نے بیان فرمایا تھا کہ بیعت ہونے کے اڑھائی سال کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت کی مسجد میں صبح صادق سے پہلے مراقب تھا۔ یکایک غیبت پیدا ہوئی اور مَیں نے دیکھا کہ چار شخص میرے ہم صورت میرے پہلو میں بیٹھے ہیں۔ اتنے میں مجھے ہوش آیا۔ مَیں نے لاحول پڑھی۔ اور پھر مراقب ہوگیا۔ پھر وہی چاروں صورتیں میرے پاس آگئیں۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا۔ اور چوتھی بار میں نے دیکھا کہ ایک شخص نورانی سفید ریش عصا ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد کے حجرہ سے نکلے اور سلام کیا۔ مَیں نے بھی جواب دیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اپنے کو کیسا دیکھتے ہو۔ اُن کے اتنا فرماتے ہی میرا حال دگرگوں ہوگیا۔ اس کے بعد قدرے حال میں سکون ہوا۔ تو مَیں نے کہا کہ میرا حال اس وقت یہ ہے کہ میرا وطن یہاں سے دو سو کوس ہے۔ مجھ سے اس قدر نزدیک ہوگیا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ہاتھ بڑھا کر وہاں سے جو چیز چاہوں بخوبی لے سکتا ہوں۔ تمام ملک میرے متصل اور نزدیک ہوگیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ایسے صاحب وقت کو کیا کہا جاتا ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں نہیں جانتا ہوں فرمایا۔ کہ قطب کہتے ہیں۔

قدسیہ - شیخ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھ پر ایسا وقت آیا کہ اگر تمام عالم میری نظر میں آجاتے تو ایک نگاہ میں مقصود کو پہنچا دوں۔

قدسیہ - شیخ نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک بار میں حضرت سے ملنے کے لئے وطن سے روانہ ہوا۔ راہ میں فضل آباد کی سرائے میں واقعہ میں دیکھا کہ مجھ کو سلطنت کے تخت پر بٹھایا گیا ہے۔ اور سلطان وقت دست بستہ میرے سامنے کھڑا ہے میں وہاں سے روانہ ہو کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ کو خلافت مطلقہ عطا فرمائی +

آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے پہلی دفعہ مجھ کو دس شخصوں کے مرید کرنے کی اجازت دی تھی۔ دوسری مرتبہ ستر شخصوں کے مرید کرنے کی اجازت سرفراز فرمائی۔ اور تیسری مرتبہ کہ واقعہ مذکورہ میں نے دیکھا تھا۔ آنحضرت سے اُس کو بیان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ آنحضرت نے خلافت مطلقہ عنایت کی +

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو واقعہ میں دیکھا کہ آپ مجھ سے فرماتے ہیں کہ تم ہمارے مرید ہو جاؤ۔ اُس وقت آنحضرت کا خوف مجھ پر غالب ہوا۔ اور خیال ہوا کہ میں آنحضرت کا ہوں ورنہ تمنّا ہوں تو حضرت غوث الاعظم کا ہی مرید ہوں۔ میں نے سکوت کیا۔ میں اسی حالت میں ہوشیار ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد سے ایک سال تک یہ حالت رہی۔ کہ میں جس شخص کو طریقہ نقشبندیہ کی تعلیم دیتا اُسی وقت نسبت قادریہ بھی خود بخود اس کو حاصل ہو جاتی تھی +

قدسیہ - ایک روز ایک کنیز آپ کے پاس آئی اور کہا کہ فلاں بی بی نے یہ نذر کے روپے آپ کی خدمت میں بھیجے ہیں۔ آپ اُس وقت مراقب تھے۔ کنیز کی آواز سُنکر آنکھ کھولی۔ آپ کی نظر اُس کنیز پر پڑ گئی اُس کا حال دگرگوں ہو گیا دیوانہ و مستانہ وار اُس بی بی کے پاس گئی۔ بی بی عقلمند تھی معلوم کر لیا کہ شیخ کی نظر پاک نے اس کو دیوانہ بنا دیا ہے کنیز کو دیکھ کر بی بی پر بھی جذب و مستی کا اثر ہو گیا اور جذب اور مستی سے یہ حالت ہو گئی۔ کہ قریب تھا کہ بے پردہ شیخ کی خدمت میں دوڑی جائے اُس کے شوہر نے بڑی کوشش سے اُس کو روکا اور کہا کہ تجھ کو پردہ کے ساتھ آپکی خدمت میں بھیجونگا۔ جب اس واقعہ کی آپ کو اطلاع پہنچی۔ آپ نے اپنے خلیفہ شیخ جوہر کو اُس کے گھر بھیجا اُنہوں نے اُس کو مرید کیا اور اُس میں بڑا اثر پیدا ہوا +

تصرف - آپکے وطن میں ایک بزرگ عالم و فاضل مرجع روزگار شیخ عبدالغنی نامی نے آپ کو دعوت دی۔ اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اصرار

کہ مجھ کو مرید کر لیجئے ۔ آپ نے فرمایا کہ گھر کے نزدیک جو مسجد ہے اُس میں آؤ۔ اور وہاں مجھ سے بیعت کر کے تعلیم حاصل کرو۔ اُس نے کہا کہ خلوت میں مرید کیجئے آپ نے معلوم کر لیا کہ وہ لوگوں کے سامنے مرید ہونے سے شرم کر رہا ہے۔ پس فرمایا کہ مَیں خلوت میں کسی کو طریق کی تعلیم نہیں دیتا ہوں ۔ اُس نے کہا کہ اگر خلوت میں آپ مجھ کو طریق نہ بتلائیں گے تو میں اس وقت لوگوں میں باوقعت ہوں آپ کو بدنام کروں گا کہ آپ بدعتی ہیں ۔ اور لوگوں کو آپ کے پاس رجوع ہونے سے روکونگا۔ آپ پر غیرت طاری ہوئی اور فرمایا کہ تم سے جس قدر ہو سکے میری بُرائیاں کرو ۔ اور کسی طرح کی کمی نہ کرنا۔ آپ وہاں سے چلے آئے ۔ اور اُس نے اُسی روز سے آپ کی شکایتیں کرنی شروع کیں۔ چند ہی روز کے بعد اُس کا سب گھر بار برباد ہو گیا۔ اور وہ خود اور اُس کے لڑکا دو تو مر گئے ۔ اور گھر خالی پڑے رہ گئے ۔

تصرف ۔ شیخ موسےٰ شوین ایک مشائخ کے اپنے وطن میں ممتاز اور موقر درویش تھے کسی کام کے لئے آپ کے وطن آئے اور آپ کی ملاقات کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ آپ نے اُن سے پوچھا کہ تم کس سلسلہ میں مرید ہو انہوں نے کہا کہ میں شیخ عیسےٰ بلوتی کا مرید اور اُن کا خلیفہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مراقب ہو جائیے درویش صاحب مراقب ہو گئے اور آپ نے توجہ دی اور زبان سے کچھ بیان نہ کیا (آپ کی عادت تھی کہ محض توجہ اور تصرف سے طریقہ نقشبندیہ کا طالب کے دل میں القا فرماتے ۔ اور ذکر خفی کا درخت دل کے مرغزار میں تصرف باطن سے قائم جما دیتے تھے۔ کہ ایک ساعت میں مرید کا دل جوہر ذکر سے آراستہ ہو جاتا تھا) ایک لمحہ کے بعد شیخ موسےٰ نے سر اُٹھایا اور کہا کہ شیخ عیسےٰ کی نسبت میرے باطن سے زائل ہو گئی اور آپ کی نسبت میرے باطن میں قائم ہو گئی ۔

یہ کہکر وہ گھر چلے گئے اور اپنے فرزند شیخ اسحاق سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کو شیخ کی صحبت کی ترغیب دی ۔ وہ باوجود پیرزادگی کی عزوشان کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ آپ اُس وقت حجرہ کی تعمیر اپنے ہاتھ سے فرما رہے تھے۔ کیچڑ اور مٹی آپکے ہاتھ اور پاؤں کو لگی ہوئی تھی۔ اُس وقت شیخ زادہ مذکور آپ کی خدمت میں پہنچا اور سلام کیا۔ آپ نے ایک نگاہ اُس پر ڈالی اور فرمایا کہ ٹھہرو میں

ہاتھ پاؤں دھوکر تم سے مصافحہ کرتا ہوں +

اُس نے فریاد کی کہ حضرت اسی وقت آپ کے دیکھنے سے حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ کے خلیفہ جناب شیخ تاج سنبلی کی نسبت کہ سات ماہ سے میرے باطن میں جاری تھی زائل ہوگئی۔ اور آپ کی نسبت بجائے اُس کے پیدا ہوگئی۔ پھر آپ اُس کو حجرہ میں لے گئے اور اثنائے توجہ میں اس طریقہ اینقہ کا القا فرمایا۔ صرف ایک ہی توجہ میں شیخ اسحاق مست ہوگئے اُن کے منہ سے اُونٹ کی طرح کف رہا تھا بہت ہی اضطراب اور بے طاقتی اُن سے ظاہر ہوئی۔ اور بے اختیار ہوکر کودتے تھے اور حجرہ کی چھت اور درو دیوار سے اپنا سر دیوانہ وار ٹکرا رہے تھے آپ اُٹھے اور حجرہ کی زنجیر باہر سے لگادی۔ صبح سے دوپہر تک اُن کی یہی حالت رہی دوپہر کو آپ پھر حجرہ میں گئے اور اُن کو توجہ دی۔ اُس وقت ان کو افاقہ ہوا۔ پھر اُنہوں نے اپنا سر آپ کے مبارک قدموں پر رکھ دیا۔ اور کہا کہ دوات قلم منگوائیے اُس وقت آنحضرت (یعنی مجدد) قدس سرہٗ نے مجھ سے چند باتیں فرمائی ہیں میں اُن کو لکھ لوں کہ فراموش نہ ہوجائیں +

آنحضرت قدس سرہٗ نے مجھ سے فرمایا کہ احمدؐ سرہندی سے اسحاق سندی کو معلوم ہو کہ اے اسحاق تو میرا فرزند اور تمام امور خفی و جلی میں میرا خلیفہ ہے۔ میں معفو ہوں اور تو مغفور ہے اور جو تم کو وسیلہ بنائے گا وہ بھی مغفور ہے، میرے حبیب اور خلیفہ مولانا کریم اللہ بن سید میر اسلام کہدو۔ آپ نے اُن سے فرمایا کہ آنحضرت نے تم کو خلافت دیدی ہے۔ یہی تمہارے لئے کافی ہے۔ یہ فرماکر اُن کو رخصت کردیا۔ وہ اپنے گھر کو چلے گئے۔ اور لوگ بکثرت اُن کے معتقد ہوگئے +

چنانچہ اُن کے پہلے مرید میر کہ مسعود بیک بن احمد بیگخان کابلی ہیں کہ اپنے زمانہ کے عالم اور فاضل اور درویش تھے۔ لوگوں نے اُن کو بہکایا کہ شیخ اسحاق مرید شیخ عیسے بلوتی کے ہیں۔ خود کو جو وہ نقشبندی کہتے ہیں غلط ہے یہ سنکر میرک جناب اپنی مریدی پر پشیمان ہوئے اور وہ تین دن شیخ اسحاق کی خدمت میں گئے شیخ صاحب خود اُن کے گھر گئے۔ چونکہ لوگوں کا بہکانا اُن پر کافی اثر کرچکا تھا اس لئے اُنہوں نے شیخ صاحب کی تعظیم نہ کی۔ آپ فوراً واپس ہوگئے اور اُلٹے پاؤں اپنے مکان کو چلے آئے

اُسی شب بیرک مذکور نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ تشریف فرما ہیں۔ اور کبھی اتنے بڑے ہو جاتے ہیں کہ تمام زمین اور آسمان کو گھیر لیتے ہیں اور کبھی سوئی کی مثل چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ اور بیرک سے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ اے مردک تو مردانِ خدا کو نہیں پہچانتا ہے۔ مارے خوف و دہشت کے اُس کی آنکھ کھل گئی اور اسی وقت دوڑتا ہوا شیخ اسحاق کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن کے قدموں پر گر پڑا اور معافی چاہی اور عرض کیا کہ اِن حاسدوں کی جماعت کے بارہ میں جو ارشاد ہوگا اُس پر عمل کیا جائیگا۔ اِن لوگوں نے میرے جان اور ایمان کو خطرہ میں ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اسحاق نے کہا کہ اُن کو اپنے پاس سے نکال دیجئے۔ اُس نے ویسا ہی کیا۔

دوسری مرتبہ شیخ اسحاق مولانا کریم الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے مولانا نے اُن کو ذکر نفی و اثبات تبلایا۔ وہ فوراً ہی بیخود ہو گئے اور اُن میں ایسی حرارت اور سوز پیدا ہوا کہ اگر سارے دریا کا پانی اُن کو پلا دیا جاتا تو کافی نہ ہوتا۔ کوزہ پر کوزہ اُن کو پلاتے تھے۔ مگر وہ سیراب ہوتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میں جل رہا ہوں۔ پھر بہت دنوں تک وہ خاموش رہے۔ اور کلام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اِس کے بعد اُن سے اُن کا حال پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کون ہوں مرد ہوں یا عورت اور زمین پر ہوں یا آسمان پر۔

تصرف آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں نے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو میری بی بی نے کہا کہ میں آنحضرت سے مرید ہونا چاہتی ہوں۔ میں آنحضرت کے پاس گیا۔ اور سارا واقعہ عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ خلوت میں آؤ۔ میں خلوت کے وقت پھر حاضر ہوا اور اُس کی استدعا کو پیش کیا۔ آپ نے اچھا فرمایا اور مراقب ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ اس کو ہم نے تمہارے حوالہ کر دیا۔ تم ہی اس کو ذکر تبلاؤ۔ میں نے بہت کچھ اُس پر توجہ کی مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ نماز تہجد کے بعد میں ذکر کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کر رہا تھا۔ اور میری بی بی بھی نماز تہجد سے فارغ ہو کر میرے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔ میری زبان سے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نکلا۔ اس سے اس کا حال متغیر ہو گیا۔ اور جذبۂ قوی پیدا ہوا۔ اور مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپنے لگی۔ اُس زمانہ میں آپ اپنی بیوی بچوں اور مریدوں

کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں آتے ہوئے تھے۔ اور آنحضرت اُس زمانہ میں گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ کسی کو آپ کے پاس آنے جانے کی اجازت نہ تھی۔ شیخ کریم الدین اور ان کے مریدوں کو اجازت تھی +

کرامت۔ ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید بیمار ہوا۔ آپ اُس کے مکان پر تشریف لیگئے اور اُسی کے برابر دوسرے بستر پر آرام کیا تاکہ واقعہ میں اُس کی زندگی اور موت کے متعلق تحقیق فرمائیں۔ اتنے میں آپ کو غیبت ہو گئی اور آپ نے دیکھا کہ ایک لشکر سیاہ پوشوں کا ظاہر ہوا۔ شیخ نے بھی اپنے لشکر مسلح ہونے کے لئے حکم دیا دو تو لشکر آپس میں مقابل ہوئے۔ وہ بیمار مرید سب سے آگے گھوڑے کو دوڑا کر مقابلہ میں آیا اور زخمی ہو گیا۔ اور گھوڑے سے گر پڑا اور اُس کا گھوڑا دشمن کی فوج میں جا کر شامل ہو گیا آپ نیند سے بیدار ہوئے اور اُس کی زندگی سے نا اُمید ہو کر اُس کے دوستوں کو حکم دیا کہ اس کے دفن و کفن کا انتظام کریں۔ سب لوگ آپ کے اِس حکم سے متعجب ہوئے کیونکہ اُس کی بیماری ایسی زیادہ نہ تھی۔ جس سے اُس کو قریب المرگ سمجھا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت اپنی زبان سے ایسا کلام نہ فرمائیں +

اتنے میں اُس مریض کا سانس اُلٹا ہو گیا۔ بعض طالب علم منکرین اولیا بھی وہاں اُس وقت موجود تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم بھی دیکھیں گے کہ پیری اور مریدی اس آخر وقت میں کیا کام آتی ہے۔ آپ نے دعا کی کہ خداوندا اگر اس حالت نزع میں اس شخص کا ذکر جاری نہ رہا ہو تو جاری کر دے۔ ابھی آپ کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ مریض نے حالت نزع میں اللہ اللہ کہنا شروع کر دیا۔ اور وہ دوسری مرتبہ پہلی مرتبہ سے زیادہ بلند آواز سے کہتا تھا۔ اور آخری سانس اسم اللہ پر ختم ہو گیا۔ سب منکرین اُسی وقت تائب ہوئے اور آپ کے ارادت میں داخل ہوئے +

کرامت۔ آپ فرماتے ہیں کہ آخری دفعہ جب میں اپنی بیوی کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میری بیوی حاملہ تھی میں جب قصد ملازمت کیلئے روانہ ہوا۔ تو میں نے پا پیادہ احرام حاضر ہونے کے لئے باندھا تھا۔ میرے پاؤں متورم اور سراپا آبلہ ہو گئے تھے۔ میں نے بی بی کو ایک دوست کے مکان میں چھوڑ دیا اور خود تنہا آنحضرت کے پاس گیا۔ میرے قدمبوس ہوتے ہی آنحضرت نے فرمایا کہ لے

شیخ کریم الدین تمہارے پاؤں بہت زخمی ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ تم کو شفا دے۔ اور تمہاری بی بی کو بھی شفا دے اور جو اُس کے پیٹ میں ہے اُس کو بھی شفا دے حالانکہ میں نے ابھی اپنی بی بی کی بیماری کو عرض کیا تھا نہ اُس کے حاملہ ہونے کا حال بیان کیا تھا +

آپ کی وفات تیسری محرم سنہ ۱۰۲۸ھ ہجری میں ہوئی۔ اور اپنے وطن میں ہی مدفون ہوئے۔ فقط +

شیخ حسن برکی قدس سرہٗ

آپ اس راہ کے جوانمرد اور صاحب استقامت اور جامع شریعت حقیقت اور صاحب مقامات ارادات روشن اور صاحب علوم لدنیہ تھے۔ علوم ظاہری میں پوری قابلیت رکھتے تھے۔ شیخ احمد برکی کے شاگرد تھے۔ کہ جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے +

آپ آستانہ عرش نشان آنحضرت پر حاضر ہوئے اور طریقت حاصل کی اور صحبت بابرکت میں حالات و مقامات حاصل کر کے اپنے وطن مالوف کی طرف واپس ہوئے۔ اور شیخ احمد برکی کی صحبت میں مدت دراز تک عمر بسر کرتے رہے +

آنحضرت نے ایک مکتوب میں جو اُن کے استاد شیخ احمد برکی کے نام بھیجا تھا۔ تحریر فرمایا کہ شیخ حسن تمہارے ارکان دولت سے ہیں۔ اور تمہاری ملاقات کے مددگار خاص ہیں۔ اگر تم کو کوئی سفر درپیش ہو۔ تو اپنا قایم مقام شیخ حسن کو کرنا اور اُن کے لیئے خاص توجہات کی رعایت کرو۔ اور اُن کے علوم دینیہ کی تکمیل کے لئے کوشاں ہو ہندوستان کا حالیہ سفر تم دونوں کے لئے نہایت غنیمت تھا۔ رَزَقَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَاِیَّاکُمُ الْاِسْتِقَامَۃَ اللہ تعالےٰ تم کو اور ہم کو استقامت عطا فرمائے +

اِس کے کچھ دن بعد شیخ احمد برکی نے آخرت کا سفر فرمایا۔ اس کی جب آنحضرت کو خبر پہنچی تو اُن کے احباب کو لکھا کہ مرحوم کی وضع اور قطع کی رعایت رکھو اور ذکر و مراقبات میں مشغول رہو۔ آپس میں جمع ہو کر ایک دوسرے کی خبر گیری رکھو تاکہ اثرات صحبت پیدا ہوتے رہیں۔ فقیر نے پہلے ہی ایک مکتوب میں لکھا تھا کہ اگر مولانا سفر کریں تو شیخ حسن کو اپنا قایم مقام مقرر کریں۔ اس سفر سے مراد اُن کا انتقال تھا اب

میں دوبارہ پھر لکھتا ہوں۔ کہ شیخ حسن کو ہی اس کام (خلافت) کے لائق میں پاتا ہوں اس میں کسی کو شک نہیں کرنا چاہئے۔ کہ یہ کسی کا اختیاری امر نہیں ہے۔ حکم الٰہی کی اطاعت ضروری ہے۔ مولانا نے جو یہاں سے نسبت حاصل کی ہے شیخ حسن بھی اُس میں شامل تھے۔ مولانا کے دوسرے مرید اس نسبت سے اتنے مستفید نہیں جتنے کہ شیخ حسن ہیں۔ اگرچہ دوسرے صاحبوں میں کشف اور شہود پیدا ہوگیا ہے +

الحاصل آپ آنحضرت کی اجازت اور خلافت سے مسند نشین اور صاحب ارشاد ہوکر افاضۂ خلائق میں مشغول ہوئے۔ آنحضرت کی توجہاتِ غائبانہ نے ترقیاتِ مراتب آپ کو عطا فرمائے۔ رسائل اور مکتوبات آپ نے تصنیف کئے۔ جو آپ کے احوال اور مقامات کے حسن و بلندی کے شاہد ہیں۔ اور سب کے سب معارف آپ کے مکشوفات خاصہ اور شہوداتِ مختصہ سے ہیں۔ الا ماشاء اللہ +

آپ نے ایک معروضہ میں لکھا تھا کہ اس فقیر بے بضاعت کے تمام معلوم شریعت سے بالکل مطابق ہیں۔ گویا شریعت کا ہر حکم شہر مقصود تک پہنچنے کا دروازہ اور بڑی نشان کی ایک نشانی ہے۔ یہی بیت فقیر کا نصب العین ہے ؎

مابسفرے رویم عزم تماشہ کراست ما براوے روم کز ہمہ عالم وراست

آنحضرت قدس سرہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہارے معارف مقدس اور عالی ہیں۔ اُن کے مطالعہ سے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالےٰ اسی راستہ سے مقصود تک پہنچائے +

قدسیہ۔ ایک معروضہ میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک مدت تک باطن میں حیرت اس قدر غالب ہوگئی تھی کہ صوفیہ کرام کے کسی کلام سے اور ارباب اشارات کے کسی اشارہ سے اور اہل حقائق کی کسی حقیقت اور معرفت کے بیان کرنے سے کم نہ ہوتی تھی۔ بلکہ یہ سب اس کو بڑھاتی تھیں۔ اس لئے فقیر اپنے عجز کا معترف تھا اور اس عجز اور حیرت میں تمام عالم کو اپنا شریک پاتا تھا۔ مگر اس حال میں بھی خود کو عقاید اہل سنت وجماعت سے زیادہ معتقد پاتا تھا +

قدسیہ۔ ایک عریضہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ فقیر نماز تہجد پڑھتا تھا کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کے معانی ظاہر ہوئے۔ اور پردہ حیرت اٹھادیا

ٹھہر گیا۔ اور عین الیقین سے مشرف کیا گیا۔ زبان قلم اُس مقام کی حقیقت بیان کرنے سے قاصر اور سننے والے کی سمجھ اُس کے سمجھنے سے معذور ہے! اس کے بیان کے لئے لب نہیں کھل سکتے۔ عالم مثال اُس حالت کی یہی ایک مثال ہو سکتی ہے کہ جسم میں رُوح مخاطب ہے اور جسم رُوح کیلئے بمنزلہ لباس کے ہے اور رُوح کی خالق ارواح کے ساتھ بھی نسبت ہے۔ اللہ تعالےٰ ارواح کے لئے رگِ گردن سے زیادہ نزدیک ہے۔ یہ قرب مخلوق کیلئے بعد ہے۔ کیونکہ یہ قرب بیچون اور بے چگون ہے۔ جس کے ساتھ عالم کو بجز خالق و مخلوق ہونے اور صانع و مصنوع ہونے کے اور کچھ تعلق نہیں ہے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

قدسیہ ایک معروضہ میں آپنے لکھا تھا کہ نہ معلوم یہ وصل ہے یا فراق مجھ کو ذات بیچون کا فراق اس طرح حاصل ہؤا ہے کہ خود کو سب کاموں سے معطل پاتا ہوں اور خدائے تعالےٰ کے ساتھ کسی طرح کی مناسبت نہیں پاتا ہوں بجز اس کے کہ استغنا خدا تعالےٰ کی طرف سے اور احتیاج اپنی جانب سے پاتا ہوں باوجود اس کے خدا تعالیٰ سے کچھ بھی اقرب نہیں پاتا ہوں۔ حتیٰ کہ لطائف عشرہ سے بھی۔ اس لئے اس کا بُعد تو کسی طرح بھی متصوّر نہیں ہو سکتا۔ عقیدت متلاشی ہے مگر توجہ معدوم ہے یہ سبب اتباع حضرت حبیب حق علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور تربیت آنحضرت کا طفیل ہے۔ مگر ان دو واقعات روشن نے فقیر کو امیدوار برکات کر دیا ہے +

پہلا واقعہ یہ ہے کہ آپ مجھ سے فرماتے ہیں۔ کہ مَیں توفیق بھی دیتا ہوں اور ریحان حقیقی بھی +

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ آپنے مجھ سے دریافت فرمایا ہے کہ تو کیا چاہتا ہے فقیر نے کہا کہ سب چیز فقیر کو دیجئے۔ پس آپنے فقیر کا ہاتھ پکڑا اور تصرف کیا اُس سے عجیب حالت پیدا ہوئی۔ اُس وقت آپ نے فرمایا کہ تو گو اس شخص میں ایسی حالت پیدا ہوئی ہے۔ کہ ہمیشہ باقی رہیگی کبھی کم نہ ہو گی +

قدسیہ آپ نے مرض موت میں فرمایا کہ مجھے بشارت دی گئی کہ تمہارا ہر مرید بخشا ہوا ہے۔ مَیں نے اُس سے زیادہ کی درخواست کی ارشاد ہؤا کہ تمہارا ہر معتقد بخشا گیا۔ مَیں نے اور مانگا ارشاد ہؤا کہ قیامت تک جو لوگ تمہارے معتقد

ہونگے وہ مغفور ہیں +

قدسیہ۔ آپ نے تمام احباب اور اصحاب کو وصیت فرمائی کہ میں نے تمام دنیا کی تلاش کی مثل حضرت مخدوم زادگان حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم کسی کو نہیں پایا۔ تم میں سے جس کسی کو راہ خدا کی طلب پیدا ہو اُس کو چاہئے کہ ان حضرات کی خدمت میں جائے اور اُن کی ملازمت کو سعادت جانے

حقائق و معارف جو آپ نے بذریعہ رسائل و عرائض کے آنحضرت کی خدمت میں اور حضرات مخدوم زادگان عالی قدر کی خدمت میں لکھے ہیں وہ بہت ہیں فقیر نے چند کلمات اُن مکتوبات میں سے اخذ کر کے یہاں لکھ دئے ہیں۔ جن کا جواب آنحضرت نے تحریر فرمایا ہے +

قدسیہ۔ آپ کا صاحبزادہ کہ جوان قابل اور طالب صادق مستعد تھا۔ اور حضرت خواجہ محمد سعید کی خدمت میں بلا اطلاع آپ کے چلا آیا تھا آپ اُس سے بالکل ناواقف تھے وفات کے وقت آپ نے اُس کو یاد فرمایا اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ مجھ کو بشارت دی گئی ہے۔ کہ وہ حضرت مخدوم زادہ عالی قدر کی خدمت میں ہے۔ اور اب حضرت نے اس کو اجازت اور خلافت دیکر روانہ کیا ہے اور اب وہ راستہ میں ہے۔ تھوڑی دیر میں آئیگا اور میرا قائم مقام ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوُا۔ اِس کے بعد آپ نے انتقال کیا۔ اور اپنے وطن عثمان پور میں دفن ہوئے +

شیخ عبد الحیٔ شادمانی سلمہ ربہ

آپ آنحضرت قدس سرہٗ کے بہترین اور مخلص مرید تھے۔ آپ حصارِ شادمان کے رہنے والے تھے۔ جو کہ علاقہ اصفہان میں توران سے اُتر کی جانب کو ایک قلعہ ہے وہاں سے ہندوستان آئے اور شہر پٹنہ میں مقیم ہوئے۔ توفیق الٰہی آپکے شاملِ حال ہوئی اور سعادتِ ازلی نے راہنمائی کی۔ پٹنہ سے احرام باندھ کر تجرید و تفرید اور عقیدت و خلوص کے ساتھ بارگاہ آنحضرت قدس سرہٗ میں داخل ہوئے اور قبولیت سے مشرف ہوئے۔ اور عرصہ قلیل میں مقربان آنحضرت اور محرمان راز میں داخل ہوگئے۔ حضور کی اکثر خدمات آپ سے متعلق رہتی تھیں۔ اور خلوت و جلوت میں حاضر حضور

سو فور لست و ر رہتے تھے۔ جو چاہتے پوچھتے۔ اور اُس کے جواب سے مشرف ہوتے تھے۔ اسرار خاص آپ سے مختص تھے۔ حضرت صاحبزادہ عالی قدر کی اجازت سے دفتر دوم مکتوبات شریف آپ نے جمع فرمایا۔ ایک مدت تک آنحضرت کی خدمت میں مقیم رہے۔ اور اس کے بعد آپ کو خلافت عطا فرمائی اور وطن مالوف کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ عبدالحیٔ اُس مقام کا قطب ہے ❖

آپ وطن پہنچے اور مقبولیت عظیم حاصل ہوئی۔ مریدان رشید اور خلفاء اہل ارشاد آپ سے ظاہر ہوئے ❖

آنحضرت قدس سرہٗ نے صوبہ دار پٹنہ کو تحریر فرمایا کہ شیخ عبدالحی اور شیخ نور محمد کا ایک شہر میں جمع ہونا قران السعدین ہے ❖

ایک مکتوب میں شیخ نور محمد صاحب کو آپ کے متعلق اس طرح تحریر فرمایا تھا کہ تمہارے ہم شہری شیخ عبدالحی تمہارے پڑوس میں آئے ہیں علوم اور معارف غیبیہ کا وہ ایک نسخہ ہیں۔ اس راہ کی ضروری چیزیں اُن کے پاس امانت ہیں۔ یاران نو وارد کے لئے اُن کی ملاقات غنیمت ہے۔ کہ نو آمدہ ہیں۔ اور نئی چیزیں لائے ہیں۔ وہ صاحب فنا و بقا اور جذبہ و سلوک میں صاحب نصیب ہیں۔ بلکہ ان چیزوں میں اُن کو گذر گاہ حاصل ہے۔ مکتوبات کے اکثر معارف نایاب اُن کے گوش زدہ ہیں۔ اور اکثر چیزوں کو انھوں نے استفسار کر کے محفوظ کر لیا ہے۔ تم کلامہٗ ❖

آپ کا طریق موجودہ مال کو خرچ کر دینا اور اصحاب کے ساتھ طعام کھانا کہ اہل عشرت اور فقیری کی یہی روش ہے ❖

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ابتدائے زمانہ میں جبکہ میں پٹنہ میں تھا اور آنحضرت کی ملازمت سے مشرف ہوا تھا۔ ایک واقعہ میں دیکھا کہ ایک قلعہ میں میں سیر کر رہا ہوں۔ کہ لوگوں کی ایک جماعت نمودار ہوئی۔ میں نے اُن سے چھپنا چاہا انہوں نے دوڑ کر مجھ کو پکڑ لیا۔ اور باندھ لیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون لوگ ہیں تو کہا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کبار رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین تشریف لائے ہیں۔ پھر وہ لوگ مجھے کو باندھ کر قلعہ سے باہر لائے اور آنحضرت کی خدمت میں لیگئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے آپکی خدمت میں میری سفارش کی اور مجھ کو ٹی

دلوائی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میں ہمراہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام جارہا ہوں مجھ کو حضرت نے مہربانی سے بلوایا اور فرمایا کہ فلاں کام بغیر تمہارے سد ہر نہیں سکتا تم وہاں جاؤ میں سب لوگوں کے ساتھ ہوا پر اُڑ کر جاتا ہوں +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے مجھ کو جب پٹنہ روانہ کیا تو فرمایا کہ شیخ حمید بنگالی کی طرف سے میں دلجمع نہیں ہوں تم ایک دفعہ ان کے پاس ضرور جانا۔ میں متحیر تھا کہ منگل کوٹ کو کس طرح سے جانا ہوگا۔ اتفاقاً ایک ضرورت ایسی پیش آئی کہ وہاں جانا پڑا۔ میں شیخ کی خدمت میں روانہ ہوا اور سوچتا جاتا تھا کہ شیخ اپنے وقت کا عالم اور مشہور درویش اور مرجع روزگار ہے۔ میری تعلیم اُن کو کیا مفید ہوگی مگر یہ بھی خیال ہوا کہ آنحضرت کا ارشاد بغیر مصلحت کے نہیں ہوسکتا۔ الحاصل میں شیخ سے ملا شیخ نے میری بہت تعظیم کی اور فرمایا کہ آنحضرت نے اور دوسرے بزرگوں نے لکھا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی محبت اس رستہ کے لئے ضروری ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جس دل میں محبت خدا تعالےٰ سما جائے اس میں کسی اور کی محبت کی گنجائش نہیں ہوسکتی میں نے کہا کہ محبت آنسرور عین محبت حق ہے آیۂ کریمہ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ترجمہ جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی اس پر شاہد ہے +

شیخ میرے اس کلام سے بہت نادم ہوئے اور اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آنحضرت کا فرمانا کہ میں شیخ حمید کی طرف سے دلجمع نہیں ہوں۔ اور مجھ کو شیخ کی ملاقات کے لئے حکم دینا اسی شبہ کے رفع کرنے کے لئے تھا۔ تم کلامہٗ

آپ نے سنہ ۱۰۵۰ھ ایکہزار پچاس ہجری میں زیارت حرمین کا ارادہ کیا اور پٹنہ سے بغرض زیارت مزار پُرانوار آنحضرت اور ملازمت حضرات مخدوم زادگان سرہند آئے اور وہاں سے حرمین روانہ ہوگئے۔ ہر قدم آپ کا توکل کے ساتھ اُٹھتا تھا۔ اس ملک میں آپ بہت مقبول ہوئے۔ اور سُنا گیا ہے کہ آپ بعد ادا حج کے عازم وطن ہوئے۔ اور جہاز پر سوار ہوئے کئی روز تک جہاز اپنی جگہ سے نہ ہل سکا۔ سب لوگ حیران اور پریشان تھے۔ آخر کار آپ نے فرمایا کہ سب

احباب روانہ ہو جائیں اور میں جہاز کے نیچے اتر جاتا ہوں۔ میں ایک سفر حج اور کروں گا۔ ابھی مجھ کو روانگی کی اجازت نہیں ہوئی ہے۔ آپ کا جہاز سے اترنا تھا کہ جہاز چل پڑا۔ کہتے ہیں کہ آپ کا توقف باشارۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھا۔ آپ کی عمر شریف حج کو روانگی کے وقت ساٹھ کے قریب تھی سلمہُ اللہُ وَابقاہُ ۔

خواجہ محمد ہاشم کشمی برہانپوری قدس سرہٗ

آپ آنحضرت کے مقبول اور منظور خاص مریدوں میں سے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد سب بدخشاں کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد خواجہ قاسم درویش اور عالم مشہور اور مرزا شاہرخ شاہ ملک بدخشاں کے بادشاہ تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے آباؤ اجداد سلسلۂ کبرویہ کے خلفاء تھے اور میں نے بھی زمانۂ طفولیت میں اسی خاندان کے بعض درویشوں کی زیارت کی ہے لیکن عنفوان شباب سے میری فطرت اور طبیعت کو اشارات وبشارات دل اولیا اللہ سلسلۂ خواجگان نقشبندیہ سے رغبت تھی لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ کون سے بزرگ میری دستگیری کرینگے اور نعمات سلسلۂ نقشبندیہ سے کون سے پیر اپنے کرم سے مجھ کو بہرہ ور کرینگے۔ یہ فکر دن بہ دن مجھ پر غلبہ کرتی گئی اور اس حالت میں اکثر میری زبان سے نکلتا تھا کہ گھوڑے پر زین کس دو کہ مجھ کو عازم ہندوستان ہونا چاہیئے۔ ان روانگی کی باتوں اور اس رنج کی کمی کے بعد شیخ کو ایک تقریب ایسی پیش آئی کہ ملک ہندوستان کا مجبوراً سفر کرنا پڑا قیام ہند کے زمانہ میں ایک سال گزرنے کے بعد ایک محفل میں شب کو اولیاء سابقین کے تصرفات وحالات کا ذکر ہوا میرے شکستہ دل میں خیال گذرا کہ کیا ایسے لوگ پہلے ہی زمانہ میں گذرے ہیں۔ اور اب نہیں ہیں۔ یا اب بھی ہیں مگر ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی صاحب دل مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اٹھو فلاں بزرگ فلاں مقام پر اہل دل کی مجلس میں بیٹھے ہیں۔ تم کو بلا رہے ہیں۔ جلد وہاں جاؤ۔ میں اسی پتہ سے روانہ ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ ارباب صفا کی

صورت میں ایک اونچے چبوترہ پر مراقب بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے مریدین ان سے کسیقدر پیچھے مراقب ہیں۔ ان بزرگ صاحب نے مراقبہ سے فارغ ہو کر بلایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ سورہ اِذَا جَاءَ پڑھو۔ کیونکہ وہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے۔ میں اس سورہ کو پڑھ رہا تھا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے اس آیت کے مضمون اور اس کے سبب نزول سے اپنے دل کو تسلی دی اور شاہراہ توبہ کو اختیار کیا۔ اسی خواب کے چند روز بعد میں برہانپور گیا اور حضرت مرشد وقت میر محمد نعمان سے ملا۔ وہ اس شہر کے طریقہ نقشبندیہ کے خلیفہ اور مسند نشین ارشاد و ہدایت اور قلوب طالبان کو کھینچنے والے تھے۔ میں ایک مدت تک ان کی خدمت میں رہا یہاں تک کہ سنہ ۱۰۳۱ھ ایکہزار اکتیس ہجری میں آنحضرت قدس سرہٗ نے مجھ کو سرہند بلایا اور باجازت حضرت میر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور تقریباً دو سال تک سفر و حضر اور خلوت و جلوت میں آپ کے ہمراہ رہا۔ فقیر نے اس تھوڑی سی مدت میں جس قدر فوائد اور انوار اس آفتاب عالمتاب سے حاصل کئے ان کی تشریح بیان سے مستغنی ہے۔ انتہیٰ ؁

اس میں شک نہیں ہے کہ آپ نے آنحضرت کی توجہ اور قوت تصرف کی برکت سے تھوڑی سی مدت میں احوال باطن اور مقامات معنوی اور حالات عجیبہ اور کمالات غریبہ حاصل فرمائے اور حضرت کے الطاف کثیر اور محبت کے مورد بنے ؁

آپ آنحضرت کے محرم اسرار اور خلوتیان راز سے تھے اور آنحضرت کے ارشاد سے برہانپور میں قیام اختیار کیا اور مکتوبات شریف کی جلد سوم کو جمع فرمایا۔ آپ کی صحبت نہایت مؤثر تھی۔ وہاں کے باشندے مور و ملخ کی طرح سے آپ کے شمع رُخ کے پروانہ تھے۔ فقراء اور امراء سب خاص و عام میں آپ مقبول اور سب آپ کے معتقد تھے۔ اُس ملک کے آپ قطب مدار تھے۔ یہ بات آنحضرت کے نفس نفیس کی برکت سے آپ کو حاصل تھی جس کی تصریح آنحضرت نے ایک مکتوب میں آپ کے عرضداشت کے جواب میں فرمائی ہے کہ تمہاری کتاب کے مطالعہ کے وقت تمہاری سلسلہ کی نورانیت اُس ملک

میں بہت پھیلی ہوئی نظر آئی۔ اس نے تمہارے متعلق مجھ کو امیدوار بنایا ہے میں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان بجالایا +

کہتے ہیں کہ آپ ایک روز بزمانہ ہدایت وارشاد برہانپور میں گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں کو جا رہے تھے اور بہت سے امراء و حکام آپ کے جلو میں ہمراہ تھے۔ لوگوں کا زیادہ ہجوم دیکھ کر آپ نے انکسار کیا اور فرمایا کہ میں کیا اور میری لیاقت و قابلیت کیا یہ سب آنحضرت کے ایک کلمہ کا ظہور ہے۔ جو آپ نے میرے بارہ میں ارشاد فرمایا تھا۔ وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ لاہور میں میں اور دوسرے اکابر آپ کی سواری کے جلو میں ہمراہ جا رہے تھے۔ میں اس ہجوم میں کیچڑ میں گر پڑا آنحضرت نے براہ شفقت فرمایا کہ اے خواجہ بہت جلد تو گھوڑے پہ سوار ہو گا اور اکابر و امراء تیری سواری کے جلو میں ہونگے +

آنحضرت نے آپ کے متعلق بہت کچھ بشارتیں دی ہیں۔ چنانچہ مکاتیب شریف جلد سوم مکتوب (۸۲) میں جو بنام حضرات مخدوم زادگان صادر ہوا ہے اس میں سلطان حقیقی کے پاس آپ کی مقبولیت کو ظاہر فرمایا ہے کہ یار ثالث کی طرف سے طبیعت متفکر ہے۔ کہ اس کو ابھی قبول نہیں کیا گیا ہے۔ کاشکے پادشاہی خدام میں اس کو بھی قبول فرمالیا جائے اس مکتوب کے کچھ دن بعد تحریر فرمایا۔ کہ تمہارے ساتھ اس میرے یار کو بھی انہی خصوصیات کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔ پس لفظ یار ثالث سے آپ ہی مراد ہیں +

نیز ایک مکتوب میں حضرات مخدوم زادگان کو سید اولین وآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنا +

نیز مکتوبات شریف کے جلد ثالث کے ایک مکتوب میں جو حضرات مخدومزادگان کے نام نامی پر صادر ہوا ہے۔ اور اس میں آنحضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار پاک سے مشرف ہونے اور آپ کو خلافت نامہ سرفراز ہونے کا ذکر ہے +

اور یہ بھی لکھا ہے کہ میرے یک جمعت مریدوں میں سے ایک صاحب اس معاملہ میں شریک ہیں +

ایسا سنا گیا ہے کہ مراد اس باریک جہت سے جو حضرت ایشاں قدس سرہٗ اور آنحضرت علیہ السلام کے درمیان ہے وہ آپ ہی تھے۔

درجہ۔ آپ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت قدس سرہٗ بموجب آیہ شریف (وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے پروردگار کی نعمتوں کو بیان کرو) عنایات خداوندی کا جو آپ کے خصوصیات و درجات حشر و نشر سے متعلق تھے بیان فرما رہے تھے میں نے آنحضرت کی مہربانی پاکر سوال کیا کہ یہ مسکین اس مجمع میں کس خدمت سے سرفرازی اور کس مرتبہ کی عزت پائیگا۔ آپ نے فرمایا کہ تو ہماری مجلس کا میر تزک ہوگا۔ آنحضرت سے مفارقت کے زمانہ میں آپ اپنے احوال و مقامات بذریعہ خطوط کے عرض کیا کرتے تھے۔ یہاں صرف ایک مکتوب کے بیان پر جس میں آپ کی علو حال و کمال کا تذکرہ ہے اکتفا کیا جاتا ہے۔

مکتوب۔ بندۂ مہجور آوارۂ دیار برہانپوری محمد الہاشم کشمی اس بارگاہ قطب پناہ کے خدام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں اس آستانہ کے خدام کی توجہ عالی کی برکت سے بخیر و عافیت برہانپور پہنچ گیا! اور جناب سیدی مرشدی کی ملازمت سے مشرف ہوا اور حضرت کے غلام زادوں یعنی اپنے بچوں کو تندرست پایا محرومی بارگاہ سے جو داغ گذاری میرے دل پہ ہے اور نصیبہ کا پاؤں دلدل میں پھنسا ہوا ہے کی قوت سے اس کا بیان کون سے قلم کی زبان سے ادا کیا جاسکتا ہے ؎

اے جان جہاں آئینہ گیر بدست
خود گوئے کہ بے تو زندگانی چون ست

ترجمہ۔ اے جان جہاں ہاتھ میں آئینہ لے کر فرمائیے کہ بغیر آپ کے ہماری زندگی کس حالت میں ہے۔

البتہ آپ کی نسیم توجہ و تصرف اس غبار بہرہ راہ افتادہ کو اس آستانۂ پاک پر پھر پہنچا سکتی ہے ؎

مرا کشندہ وطنابم بگردن انداز ند
کشاں کشاں چو سگانم بکوے یار برند

شکایت کی کوئی انتہا نہیں اور خود کردہ کا کوئی علاج نہیں اس درد و غم کے اظہار

سے درہم برہم ہوں کیونکہ آنحضرت نے بوقت رخصت بتاکید تمام اس غلام سے فرمایا تھا کہ مفارقت صوری کے زمانہ میں جو حالات گذریں اس کی اطلاع ہم کو دیتے رہنا۔ لہذا بہ تعمیل ارشاد عالی جرائت کی جاتی ہے +

قبلہ گاہا کسیقدر وہ حالات جو حضوری میں بیان کر چکا ہوں پھر ملاحظہ اقدس واعلیٰ میں جو حالات عرض کرنے کے قابل ہیں ان کے منجملہ اجمالاً کیفیت عرض کرتا ہوں کہ توجہ والا سے فنا یہانتک ہو گئی ہے کہ وجود اور اس کے توابع اپنی اصل سے واصل ہو گئے۔ اور احکام عدمیہ میں مل گئے۔ اور عین واثر پورے طور سے زائل ہو گئے اپنے کو نہیں پاتا ہوں مگر ایک ثبوت کہ جس پر کارخانہ عدم برپا ہے۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ وہ کمالات جو اصل سے مل چکے تھے ثبوت مذکور سے متعلق ہیں۔ فقیر نے جب یہ حالات پہلے عرض کئے تھے تو ارشاد ہوا تھا کہ ظہور بقائے خاص کے یہ آثار ہیں۔ اس کے بعد سے فقیر کبھی اپنے کو عدم صرف پاتا تھا۔ اور کمالات مذکورہ کو اصل سے قائم دیکھتا تھا۔ اور کبھی اُس ثبوت کو اپنی حقیقت اور کمالات کو اُس سے قائم پاتا تھا۔ عین فنا میں باقی اور عین بقا میں فانی تھا یہانتک کہ ایک روز ایسا معلوم ہوا کہ فی الحقیقت وہ ثبوت نمود وجود حق ہے۔ پھر اس کو بھی اصل کے سپرد کر دیا۔ اور عکس و شخص میں فرق مفقود تھا۔ بخلاف اس کے جو آئینۂ ظاہری میں منعکس ہوتا ہے۔ اس لئے سوائے ہستی صرفہ کے اور کچھ ظاہر نہ ہوا۔ فدوی نے جب حضرۃ کی خدمت میں عرض کیا تھا تو ارشاد ہوا تھا کہ اب دائرہ نفی جو امکان سے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اس پر خدا کا شکر ہے اس کے بعد معاملۂ اثبات کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو کہ وجوب سے متعلق ہے +

یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ یہ دائرہ نفی جو تم کو حاصل ہوا ہے بسبب تمہاری استعداد کے مناسبت کے ولایت ابراہیمی علیہ السلام سے ہے (حضرت ابراہیم اور ہمارے نبی پر صلوٰۃ اور سلام ہو) کیونکہ کارخانہ نفی اور انتقاد کے رئیس بعد اس ولایت علیا کے سر حلقۂ ابراہیم خلیل الرحمن علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ فقیر نے بھی اس کے بعد ایک واقعہ میں دیکھا تھا کہ آنحضرت نے حضرت مخدوم زادہ عالی مرتبہ خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ کو اور اس فقیر کو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

کے قدم محترم پر ڈال دیا ہے اور حضرت نے بڑی نوازش سے فقیر کو آغوش میں لیکر رخصت فرما دیا۔ انتہٰی +

اسی زمانہ میں ایک اور واقعہ بھی عرض کیا تھا کہ آنحضرت بندہ سے ارشاد فرما رہے ہیں ذکر نفی و اثبات سے گذر کر اثبات محض سے متعلق ہو گیا ہے۔ اس کو سماعت فرما کر مجھ کو ذکر نفی و اثبات سے منع فرمایا۔ اور ذکر اسم ذات کے لئے اپنی توجہ کے تصرفات سے حکم دیا تھا اس کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ معاملہ نفی میں ایک اور باریک دقیقہ رہ گیا ہے۔ وہ بھی ظاہر ہو جانا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح کہ عدم کمالات وجودیہ کے عکوس کا آئینہ ہے اور اس عکس کو بوقت فنا اس کی اصل میں واصل کر دیا۔ اسی طرح وجود کو صور وہمیہ اور احکام عدمیہ کا آئینہ سمجھو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ سوای اپنی ذات اور اپنے کمالات کے اور کچھ نہیں دیکھتا ہے۔ لیکن احکام عدمیہ کو اسی آئینہ وجود میں ملاحظہ فرماتا ہے اس باریک نقطہ پر غور کرو اور حاصل کرو۔ اور ان احکام کو عدم صرف کے حوالہ کر کے آئینہ وجود کو صاف بین جانو آنجناب پیشوائے اہل ارشاد کی عنایت سے یہ دولت عظمیٰ بھی نصیب ہوئی اور سلوک کی سیر کارخانہ فنائے اتم میں پہنچ گئی اور بقا بھی بقدر اس فنا کے جلوہ گر ہوئی۔ نیز پیر دستگیر کی توجہ خاص کی برکت سے اس اسم جزئی میں جو کہ مرتبہ وجوب میں مبداء تعین اس فقیر کا ہے بقا حاصل ہوئی اور اپنے کو جو کہ نابود ہے۔ اس ثبوت کے ساتھ عدم متقید پایا اور اس اسم کے ساتھ قائم پایا تعجب کی یہ بات ہے کہ باوجود ان سب کے اس اسم کے اندا کا موڈ نہ تھا۔ اپنے تعین مخص کو الحاق تشخصات پایا۔ بجز اس کے کہ اس اسم کی ان وہمی صورتوں میں سے جو کہ ظاہر ہوئی ہیں۔ خود کو بھی ایک صورت پایا۔ جیسے کہ جبرئیل امین وحیہ کلبی کی صورت میں نمودار ہوتے تھے۔ اسی طرح قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ اپنی بابت میں ارشاد فرماتا ہے کہ وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی کہ اس کے لئے اعلےٰ امثل یعنی صورت ہے ؎

ہست بے صورت جناب قدس ذات لیک در ہر صورتے جلوہ نمود

اس وقت شیخ عطار رحمۃ اللہ تعالےٰ ان کی قبر کو معطر کرے) کی اس بیت کے معنی

اُن ابو الوقت دو عالم سے دریافت کئے سے

نیافت او فقرِ کل تو رنج کم بر کہ بینی کرشاہے چوں پیمبرؐ

فقرِ کل کے یہ معنی ہیں کہ امکان اور عدم کے کلیۃً تمام آثار مٹ جائیں جب یہ بات حاصل ہو جائے تو گویا فقرِ کل میسر ہو گیا۔ پس سردارِ فقراء سلطان انبیاء (علیہم من الصلوۃ اکملہا و من التسلیمات اتمہا) کو فقرِ کل کیوں حاصل نہ ہوا جبکہ آپ کے آستانۂ پاک کے خاکروب آپ کے طفیل میں اس نعمت کے ریزوں سے بخوبی بہرہ ور ہیں۔

اس کا آنجناب نے جو کہ درویشوں کی مشکلات کے حلال ہیں۔ یہ جواب عنایت فرمایا کہ مرادِ شیخ کی فقرِ کل سے یہ ہے کہ تمیز بتعین وجودی باقی نہ رہے یعنی تعین محمد صرف حضرت ذات کا تمیز علمی ہے۔ اس لئے جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کمال اولوالعزمی اور شوق بیحد سے فقرِ اتم چاہا ہے تاکہ وہ تمیز بھی اٹھ جائے جو کہ محال و مشکل تھا۔ اس اسرارِ بلند کے عارفین اس کو بخوبی جانتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے شیخ عطار کا یہ کہنا کہ آپ فقرِ کل کے خواہاں تھے درست ہو سکتا ہے نیز مذکورۂ بالا الحاق کے چند روز بعد اس غلام سے آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ہم تم کو تمہارے مبداء تعین سے اپنے مبداء تعین میں لے آئے ہیں اور معلوم ہو گیا کہ اس میں تمہیں بقا بھی میسر ہوئی ہے اس کے بعد آپ نے خلعت کے حصول کا بھی مژدہ دیا تھا اور فقیر نے اس معرفت کا جو مطلب سمجھا تھا وہ بھی عرض کیا تھا۔ نیز اس نسبت سے جس کو ملازمت سے تعبیر کرتے ہیں اور وہ آنحضرت کی ولایت کے خصائص سے تھی عنایت کی اور تمکین کے راستہ سے اس عاشق دل افگار کے جراحت پر چھڑکی تھی۔ اس زمانہ میں جو کچھ حالات فقیر پر گذرے تھے فقیر نے عرض کئے تھے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ ہم کو اشارہ ہوا ہے کہ ہمارے مبداء تعین میں کہ یہ نسبت جس کے خصائص میں سے ہے تم کو فنا اور بقا حاصل ہوئی۔ پھر از راہ بندہ نوازی ارشاد فرمایا تھا کہ اگرچہ اور لوگ برسوں ہماری خانقاہ میں رہے اور محنتیں کیں مگر فلاں شخص محبتِ خاص کی وجہ سے ہماری خاص نسبتوں سے بہرہ ور ہوا اس کے بعد فرمایا کہ اب تم نزول کی طرف کو رُخ کرو۔ اس کے کچھ دن بعد فقیر کو رخصت فرمایا اور ارشاد ہوا کہ نزول تم کو بخوبی ہو گیا۔ اور ترقی بھی حاصل ہوئی۔ مگر اس وقت ہماری نظرِ کشفی

ہیں اور کوئی خصوصیت نہیں معلوم ہوتی ہے۔ اے قبلۂ دو جہان اور اے کعبۂ ایمان وامان اللہ تعالےٰ آپ کی برکتیں مخلوق کے شامل حال رکھے دل مضطر کی تمنا یہ ہے کہ وہ جزئی کلی ہیں بلکہ اس کل کے مرکز یعنی ملاحت میں محو ہو جائے اور وہ محو اپنے خصوصیات میں پہنچ لئے اور اصل الاصل سے بہرہ ور کرے۔ اجمیر شریف میں آپ نے فقیر کو اس دولت کے حصول کی بشارت دی تھی اور اس کو فضل محض پر حوالہ فرمایا تھا۔ اگرچہ نسبت خلّت یعنی صباحت سے فقیر آپ کی طفیل میں بہرہ ور ہو گیا ہے۔ مگر دل مجروح نمک ملاحت کا ملتجی ہے ؎

از زلف تو آشفتگی بر سرِ ماست　　کارِ آشوب جنوں میر نصیحت گرِ ماست

ترجمہ۔ تمہاری زلف سے ہماری آشفتگی ہے جنون کی بیماری خود بڑی نصیحت کرنے والی ہے ؎

شورے ز ملاحت تو بیچیدہ بدل　　کز وے ہمہ روز محشر برپاست

ترجمہ۔ تمہاری ملاحت کا نمک میرے دل پر چھڑکا ہوا ہے۔ جو ہر روز محشر برپا کر رہا ہے +

بعض علوم جو ان ایام میں افاضہ ہوتے ہیں اگر کسی اور وقت یاد آئے تو عرض کروں گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیر کا رُخ ظاہر کی طرف کم ہے اور عالم کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ باوجودیکہ آنحضرت کا ارشاد مریدوں کو ذکر سکھانے اور تعلیم دینے کے لئے ہوا ہے۔ مگر عالم کی طرف توجہ ہونے سے اپنے کو اس خدمت کے لائق نہیں پاتا ہوں۔ اب موجودہ نسبت میں گویا اس حدیث کا ایک راز ہے سِرّ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئًا وَالْاٰنَ کَمَا کَانَ اللہ تعالےٰ ہی تھا اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے عین بقا میں فانی اور عینِ فنا میں باقی ہے +

حضرت قدوۃ اولیا خواجہ محمد پارسا کے ایک رسالہ میں جو کمالات قدسی آیات غوث العارفین خواجہ بہاؤ الحق والدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مقتبس ہے یہ عبارت نظر آئی کہ عارف کا معاملہ جب بیان تک پہنچ جائے کہ عین فنا میں باقی اور عین بقا میں فانی ہو جائے تو جس وقت کہ وہ عین فنا میں باقی ہوئی تو اس کی یہ

بقا، بقاء علمی ہو گی۔ اور حضرت نے اسی حالت کی بابت کہ عین فنا میں باقی ہو کوئی توضیح نہیں کی ہے کہ آیا وہ بقا علمی ہے یا کیا بات ہے۔ فقیر اس کے لئے متردد تھا کہ اس کو کیوں نہیں بیان فرمایا گیا۔ بالآخر یہ معلوم ہوا کہ جب سالک عین بقا میں فانی ہوا تو اس کے علم میں فنا کی گنجایش تھی کیونکہ معاملہ مبنی بر بقا تھا اور بقا میں علم رہتا ہے۔ مگر جب عین فنا میں باقی ہوا تو علم بقا کا نہیں ہو سکتا کیونکہ علم ایسی حالت میں مفقود ہو جاتا ہے کہ وہ مبنی بر فنا ہے۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ علم فنا کے معاملہ کا مدارک ہے یعنی جس علم کے ذریعہ سے عارف نسبت فنا سے مطلع ہوا وہ ایک پرتو ہے اس نور کا اور وہ علم جو کمالات بقائیہ سے متعلق ہے گویا اشتباک کی جاسوسی کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ علم لسان الحاقی ہو جائے بلکہ وہ اپنے مرتبہ میں ثابت ہے کہ وہ علم واجب تعالےٰ ہے اور وہاں سے اس معاملہ پر نظر انداز ہے جس طرح کہ آفتاب کا پرتو گھر کے سوراخ سے گھر میں پڑتا ہے اور اس کے وہاں کے احوال معلوم ہوتے ہیں مگر وہ نور خورشید جو اسی طرح سے اپنی جگہ پر قائم اور موجود ہے میں اس سے زیادہ کیا لکھ سکتا ہوں البتہ آپ کے علم باطن کے افاضہ سے۔ خدا تو میرے علم کو زیادہ کر۔ آج کل نسبت کا ظہور دو طرح سے ہو رہا ہے کبھی تو ذکر اور فکر اور توجہ اور نگرانی اور طاعت سے پاتا ہوں کہ ان ذرائع سے ایک راہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ اور کبھی بلا ان اسباب اور ذرائع کے خود بخود بڑی شان کے ساتھ ظہور کرتی ہے اور میں اس میں بتمامہ محو ہو جاتا ہوں۔ وہ نسبت خود میں اور اپنی اصل میں مشغول کر لیتی ہے یہ طریقہ پر نسبت اول کے زیادہ لطیف ہے۔ اور سیر مرادی اور محبوبی اور سیر معشوقی اس کو کہتے ہیں ایک رات اس شہر کے ایک باغ میں تنہا رات میں نے بسر کی اس شب میں صفت کلام سے ایسا فیضان ہوا کہ بجز ملاقات کے بیان میں نہیں آ سکتی یہ تمام برکات حضور والا کے نیم نگاہ کے فیضان ہیں۔ ورنہ اس نالائق پست ہمت کو اس گفت گو سے کیا مناسبت ہے

ما چو شطرنجیم اندر برد و مات   برد و مات ما زتست اے خوش صفات

ترجمہ۔ ہم ہار اور جیت کے معاملہ میں مثل شطرنج کے ہیں ہماری ہار اور جیت

آپ کے ہاتھ میں ہے +

اب فقیر کی بھی تمنا ہے کہ اس غلام اور سگِ آستانہ کو اپنے آستانہ پر بلالیں اب اس فقیر کی بھی التجا ہے کہ اس کو حضرت اپنی مرضی کا پابند کر لیں اور آپ کے آستانہ کے اس بھوکے کتا کو پھر آستانہ پر بلالیں ے

الٰہی بآں سرو نازم رساں — بآں دلبرے دل نوازم رساں
سرم را بود منزلِ آں آستاں — بہ سر منزلِ خویش بازم رساں

آپ فضائل صوری اور علوم متعارفہ کی تحصیلِ کامل اور زبردست قابلیت رکھتے تھے اور خوش آواز شیریں کلام نیک خلق اور متواضع تھے۔ رنگین حکائتیں نازنین اداؤں سے بیان کیا کرتے تھے۔ سوز و گداز آپ کی تقریر و تحریر سے ہویدا تھا جو کچھ آپ سے ظاہر ہوتا وہ ہمہ تن سب حال اور ذوق ہوتا تھا۔ قال صرف سے اس کو کچھ تعلق نہ تھا۔ بیخودی اور فروزنگی آپ کے دیدار سے روشن اور نمودار تھی۔ تاریخ اور ادب میں آپ یدِ طوبیٰ رکھتے تھے +

آپ کے اشعارِ دلفریب اور ابیات جاں نشین اور دیوان دل آویز اور مثنویات جاں خراش اور لطیف رسالے مشہور خلائق ہیں۔ آپ کے بعض اشعار اس موقعہ پر نقل کئے جاتے ہیں۔ غزل

ہست نازِ دلبرم با جان مجنوں آشنا — تارِ جاں من بود با تارِ قانون آشنا
گر نہ بیگانہ ہوش آشنا شو با کسے — گز درون بیگانہ خلق ست و بیرون آشنا
کے شناسی مردمی چوں مردمان چشم من — تا نہ گردی ز ہجوم گریہ با خون آشنا
خال آں لبِ بدیدہ کے عقل ہا ماند بجاے — باچناں مے چوں شود زیں گونہ افسون آشنا
ریش دل نا سو شد زاں گیسوانِ شکیار — زخم ایں قنعی نہ ماند بہ فسوں آشنا
پے برو بکار گردوں از ہلال و ماہ و سلخ — ہر کہ باشد با فریب لعل و ازوں آشنا
شہد دانش را بتلخیہائے نادانی دہد — گر بود صفرائے ہاشم با نشد اطوں آشنا

آپ نے یہ چند اشعار آنحضرت کی تعریف میں بطور مثنوی نظم کئے ہیں **مثنوی**

ز لبہائے راتمنائے شکر شد — بدیں سودا سمے ہر بام و در شد
بدکان شکر ریزے بنا گاہ — رسید از بعد حسرت ہائے جانکاہ

به پیر آموزم کان لحظه برخواست | کز آشوب سفر سازد نفس راست
نکرده کام شیرین از غنا کام | بنام عنکبوتش کرده آرام
بتان خواجه پرواز از جگر ریش | بسر می دو دست از ماتم خویش
من اکنون از دو بال بی نوایم | بقید افتاده بی دست و پایم
که از دست عدم سودای شکر | به دکان وجودم گشته رهبر
مشامم بوی آن شکر ندیده | جهان در دام حیرانم کشیده
شکر خا طوطیم در خویش محبوس | ز هندوستان شکر مانده مایوس
چه خواهد شد اگر آیندم زمانی | درین دکان از آن قندم چشانی
چون یاد آرم شکر غلطیدن از نیش | زنم بر چوب آهن سینهٔ ریش
کنون چون فکر هندوستان افتاد | مرا عود جگر در مجمر افتاد
که آن قندی که شیرینی ز جانست | کنون در خطهٔ هندوستانست
یکی زین تنگ شکرهای نیرنگ | سرایم کز شکیب آمد دلم تنگ
الا سوداییان شهریست در هند | که اندر پای او بنهاده سر هند
سوادش زلف و رخسار فتوح است | غبارش طوطیای چشم روح است
ازین شهری که نامش مظهر آمد | بعهد ما عجب کانی بر آمد
چه معدن معدن قند معانی | بشکر اوست این شکرفشانی
ازو پیدا به هر شهری دو کانها | روان در دشت جانها کاروانها
تو اندر جنس خود دائم نشینی | بدشت این کاروان را کی ببینی
جهان یک ذره قندش را بها نیست | ولیکن مشتری غیر از گدا نیست
شکر بخشم به نامش کام جان را | نی شکر کنم کلک بیان را
ز اسم خاتم اهل بشارت | به اسمی کز مسیحا شد اشارت
بود هر حرف نامش رمز غایت | الف از راستی بگرفته رایت
بود قلاب حا در بحر نامش | که اوصاف شما آید به کامش
دوان شد میم تا باشد سخن گو | ز بدو کار عشره مرشد او
چهارم حرف کان دال است والاست | که او از چار نعمت ذی نوال است

بسے در شب ولایت خیمہ افراشت　　ز بس شمع نبوت نور برداشت

زنامش اول و آخر شمردم　　ازاں جا سوئے رمزے راہ بردم

کہ شخص نامبرا ولے و آخری　　ز رحمتہاست در باب ایں معما

ہمی تنہا با حمد او سمے نیست　　چہ گویم با کسے کش محرمے نیست

ز تجدیدش حدیث کہنہ نوشد　　کسے داند کہ در عشقش گرو شد

ہزار اندر چمن دستاں گذارست　　کہ ایں گل رونق باغ بہارست

ترا گر نیست فہم راز بلبل　　ببیں گل گر نداری نظر گل

بتذکیرش دل ہر ذرہ حاضر　　فَذَکِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ

سراپا نسخۂ اخلاق فاروق　　بزہر منقصت تریاق فاروق

ہمیں فرزند فاروقست چوں آب　　کنوں نطق از زبان او کند آب

ز ہر یک نقطہ اش چوں نافہ پُر　　شمیم وصل جاناں مے زند سر

ولے آں کز برودت در زکام است　　چہ داند نافہ اش گر در مشام است

زعفراں گر چہ صد دریا رواں کرد　　یکے گفت و صد دیگر نہان است

اگر ظاہر کند اسرار موسے　　در اندازد بہفت افلاک شورے

بسے پیران نزدش طفل راہند　　چو من لب تشنۂ نیم نگاہند

بصحرائے سمند انگیخت ایں شاہ　　کہ ماند ارشاد را جمازہ در راہ

ملاحتہائے ذاتی را دریں خواں　　بما از ظرف حبیب اللہ نمکداں

صباحتہائے آں قند مصفا　　سوئے خوان خلیل آرند مہیا

عنایت از ایں رشحے در ریخت　　بجام قطرہ والائے او ریخت

خلیلا تلخ کام و سینہ ریشم　　شود یک شب کنی مہمان خویشم

نمک بیزی بریشم زاں ملاحت　　شکر ریزی بکامم زاں صباحت

سوئے خوان خلیل آں پیر کافر　　بناں آمد ز ایمان شد توانگر

کنوں اے طفل بود آں پیر محزوں　　بدیں ناں آمدہ با قد چوں نون

نمک بیز و ببیں ناسور جانش　　شکر ریز و ببیں صفرائے ایمانش

اگر بودم سراپا سنگ خارہ　　ہمہ ز افسردگی ننگ شرارہ

یدطولائے وقتِ شد فلاخن — زوازآوارگی بر سینہ ناخن
کنوں گرخارہ ام زیں شت پر خار — نگندم شورے شے در دل نمک سار
زنگ آں بود کیں ہمت گمارد — دگیر کان دار دو کارے کردارد

غزل

نگر صراحیِ مے راکہ از طریقۂ ماست — کہ گاہ قہقہ صدگریہ درگلو دارد
کجاست سوزن مژگان کجاست بار سر شک — کہ پارہ پارۂ دل من چو صد فو دارد
ہاس فاختگان وانی ازچہ اسپید است — کہ سرو باغ نشینی بطرفِ جو دارد
گرِ نظارۂ او دل برسم ابر و یش — زگفتگوئے لب بستہ گفتگو دارد
ہزار مژدہ بدیوان گان عشق کہ یار — ہزار سلسلہ درہر شکنج مو دارد
بکعبہ سجدہ کناں خلق و سجدہ ہاشم
بدلبرے کہ دل کعبہ رو برو دارد

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں کہ آنحضرت نے رابطۂ صورت کا مجھے حکم دیا تھا آپ کے ساتھ عشق بازی کا رشتہ مجھ پر کھلا اور ایک روز یہ رباعی میں نے نظم کی اور آنحضرت کو سنائی۔ رباعی

اے آنکہ ملائک مگس قندِ تو اند — دل سوختگانِ عشق اسپند تو اند
کانِ نمک از لعل تو آوردہ بکوہ — عالم ہمہ در شور و شکر قند تو اند

مصرع اول کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک کی تعریف میں دوسرے بزرگ کی توہین نہ ہونی چاہیئے پس ملائک کو کہ بسا بزرگ ہیں کسی کا مگسِ قند بتانا درست نہیں ہے مولانا روم کے اس شعر پر ہیں۔ **بیت**

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق — گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

تکیہ مت کرو کہ ان کی مراد خاصان سے انبیا علیہم السلام ہونگے اور دوسری بات یہ کہ مولوی صاحب نے لفظ اگر فرمایا ہے کہ یعنی اگر ہم فرض کرلیں اور کہیں کہ ملک باشد کہ کوئی اور شخص اس بیت سے دھوکا نہ کھائے۔ مولانا کا یہ کلام ان کے شکر کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

کرامت آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے اثنائے تلاوت میں سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیت فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا پڑھی خیال آیا کہ برکات مقام محمود کے حاصل کرنے کے لئے نماز تہجد کا ادا کرنا کچھ خصوصیت ضرور رکھتا ہوگا آنحضرت سے دریافت کرنا چاہیئے۔ پس اس نیت سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ وضو کرنے کی فکر فرما رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ کیا تم نماز تہجد پڑھتے ہو میں نے عرض کیا اکثر ادا ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ جو شخص مقام محمود سے جو مقام شفاعت ہے برکات لینا چاہے اس کو چاہیئے کہ پابندی کے ساتھ نماز تہجد ادا کرتا رہے اور وہی آیت تلاوت فرمائی۔ میں نے قدم مبارک پر سر رکھ کر عرض کیا کہ میں اس وقت اسی بات کے دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوا تھا۔ الحمد للہ کہ آپ کی کرامت سے بے عرض کئے یہ مقصود حاصل ہو گیا ◆

کرامت آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت نے ایک مخلص کے نام خط لکھا۔ میرے دل میں بھی یہ خیال آیا اور یہ تمنا پیدا ہوئی کہ آنحضرت ایک مکتوب میرے نام بھی تحریر فرماتے اور جلد اوّل مکتوبات شریف کی اسی مکتوب پر ختم ہوتی۔ کیونکہ میں آخری اور کمترین درویش آنحضرت کا ہوں۔ آنحضرت نے اشراق باطن سے میرے اس خیال کو معلوم کر لیا اور ایک مکتوب میرے نام لکھا اور اس کے آخر میں لکھا کہ جلد اول کے مکتوبات کو کہ اس میں مطابق اعداد مرسلین و اصحاب لشکر جنگ بدر کی تعداد پوری ہو گئی ہے خواجہ ہاشم موسومہ کے مکتوب پر ختم کیا جائے۔ پس آپ کی کرامت سے میری مراد پوری ہو گئی ◆

آپ کی چند کرامتیں یہاں بیان کی جاتی ہیں ◆

کرامت آپ کا ایک مرید بیان کرتا تھا کہ ایک دفعہ میں نے نذر مانی کہ اگر میرا گھوڑا فروخت ہو جائے تو اتنی نذر اپنے پیر خواجہ محمد ہاشم کی خدمت میں گزاروں گا۔ میرا گھوڑا فروخت ہو گیا اور نذر کے ادا کرنے میں دو تین روز کی دیر ہو گئی۔ ایک روز میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت میری ہمیانی میں روپے تھے۔ حضرت نے خود بھی فرمایا کہ آج تمہاری تھیلی کی رقم میں

ہماری بھی شرکت ہے کیوں ادا نہیں کرتے ہو۔ آپ کے اس کلام کو سُنکر میرا حال دگرگوں ہو گیا۔ اور فوراً آپ کی نذر ادا کر دی ٭

کرامت آپ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ زمانۂ ملازمتِ فوج میں ایک جنگ میں ہمیں شکست ہوئی اور لوگ ہر طرف سے جان بچا کر بھاگنے لگے میں نے بھی اس وقت آپ کو یاد کیا اور گھوڑا دوڑایا۔ اس پریشانی اور فکر کی وجہ سے زین سے میں الگ ہو کر گر گیا۔ اس وقت آپ فوراً تشریف فرما ہوئے اور مجھ کو اُٹھا کر گھوڑے پر بٹھا دیا اور فرمایا کہ اچھی طرح بیٹھو میں اچھی طرح بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا کہ جاؤ سلامتی سے نکل جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے طفیل میں مجھ کو وہاں سے سلامت لے آیا اور بہت سے سپاہی وہاں قتل ہو گئے ٭

الحاصل آپ کی کرامتیں دیکھی اور سُنی گئی ہیں۔ مگر چونکہ سامعین کے کان ان چیزوں کے سننے کے کم آشنا ہیں اور اس زمانہ کے اکثر لوگ ان باتوں کے سمجھنے سے عاری ہیں اس لئے قلم کو روک لیا گیا۔ آپ کی وفات برہانپور میں ہوئی اور وہیں آپ کا مزار ہے ٭

شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ

آپ آنحضرت کے مشہور خلیفہ اور جلیل القدر مرید ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی تھوڑی سی صحبت میں فوائد کثیر اور احوال و مقاماتِ عظیم اور مراتب و درجات اعلیٰ اپنی بلند استعدادی اور مبارک فطرت اور خصلت سے بلکہ اپنے پیر بزرگوار کی قوت تصرّف اور دفور توجہ سے حاصل کئے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ اتباعِ سنت اور رفع بدعت سے موصوف تھے آپ کی کمال استقامت سے شریعت اور طریقت میں متصف تھے۔ اور آپ کا دستور یہ تھا کہ نفقۂ موجود کے خرچ کرنے میں درمیان محتاج اور تونگر اور غریب و امیر اور آقا اور غلام اور فرزند دلبند اور درویش اور نیازمند کے مساوات کا لحاظ رکھنے میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ کے باورچی فقراء کے لئے کھانا بڑی جمعیت اور نہایت طہارت کے ساتھ پکاتے تھے۔ اور سب کو برابر تقسیم کرتے تھے کسی چیز میں ریا اور سمعہ کو دخل نہ تھا

آپ کی مجلس میں کسی امیر کو کسی فقیر پر فضیلت نہ تھی۔ نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا آپ کا خاص طریق تھا۔ بالخصوص دنیا داروں کو ایسی سختی اور کرختگی سے تنبیہ فرماتے کہ کسی اور میں اس طرح سے کہنے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی باوجود اس شدت کی سختی کے بجز اس شخص کے کہ جس کو ناگوار گذری ہو اور ان کے اوپر آپ کی بات اثر عظیم رکھتی تھی فوراً سننے والا تائب ہو جاتا تھا۔

آپ اکثر یا تو امر معروف یا حقائق و معارف میں گفتگو فرماتے تھے۔ کبھی رسمی باتیں آپ نہ کرتے تھے۔ احیاناً اگر کوئی بات بظاہر مشابہ رسمیات سے ہوتی تھی۔ تو اس کے ضمن میں بھی نصیحت اور حکمت ہوتی تھی۔

آپ کی صحبت اخلاق اور صفاتِ ذمیمہ اور دنیا کی محبت سے پاک کر دیتی تھی شیخ صاحب اپنے زمانہ میں روئے زمین کے مشائخ مشہورین سے تھے اطراف عالم میں آپ کے خلفاء پھیلے ہوئے تھے اور ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگ مرید ہیں۔

الحاصل آپ قبولیتِ عظیم رکھتے تھے اور اطراف و اکناف سے لوگ جوق جوق چلے آتے تھے اور سعادتِ صحبت سے بہرہ اندوز ہوتے تھے۔ اکثر اوقات فقراء اور صفاکیش درویشوں کی جماعت کثیر آپ کے ساتھ رہا کرتی تھی آپ ان سب کو برابر کھانا کھلاتے تھے۔ شیخ کا اصلی ملک روم ہے اور اپنے باپ دادا کی طرف سے آپ سیّد تھے۔ آپ کی دادی صاحبہ پٹھانی تھیں۔ کسی وجہ سے آپ کے بزرگوں نے ترک وطن کر کے ہندوستان کا سفر کیا اور سرہند شریف (صانہا اللہ سبحانہ عن الافات) کے اطراف میں ایک قصبہ بنور میں آ کر مقیم ہو گئے۔

قدسیہ آپ نے فقیر مؤلف سے بیان کیا کہ میرے والد نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو واقعہ میں دیکھا کہ آنحضرت نے اپنا دست مبارک آپ کے سینہ پاک پر ملا اور کوئی چیز نکال کر میرے والد کو دی اور فرمایا کہ اس کو کھالے والد نے اس کو کھالیا۔ اس واقعہ کے بعد میری والدہ حاملہ ہوئیں۔ اب مجھ کو بتایا گیا ہے کہ وہ عطیہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میرا وجود تھا۔

قدسیہ آپ نے فقیر سے بیان کیا کہ میری والدہ نے واقعہ میں دیکھا

کہ چراغ حکمت روشن کر کے آپ کے گھر کی چھت میں لٹکا یا گیا ہے آپ کی والدہ نے اس خواب کو والد سے بیان کیا۔ انہوں نے تعبیر دی کہ تم سے ایک لڑکا نورانی پیدا ہوگا +

قدسیہ آپ نے فقیر سے بیان فرمایا کہ میں نے پہلے حضرت حاجی خضر خلیفۂ آنحضرت سے جن کا ذکر اوپر گذرا ہے طریق لیا اور احوال عالیہ حاصل کئے۔ جب میں نے حاجی صاحب سے اپنے واردات کے حالات بیان کئے تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس اس سے زیادہ نہیں ہے اب تم آنحضرت کے پاس حاضر ہو میں ان کی اجازت سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے کمالات حاصلہ بارگاہِ عالیہ میں عرض کئے تب آپ نے فرمایا کہ یہ ابتدائی احوال ہیں کمال ابھی حاصل نہیں ہوا ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ آنحضرت نے میرا شوق بڑھانے کے لئے ایسا فرمایا ہے ورنہ اس سے زیادہ کمالات اور کیا ہو سکتے ہیں۔ مگر چونکہ عقیدت میری پختہ تھی اس لئے خدمت گذاری میں مشغول ہوگیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں مجھ کو معلوم ہوگیا کہ درحقیقت میرے احوال گذشتہ بہ نسبت موجودہ احوال کے ابتدائی بھی نہ تھے پھر چند ماہ کے بعد آنحضرت نے مجھ کو خلوت میں بلا کر ارشاد کی اجازت اور خلافت عنایت فرمائی اور بنور کو رخصت فرمایا۔ میں نے محض بہ تعمیل ارشاد صرف چند آدمیوں کو تعلیم دی۔ مگر مسند نشینی اور مشیخت سے میرا دل بالکل متوجہ نہ ہوتا تھا۔ یہانتک کہ چند روز کے بعد آستانہ پاک پر حاضر ہوا۔ آنحضرت نے اپنی قوتِ باطن سے دریافت فرمایا کہ مجھ میں تعلیم ارشاد کا شوق نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالٰے تم سے دریافت فرمائیگا کہ باوجود قدرت کے تم نے ہدایت کیوں نہ کی۔ آنحضرت کی اس تاکید شدید اور اصرار خاص سے میں مجبوراً ارشاد و ہدایت خلق میں سرگرمی سے مصروف ہوگیا۔ تم کلامہ +

۱۰۵۳ھ ایکہزار ترپن ہجری میں آپ مریدوں کی جماعت کثیر کے ساتھ دارالسلطنت لاہور میں ایک مخلص کے اصرار اور ایفاءِ وعدہ کی غرض سے تشریف لے گئے بادشاہِ وقت کو خبر ہوئی۔ چونکہ آپ کے ساتھ افغانوں کا مجمع کثیر تھا اس لئے بعض لوگوں نے پادشاہ کے پاس آپ کی بدگوئی کی۔ جو بادشاہ کو ناگوار

ہوا اور اس نے مکہ معظمہ چلے جانے کے لئے آپ کو حکم دیدیا۔ چونکہ ایک زمانہ دراز سے آپ زیارت بیت اللہ اور دیدار روضۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشتاق تھے۔ اس لئے آپ تخت گاہِ لاہور سے سیدھے اپنے وطن کو واپس ہوئے اور وہاں سے بیت اللہ شریف تشریف لے گئے اور وہاں سے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ اور حرم محترم میں اجازت اربعین حاصل فرمائی۔ اور ان ممالک میں آپ کی قبولیت کثرت سے ہوئی۔ جب آپ نے وہاں سے وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو بارگاہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بشارت ہوئی کہ اے میرے فرزند تم میرے پڑوس میں رہو۔ کہ ماہ شوال ۱۰۵۳ھ میں آپ نے رحلت فرمائی اور روضہ منورہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب تھوڑے فاصلہ سے مدفون ہوئے کہ روضۂ منورہ کا سایہ آپ کی قبر پر پڑتا ہے۔

شیخ بدرالدین عفی عنہ

فقیر میں اتنی لیاقت کہاں ہے کہ اپنا شمار آنحضرت کے مریدوں میں کر سکے مگر چونکہ فقیر نے آنحضرت کے بعض کلمات قدسی آیات آپ کی زبان الہام ترجمان سے سنے اور آپ کے خوارق و کرامات دیکھے اور آنحضرت کے احوال اور واردات سے آگاہ ہوا ہے اور اس کتاب مستطاب کو اس فن میں تالیف کیا ہے۔ اس لئے کچھ اپنا حال بھی درج کتاب کرتا ہے تاکہ فقیر کا نام بھی اس زمرۂ پاک میں شامل رہے۔

فقیر پندرہ سال کی عمر میں آنحضرت سے بیعت کی سعادت کے شرف سے مشرف ہوا جس وقت کہ آنحضرت نے اس فقیر کو ذکر اسم ذات کی تعلیم دی خود توجہ فرمائی فقیر بھی ذکر میں مشغول ہو گیا۔ اتفاقاً فقیر حبس دم سے ذکر کرتا تھا۔ آنحضرت نے میرے حبس دم کو قوت باطن سے معلوم کیا اور فرمایا کہ ذکر اسم ذات میں حبس دم نہیں کرتے ہیں بے حبس دم کے ذکر کرو فقیر مطابق ارشاد کے بلا حبس دم ذکر کرنے لگا اسی وقت ذکر قائم ہو گیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ چند روز تک کتاب کے سبقوں کا پڑھنا اور طلبہ کے ساتھ تکرار کرنا چھوڑ دو تاکہ ذکر ملکۂ دل ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ اب ذکر کا اس طرح غلبہ ہو گا کہ تمہاری طبیعت کا میلان کسی کام کی طرف باقی نہ رہیگا۔ چنانچہ

ایسا ہی ہوا کہ پڑھنے لکھنے کا میلان بالکل نہ رہا حتیٰ کہ ایک ہفتہ کے اندر ذکر ملکۂ دل ہو گیا۔ کہ اگر ذکر نہ کرنا چاہتا تو ممکن نہ تھا کہ باز رہ سکتا ۔

اس کے بعد ذکر سینہ کے داہنی جانب کہ مقام روح ہے مشتغل ہوا اور پھر بائیں جانب قلب کے نیچے کہ مقام سر ہے آیا اور اس کے بعد سیدھی جانب مقام روح سے نیچے کہ مقام خفی ہے آیا اور وسط صدر میں کہ مقام اخفی ہے ذکر جانشین ہوا اور ایک عرصہ تک یہی حال قائم رہا اور اس کے بعد جس چیز کو دیکھتا تھا ذاکر پاتا تھا ۔

چنانچہ ایک روز وضو کر رہا تھا ایک بڑھیا سامنے سے گزر رہی تھی ۔ کہ تجلّیِ حق نے پر تو ڈالا میں نے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ اس لباس میں ظہور فرما ہوا ہے اس کے بعد جس چیز کو دیکھتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالےٰ اس لباس میں جلوہ گر اس کے بعد جو انوار اور وں میں دیکھتا تھا وہی اپنے میں دیکھنے لگا اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا میرا دل بالکل کوئی نکال کر لے گیا ہے ۔ اگر کوئی شخص میرے ہمراہ چلتا یا مجھ سے کچھ باتیں کرتا یا میں اس سے باتیں کرتا تو مجھے یہ ہرگز معلوم نہ ہوتا کہ اس نے مجھ سے کیا بات کی اور میں نے کیا کہا اور کس سے میں باتیں کر رہا تھا ! اور اگر کبھی دل واپس آ جاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ دنیا اور دین سے بالکل بے تعلق بلکہ پاک و صاف ہے ۔ مگر یہ نہ جانتا تھا کہ میرے دل کو کہاں لے جاتے ہیں ۔

اس کے بعد بطفیل توجہ آنحضرت کے تنزیہ اور تقدیس نے پر تو ڈالا اور توحید تشبیہی رخصت ہو گئی اللہ تعالےٰ کو غیب الغیب پایا ۔ نیز اس کے صفات کو بھی ذات کے ہمرنگ غیب الغیب پایا (اس کے متعلق بارگاہ میں تو غیب الغیب کا استعمال بھی بے موقع اور بدرجہ مجبوری ہے ۔ صرف تنگی عبارت کی وجہ سے استعمال کرتے ہیں) اس پاک پروردگار کو عالم کے ساتھ کسی طرح کی نسبت ثابت نہ پایا تھا اور نہ اس کی صفات کو بلکہ مثل اپنی کل دنیا کو اس پاک بارگاہ سے بے مناسبت اور اس کی معرفت سے عاجز پایا تھا اور بے مزگی اور بے ذوقی سے پُر اور کمال یاس اور نا امیدی سے متصف پایا تھا

اور کبھی اس نا امیدی کا اس قدر غلبہ ہوتا تھا کہ کپڑے پھاڑ کر جنگل کا رخ کرنے کو جی چاہتا تھا کبھی اپنے کو ہلاک کرنے کا ارادہ ہو جاتا تھا کہ اس یافت اور نا یافت کے غم سے رہائی پا جاؤں۔ اسی حالت میں اکثر گریہ وزاری کرتا تھا اور آنحضرت کو انہی ظاہری آنکھوں سے اپنے ساتھ دیکھتا کہ مجھ کو تسلی دے رہے ہیں۔ کچھ مدت بعد پھر سابقہ حالت پیدا ہو جاتی تھی اور آپ آکر مجھ کو تسلی دیتے۔ پھر یہ کیفیت ہوئی کہ اللہ تعالے کو علم سے مستغنی اور بے نیاز پاتا بلکہ بجائے قرب کے بُعد در بُعد معلوم ہوتا تھا سلب ایمان اور خوف عذاب آخرت سے تھراتا رہتا تھا۔ اور یہ یافت بالغیب تاریک پردوں کے اثرات تھے۔ پھر ان پردوں کی سیر بھی ختم ہوگئی اور نورانی پردے ظاہر ہونے شروع ہوئے اور ان کی سیر بھی بالآخر کرکے آگے کو چلا چند حجاب پیش آئے ان کا اجمالی حال معلوم ہوا اور ان کی تفصیل سے آگاہی نہ ہوئی اس سے پہلے کی جو سیر تھی وہ اور قسم کی تھی کہ اس میں ہر حجاب کے دور ہونے کے ساتھ قرب خدا کا یقین ہوتا تھا۔ اور ان نورانی حجابوں میں اس کے قرب کا پتہ کہیں نہیں چلتا تھا اور جس قدر حجاب اُٹھتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ پاک بارگاہ ان سب سے وراء الوراء ہے اور اس کا قرب بالاتر ہے۔ جو کچھ کہ چار پانچ یا دس بیس پردے نظر میں آتے تھے خدا کو ان سے بالکل جدا پاتا تھا۔ بلکہ خدا کو نہ پاتا تھا۔ اور حیرت وجہالت ہر لحظہ بڑھتی جاتی تھی اور بے حد وقیاس ترقی پر تھی۔ یہ عجیب و غریب بات ہے کہ امید اور نا امیدی ایک دوسرے کے ساتھ دست بگریباں تھیں فقیر نے خلوت میں آپ کی خدمت میں یہ ماجرا عرض کیا اور اتنے میں مخدوم زادہ اعظم خواجہ محمد صادق بھی تشریف فرما ہوئے ان سے آنحضرت نے فرمایا کہ تم نے سُنا کہ بدرالدین معطل ہو گئے ہیں اور مسکرائے اور فرمایا کہ کچھ خوف نہیں ہے یہ احوال اصالت مال اکثر سالکان طریق پر وارد ہوا کرتے ہیں۔ شکر اس کا ادا کرنا چاہئے کہ یہ احوال تنزیہی ہیں تشبیہی نہیں ہیں۔ جو کہ لغزش گاہ اقدام اور باعث ضلالت اور تاریکی کہ اکثر صوفیہ تشبیہ کے راستے سے گئے ہیں تنزیہ کے راستہ سے نہیں گئے حالانکہ انبیا کی تعلیم تنزیہ کی ہے +

ایک دفعہ فقیر نے ایک عریضہ آنحضرت کی خدمت میں لکھا اس کو ہو بہو یہاں پر نقل کیا جاتا ہے ٭

قبلۂ من۔ مراتب ترقیات تنزیہی و تقدیسی ہر روز بلکہ ہر ساعت نئے نئے رنگ میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور عجیب عجیب حالات ہر وقت نئے ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور ہر ایک حال گذر چکنے کے بعد بہت ہی کم یاد رہتا ہے۔ بلکہ ہستی مطلق ہو جاتا ہے اس طرح سے گویا وہ حالت باقی نہیں رہی ہے۔ باوجود اس بات کے عرضداشت پیش کرنے میں اور دو چیزیں مانع ہوتی ہیں ایک یہ کہ مجھ کو اس کا یقین ہے کہ طالبوں کے احوال خود آپ پر منکشف رہتے ہیں خصوصاً فقیر کے حالات کیونکہ فقیر اپنے باطن کو آپ کے باطن شریف کے مقابل پاتا ہے۔ جو کچھ کمالات آپ کے باطن شریف سے نکلتے ہیں وہ فقیر کے باطن پر بھی بطور وجدان مجمل جلوہ افگن ہوتے ہیں جس طرح کہ آئینہ میں صورت مقابل منعکس ہوتی ہے ٭

دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت کے کتب و رسائل میں دیکھا گیا ہے کہ احوال و مواجید کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے بلکہ اس امر پہ کمر ہمت باندھنی چاہیئے کہ خدائے پاک تک پہنچیں جو کہ احوال کا پیدا کرنے والا ہے۔ احوال کو زیادہ معتبر نہیں سمجھا جاتا ہے یہ ہمت ہونی چاہیئے کہ حال کے بدلنے والے کو خوشبو پہنچنے لگے حالانکہ یہ باعث گستاخی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقریباً ایک ماہ سے فقیر عالم کو بلکہ جس چیز کو کہ اس سے پہلے موجود جانتا تھا اب نظرِ باطن سے وہ نظر سے دور بلکہ بالکل معدوم نظر آتی ہے اور اس سے نسیان ہو رہا ہے۔ استغفر اللہ نسیان تو اس کو ہوتا ہے جو ایسے آلات کے ذریعہ سے دیکھتا ہو جو غیر موجود ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ اس پاکی کے ساتھ موجود حقیقی ہے کہ زبان اور قلم سے اس کا بیان کرنا تقریباً ناممکن ہے ہاں اتنا کہا جا سکتا ہے کہ تنزیہ میں حیرت اور نادانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس مقام میں اثبات احکام اور اعتبارات اور اوصاف سلبی اور ثبوتی خاص زندیقیت ہے اور اس مقام پر اشارۃً معلوم ہوا کہ یہ فنا دائرۂ عروج قلب کے ختم ہونے سے پیدا ہوئی ہے

اس کی صحت یا غلطی کے متعلق ارشاد فرمایا جائے اس مقام میں اپنے کو گناہوں سے محفوظ دیکھتا ہوں۔ اصل معاملہ کیا ہے ایما فرمایا جائے +

آنحضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اسی فنا و بقاء سے ولایت متحقق ہوتی ہے۔ مخدوم زادۂ اعظم نے میری اس تحریر پر کہ جو کچھ آنحضرت کے باطن اقدس سے نکلتا ہے وہ فقیر کے باطن پر بھی ظاہر ہوتا ہے تعجب کیا اور فرمایا کہ ان کی ہمت بہت بلند ہے آنحضرت نے فرمایا کہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ بقدر استعداد فیض حاصل کرتے ہیں اور یہ مصرعہ پڑھا ؎

بقدر آئینہ حسن تو مے نماید رو

ترجمہ۔ آئینہ کے بموجب آپ کا حسن ظاہر ہوتا ہے +

اس کے بعد میں نے یہ دوسری عرضداشت لکھی +

حضرت سلامت۔ اس وقت کسی قدر بیخودی اور مستی کم ہوئی ہے۔ عالم نظر آرہا ہے مگر اس کو وہمی اور خیالی پاتا ہوں۔ پہلے کی طرح تحقیقی نہیں ہے۔ پہلے حال میں عالم کو اپنے علم میں موجود پاتا تھا اور حال غالب تھا مگر اس حال کے ساتھ موجودگی اور ثباتِ عالم کا علم نہیں ہے بلکہ علم اور یقین راسخ کے مطابق ہے +

آنحضرت نے اس حال کو ملاحظہ فرما کر یہ جواب دیا کہ یہ حال اصل ہے حضرت خواجہ نے اس کی نسبت فرمایا ہے کہ یہ حال بجز اس کے نہیں کہ فرق بعد الجمع ہے +

ایک روز فقیر نے آنحضرت کی خدمت میں لکھا کہ فقیر اللہ تعالےٰ کو ورا الوراء اور وراء اسماء وصفات اور وراءِ شیون و اعتبارات بلکہ ورائے وجود پاتا ہے۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ یہ حال اصل ہے اولیاءِ متقدمین پر بھی گذرا ہے۔ شیخ علاؤ الدولہ سمنانی فرماتے ہیں کہ عالمِ وجود کے اوپر عالمِ ملک الودود ہے

فقیر نے ایک عرضداشت میں یہ لکھا کہ حضرت سلامت فقیر جب کسی قبر پر گذرتا ہے تو صاحب قبر کے عذاب و ثواب اور رنج و انعام ظاہر کئے جاتے

ہیں کبھی کسی اہل قبر کو مبتلائے عذاب یا ثواب دیکھتا ہے اور کسی قبر کو منور حالت میں پاتا ہے۔ اگر کسی بزرگ کے مزار پر گذر ہوتا ہے تو اس کے مقاماتِ عیش وعشرت کا جنت میں مشاہدہ کرتا ہے اور اس بزرگ کے الطاف و مراحم اپنے حق میں دیکھتا ہے اور کبھی کنارہ کشی اور بے توجہی بھی معلوم ہوتی ہے اور دریافت کرنے کے بعد بڑی کوشش سے اس بزرگ کی بے توجہی کا سبب اُن سے دریافت ہوتا ہے +

ایک روز والدین کی زیارت کے لئے گیا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور بعد ادائے نماز کے کہا اے خدا تو اس کا ثواب ہمارے نبی علیہ السلام اور تمام انبیاءؑ اور سب کے آل و اصحاب اور تمام اولیاء اللہ اور ان کی اتباع کرنیوالوں کے لئے اور میرے والدین کی ارواح کے لئے۔ اس اخیر کے لفظ کے کہتے ہی اس قبرستان کے تمام اصحاب قبور مور و ملخ کی طرح میرے پاس دوڑے آئے تاکہ ان کا نام بھی لوں میں نے ہر چند کہا کہ میں اپنے والدین کو اس کا اجر عظیم پہنچانا چاہتا ہوں مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور ان کا اصرار اور تضرع اور بڑھتی گئی میں وہاں سے بھاگا اور شیخ ابونجاری کے مقبرہ میں جا کر چھپا۔ مگر وہ سب شیخ کے احاطہ میں بھی گھس آئے اور محروم واپس ہونے لگے۔ میں نے اُن سے وعدہ کیا کہ میں تمہارے لئے علیحدہ فاتحہ پڑھوں گا۔ وہ سب اس وعدہ سے خوش ہوئے اور چلے گئے میں شیخ بزرگوار کے مزار پر آیا شیخ نے اٹھ کر تعظیم کی اور بہت کچھ خاطر داری کی اور مہربانی فرمائی اور بشارت دی کہ تم اس وبا (طاعون) سے جو اس بلدہ میں پھیلی ہوئی ہے محفوظ رہو گے +

آنحضرت نے اس عرضداشت کا یہ جواب دیا کہ حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارھم نے کشف قبور کا اعتبار نہیں کیا ہے ان کے پاس زیارت مزارات کا یہ طریق ہے کہ اپنے کو نسبت سے بالکل خالی رکھ کے پوری ہمت کے ساتھ صاحب قبر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور توجہ کرنے والے کے باطن پر جو فیضان نازل ہوتا ہے اُس کو صاحب قبر کا حال جانتے ہیں۔ اور دوسرے زندہ آدمیوں کی صحبت میں بھی یہی انکشاف کا طریقہ ہے۔ مگر ان باتوں کا کچھ اعتبار نہ کرو اس سے عجب پیدا

ہوتا ہے اور عجب راستہ کو بند کر دیتا ہے +

ایک مرتبہ میں نے ایک عریضہ میں لکھا کہ حضرت سلامت جس طرح کہ بارگاہ حق تعالےٰ کے بارہ میں جہل و حیرت متحقق ہو رہا تھا اب علم بھی اس کے ساتھ شامل ہو گیا ہے گویا اجتماع نقیضین واقع ہو رہا ہے۔ تنزیہ سابقہ میں ملاحظہ اضافات تھا وہ اب نہیں ہے اور جہل متحقق اپنے حال پر ہے اور ذات کے لئے صفات کا اثبات اور علم ذات مذہب اہل سنت والجماعت کے مطابق ہے لیکن نہ اس طرح سے کہ دونوں حالتیں ایک آن میں جمع ہوتی ہوں بلکہ اس وقت علم اور اثبات اضافات ہے جب غور کرتا ہوں کہ تنزیہ سابق باطن میں محفوظ ہے یا نہیں اگرچہ اس علم کا ورود باطن میں ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تنزیہ صرف ہے اور اس وقت علم اس کے ساتھ جمع ہو گیا ہے +

ایک دفعہ میں نے یہ لکھا کہ حضرت سلامت اوس حالت میں جبکہ جہل اور حیرت متحقق تھی اس طریق کے سلوک سے نا امید ہو گئی تھی اور اسی سبب سے کہ اپنی استعداد کو بہت مختصر پاتا تھا اور اس حالت میں اس سے زیادہ گنجایش نہ رکھتا تھا اس لئے بارگاہ صمدیت میں التجا اور تضرع کی حق سبحانہ تعالےٰ نے آنجناب کی توجہ شریف سے میدانِ باطن کو وسیع کر دیا۔ اور القا سے معلوم ہوا کہ میدانِ باطن کی وسعت موجودہ دائرہ روح کی وسعت ہے امید کہ اس کے صحت یا غلطی کے متعلق اطلاع فرمائی جائیگی +

آنحضرت نے کمال بشاشت سے تحریر فرمایا کہ جہل و حیرت علم و معرفت سے بہتر ہے امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ درک ادراک سے عاجز ہونا عین ادراک ہے۔ ہر چند کہ یہ معاملہ جہل خالص اور تنزیہِ محض سے متعلق ہے اور وصول سے قریب تر ہے۔ کوشش کرو کہ حال مرتبہ جہل سے درجہ علم میں نزول کرے اور ظاہر باطن کے ساتھ اس معاملہ میں متحد ہو جائے بلاشبہ نزول کے بعد علم بہتر ہوتا ہے جہل سے اور عروج میں جہل بہتر ہوتا ہے علم سے ابھی تمہارا حال عروج میں ہے نزول میں نہیں آیا ہے +

ایک مرتبہ میں نے یہ لکھا کہ حضرت سلامت امور غیبیہ مختلف طور سے ظاہر ہوتے

ہیں۔ کبھی تو غیب سے گوشِ باطن میں سُنائی دیتی ہے کہ فلاں کام ایسا ہے۔ کبھی عربی زبان میں اور کبھی فارسی میں اور کبھی ہندی میں اور کبھی بغیر الفاظ کے مطلب سمجھ میں آجاتا ہے اور حق سبحانہٗ کو اسی طرح غیب الغیب پاتا ہوں اور اس امر کو مثل کلام بالمتکلم منسوب نہیں پاتا ہوں اور فوراً بالبداہت جان لیتا ہوں۔ اس کلام کا تعلق اللہ تعالےٰ سبحانہٗ سے ہے لیکن اس کا خدا تعالےٰ سے تعلق سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اس کے ظہور کے لئے کوئی وجہت معلوم نہیں ہوتی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی مطلب کے واسطے عرض کرکے جواب کا خواہاں ہوتا ہوں فوراً اس کا سرانجام دیکھ لیتا ہوں۔ مثلاً اسم اَللّٰهُ الصَّمَدُ سے کسی مقصد کا نام لیکر یا اسم اَلْكَرِيْمُ سے کسی مقصد کا نام لیکر استدعا کی جاتی ہے اور اسم مذکور سے کوئی جواب نہیں ملتا مگر یہ فقیر اس کام کے سرانجام کو معائنہ کرلیتا ہے اور اس اسم سے پورا جواب یقین کے ساتھ حاصل کرلیتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی بابت جواب لینا ہوتا ہے تو قلب کا اطمینان اور رجحان معلوم کرکے اس کا علم حاصل کرلیتا ہوں! ور کبھی یہ بات نظر آجاتی ہے کہ فلاں کام ہونے والا ہے یا فلاں کام ہوگیا ہے۔ مثلاً یہ کہ کسی تندرست آدمی کو بیمار دیکھتا ہوں یا کسی اور کو مردہ کی صورت میں دیکھتا ہوں۔ یا کوئی شخص پردیس میں ہے اور اس کی موت وحیات دریافت کرنی ہے تو میں خود کو اُس کام کے واسطے متوجہ کرتا ہوں۔ اگر وہ میری نظر میں جسم والوں کی طرح سے آتا ہے تو میں جان لیتا ہوں کہ وہ زندہ ہے اور اگر ارواح کے طور سے ظاہر ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ مرگیا۔ کبھی اس عالم کو اپنے باطن میں رکھتا ہوں اور زمین وآسمان اور کوچہ و بازار اور لوگوں کا شور وغل اور اسی طرح سے کسی کی موت وحیات کا حال معلوم کرنا بہت کچھ آسان ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس وقت متوجہ ہوکر چاہوں کہ لوگوں کے قلوب کے حالات معلوم کروں تو معلوم ہو جاتے ہیں جس قدر صفائی زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی معلوم ہو جاتا ہے +

نسبت آنحضرت سلمہ اللہ والبقاہ کے حلقۂ ذکر میں اس طرح دیکھتا ہوں کہ گویا آپ اس کمینہ کے سینہ میں جلوہ گر ہیں! ور حالتِ غیبت و بے شعوری

میں آپ کا اٹھنا بلکہ اُٹھنے کا ارادہ تک معلوم ہو جاتا ہے اور کبھی یہ علم غلط نہیں ہوا ۔

واقعہ میں نے دیکھا کہ میں مدینہ معظمہ پہنچا اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر حاضر ہوا دیکھا کہ نہایت بلند سنگ سیاہ سے بنا ہوا ایک گنبد ہے اس کی فراخی ایک میل کی ہے اور لوگ جوق جوق آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و السلام کی زیارت کے لئے آتے جاتے ہیں۔ بڑا مجمع اس مزار مقدس پر ہے میں بھی حاضر ہوا اور قبر اطہر کی زیارت کی اور اس پر بوسہ دیا بطور اونٹ کے کوہان کے زمین سے ایک ہاتھ اونچی ہے نہ اس طرح سے جیسے کہ ہندوستان میں قبر کو مسطح بناتے ہیں اور نیچے اوپر کئی درجہ بطور زینہ کے بلند کر کے اس پر تعویذ بنا دیتے ہیں۔ بلکہ آپ کی تربت اطہر کل بشکل تعویذ کے ہے۔ جیسا کہ قبر کے اوپر بنا دیتے ہیں۔ اس وقت یہ خیال آیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گنبد پاک میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بھی قبر ہے مگر یہاں پر کوئی بھی قبر ظاہر نہیں ہوتی ہے ۔

پھر میں نے یہ خیال کیا کہ شائد ان کی قبر تہ خانہ میں ہو گی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کے نزدیک پھاوڑہ سے اس کے اوپر کی مٹی اٹھانی شروع کی کہ قبر نمایاں ہو مگر کوئی قبر نہ نکلی میں نے خیال کیا کہ غالباً ادب کی وجہ سے کچھ نیچے قبر کھودی گئی ہو گی اپنے ہاتھ سے اندازاً ایک ہاتھ نیچے کی طرف ہٹکر کھودا تو آپ کی قبر نکل آئی میں نے اس کے چپ و راست سے مٹی کو صاف کیا تو قبر اچھی طرح سے ظاہر ہو گئی۔ پھر اس کو میں نے خوب درست کر دیا۔ اس کے بعد مجھ کو یہ خیال آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر بھی اسی گنبد مبارک میں تھی پس حضرت ابو بکر رضؓ کی قبر کے برابر کئی پھاوڑے میں نے مارے مگر قبر کا کچھ نشان نہ پایا۔ میں نے خیال کیا کہ ادباً آپ کی قبر حضرت صدیق اکبرؓ کی قبر سے نیچے کیطرف کھودی گئی ہو گی۔ پس میں نے اپنے ہاتھ سے دو ہاتھ اندازہ کر کے نیچے ہٹکر کھودنا شروع کیا اور سرہانے کی طرف سے مٹی ہٹائی تو قبر نمایاں ہو گئی۔ اتنے میں گویا موذن نے صبح کی آذان دی۔ میں نماز کے لئے گیا اور یہ ارادہ تھا کہ نماز سے فارغ

ہو کر پوری قبر نمایاں کر لوں گا کہ اتنے میں بیدار ہو گیا ۔

واقعہ میں نے دیکھا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیر کی مسجد میں قبلہ کی طرف پشت مبارک کئے ہوئے دو زانو تشریف فرما ہیں میں باہر سے مسجد کے اندر گیا تو دیکھا کہ آنحضرت تشریف فرما ہیں بے اختیار ہو کر اپنے آپ کو آپ کے قدموں پر ڈالدیا ۔ اس کے بعد اٹھا اور دونوں ہاتھ دعا کی طرح سے اٹھا کر التماس کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو کچھ بشارت دیجئے حضرت نے یہ آیت پڑھی سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا اس کے بعد فرمایا کہ آجکل تمہارے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا ۔ اتفاق سے اس زمانہ میں فقیر کے کوئی اولاد نہ تھی اس واقعہ سے دو ماہ کے بعد لڑکا پیدا ہوا اس کا نام محمد عارف رکھا اور اس کے بعد ہر حمل میں لڑکے ہی پیدا ہوتے رہے اور بطفیل بشارت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ نے اور سات لڑکے مرحمت فرمائے ۔

واقعہ فقیر نے دیکھا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح ہندوستان کے لئے ملتان کے راستہ سے تشریف لائے ہیں سرہند تک آپ کی فتوحات میں داخل ہو گیا ہے اور آگے بڑھنے کا ارادہ فرما رہے ہیں ۔ مخدوم زادگان عالی قدر خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم آپ کے ہمراہی میں قراول ہیں اور اس فتح کے انتظامات دونوں صاحبزادوں کی رائے اور صلح پر ہیں ۔ اس فقیر کو خدمت یسولی کی یعنی لشکر کو سوار کرانے اور کسی میں سُبکی نہ پیدا ہونے دینے پر مقرر کیا گیا ہے ۔ آنحضرت سرہند سے نکلکر شہر اکبر آباد کی طرف دو تین کوس بڑھ گئے ہیں ۔ صبح ہونے کے بعد حضرت سوار ہو گئے ہیں اور بقدر ایک نشانہ تیر کے آگے بڑھ کر بلکہ اس سے بھی نزدیک مخدوم زادگان کا انتظار فرما رہے ہیں میں بھی منتظر ہوں کہ مخدوم زادگان جلدی سوار ہو جائیں ۔ کیونکہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے منتظر ہیں اور میں اور لشکر کا بھی انتظام کرنا جا رہا ہوں اور مخدوم زادگان سے عرض کر رہا ہوں کہ آنحضرت کی سواری میں آپ کو ہمراہ رکاب رہنا چاہیے اور میں بھی رکاب سعادت میں تھوڑی دور چلتا ہوں ۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ اس دروازہ سے کہ کنوئیں کے پاس ہے جمالِ جہان آرائے

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نمایاں ہے جلدی سوار ہو کر آنحضرت سے لاحق ہو جئے ہیں اوسی دروازہ کے راہ پر گیا اور جمال محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آفتاب بھی اس کے سامنے شرمندگی سے گھن میں ہے اور زرد اور بے نور ہو گیا ہے اور حضرت سفید رنگ سیاہ ریش نورانی رو صحرا میں چبوترہ پر ایک تخت ہے اس پر جلوہ آرا ہیں۔ غالباً دست مبارک سے مولی کو صاف کر کے ٹکڑے کر کے تناول فرما رہے ہیں۔ اور تمام فوج والے زمین پر بیٹھے ہیں میں جمال باکمال کی لذت سے بیدار ہو گیا۔ اور ایک مدت تک یہ لذتِ دیدار فقیر کے دل میں تازہ رہی +

واقعہ میں نے دیکھا کہ حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیر کے گھر میں ایک تخت پر تشریف فرما ہیں اور میں ایک بوریئے پر بیٹھا ہوں کہ باہر سے حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ دیوار میں سے بغیر اس کے کہ دیوار شق ہو برآمد ہوئے اور گھر میں تشریف لائے جس طرح سے کہ کوئی شخص پانی میں سے نکلتا ہے اور حالتِ گریہ اور اضطراب میں آنحضرت کے زانوئے مبارک پر گرے اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یا رسول اللہ! آپ نے سُنا کہ یہ جوان کیا کہتا ہے آپ کا یہ ارشاد نصیحتانہ اور دلسوزی کے پہلو کو ظاہر کر رہا تھا۔ میں نے غایت رعب سے بیدار ہو کر توبہ اور استغفار کی +

اس شکایت کی وجہ حقیقی تو مجھ کو معلوم نہ ہو سکی مگر ہاں دو وجہیں میرے خیال میں آئیں +

پہلی وجہ یہ کہ میں نے مخدوم زادہ خواجہ محمد صدیق سے کہا تھا کہ تمام امور میں سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ممکن ہے مگر جماع میں نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کا علم کسی کو نہیں ہے +

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا تھا کہ قبر میں لحد ایسی نہیں بنائی جاتی ہے کہ اس میں کوئی بیٹھ سکے۔ حالانکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مردہ کو لحد میں بٹھاتے ہیں۔ میں نے جواب دیا تھا کہ بٹھانے سے مراد معنوی نشست ہے نہ ظاہری کہ اس کے جسم کو بٹھا دیا جائے۔ میں نے ان دونوں

باتوں سے توبہ کرلی +

واقعہ میں نے دیکھا کہ ایک حوض دہ در دہ ہے اور اس کے گرد ایک باغیچہ گول اور خوش وضع لگا ہوا ہے اور وہاں ایک عالی شان محل ہے اس میں حضرت افضل انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھے ہیں اور میں کنوئیں کے ڈول کے پانی کے گرنے کی جگہ بیٹھا ہوا ہوں ایک شخص مجھ سے حدیث کی ایک کتاب پڑھ رہا ہے اور ایک لفظ غیر مانوس کے متعلق کچھ تامل ہو رہا ہے۔ کہ حضور پُر نور اس محل سے برآمد ہوئے اور باغ میں تشریف فرما ہوئے کچھ ٹھیر کر اس لفظ کی معنی بیان فرمائے اور باغ کے دروازہ کی جانب روانہ ہوئے میں نے بھی دروازہ تک ہمراہی کی آنحضرت علیہ السلام نے پوری حدیث پڑھی مجھے وہ حدیث بلفظہ یاد تھی مگر لکھنے کے وقت تک یاد نہ رہی +

واقعہ میں نے دیکھا کہ میں سفر دور و دراز سے واپس آرہا ہوں۔ گھوڑے پر سوار ہوں اور میرے والد بھی میرے ہمراہ ہیں اور ایک جماعت سپاہی لوگوں اور مجذوبوں کی جنکے نام میں جانتا ہوں میرے ساتھ ہیں۔ نماز کے لئے ایک کنوئیں پر جو دہ در دہ تھا ہم سب اُترے اور وضو کیا اور پانی پیا اور وہاں سے سوار ہو گئے۔ میرے باطن میں یہ آواز غیبی آئی اور میں نے اس کو اپنے سب ہمراہیوں کو سُنا دیا کہ اللہ تعالےٰ سبحانہٗ مجھ سے فرماتا ہے کہ قد غفر اللہ لکم اللہ تعالےٰ نے تم سب کو بخشدیا +

واقعہ ایک رات میں نے واقع میں دیکھا کہ ایک شہر عظیم الشان اور ایک محل عالی شان ہے اس میں ایک چبوترہ عالی مکان ہے میں آنحضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوں اتنے میں ایک درویش آیا اور فقیر سے کہا کہ حضرت خضر علیہ السلام دروازہ پر کھڑے ہیں اور تم کو بلا رہے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے اجازت لی اور فوراً اٹھا اور باہر گیا۔ دیکھا کہ حضرت خضر ایک جوان خوبصورت نیک رو سفید رنگ۔ نوزنیش کی شکل میں دروازہ پر کھڑے ہیں میں نے سلام کیا۔ میرے آتے ہی وہ آگے کو روانہ ہو گئے اور میں ان کے پیچھے چلا اور شہر کے سارے کوچے اور راستے حضرت نے چل پھر کر دیکھے۔ اس حال میں ہیں

نے حضرت سے عرض کیا کہ مجھ کو اپنی نسبت سے بہرہ ور فرمائیے۔ انہوں نے پوچھا کہ تم نے جس شخص سے نسبت حاصل کی ہے اس کا ارشاد تم کو اور تمام عالم کے لئے کافی ہے۔ اس میں حضرت کی عظمت کی طرف اشارہ تھا +

اتفاقاً حضرت خضر علیہ السلام جس طرف سے واپس آ رہے تھے وہیں ایک دروازہ سے آنحضرت قدس سرہٗ نکل رہے تھے میں آنحضرت کے سامنے گیا اور حضرت خضرؑ سے کہا کہ آنحضرت سے چلکر ملئے۔ حضرت خضر علیہ السلام کئی قدم آپ کیطرف کو بڑھے اور آپ سے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ آپ قطب وقت ہیں اور ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور میں آنحضرت کی خدمت میں رہ گیا اور حضرت خضرؑ کے ہمراہ نہ گیا +

واقعہ آں حضرت قدس سرہٗ کی وفات کے بعد میں نے واقعہ میں دیکھا کہ آنحضرت ایک وسیع عالی شان محل میں جس کا طول تقریباً ایک میل ہے، رونق افروز ہیں گویا کہ وہ قصر بہشتی ہے اس کے ایک گوشہ میں میرا بھی ایک خسپوش مکان ہے اور اس محل سے بہت دور اور مکانات مثل حمام کے ہیں جن کے کئی طبقے ہیں اسکو دوزخ کہا جاتا ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ دوزخ میں چلکر دیکھنا چاہئے کہ اس میں کون کون لوگ داخل ہیں۔ میں دو تین مکانوں سے گذر کر ایک مکان کے دروازہ پر پہنچا جس میں وہ دوزخی لوگ سکونت پذیر تھے میں نے دیکھا تو اس مکان کا دروازہ بند تھا اور ایک شخص اس کے دروازہ پر کھڑا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں دوزخیوں کو دیکھنا چاہتا ہوں اس نے کہا کہ آنحضرت قدس سرہٗ دنیا سے جس روز سے جنت میں تشریف لائے ہیں تب سے دوزخ سرد کر دی گئی اور اس کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور اب کوئی شخص آپ کے طفیل میں دوزخ میں نہیں جاتا ہے۔ میں آنحضرت کی خدمت میں گیا اور اس کا قول بیان کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ موکل دوزخ نے صحیح بیان کیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے +

واقعہ آنحضرت ایک زمانہ تک پشمینہ کی جانماز پر نماز ادا فرمایا کرتے تھے چونکہ آپ جمع بین المذاہب کی کوشش فرماتے تھے اور مذہب امام مالک میں پشمی چیز پر سجدہ مکروہ ہے اس لئے سجدہ کی جگہ پر ایک ریشمی کپڑا لگوا دیا گیا تھا

اور برسوں آپ نے اُسی مصلے پر نماز ادا فرمائی جب وہ کپڑا زیادہ میلا ہوگیا تو خادمان بارگاہ نے اس پرانے کپڑے کو نکال لیا اور بجائے اس کے نیا کپڑا اسی دیا میں نے اس میلے کپڑے کو اپنی دستار میں محفوظ رکھ لیا تاکہ گھر جاکر اس کو تعظیم کے ساتھ محفوظ رکھوں۔ اتفاقاً رات ہوگئی اور میں نماز عشا پڑھ کر سوگیا اور کپڑا ویسے ہی دستار میں رکھا رہا۔ اسی رات جمال جہان آرائے نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارہ مرتبہ سے زیادہ خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ ہر دفعہ میں بیدار ہوجاتا تھا اور پھر سو رہتا تھا اور پھر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت میسّر آتی تھی +

واقعہ اس کتاب کی تصنیف کے زمانہ میں شب جمعہ نویں جمادی الاوّل کو میں نے دیکھا کہ ایک باغ نہایت سرسبز اور آراستہ ہے جس کا دروازہ نہایت بلند ہے اور آنحضرت اس باغ کے دروازہ میں ایک تخت شاہانہ پر تشریف فرما ہیں۔ اور دو تین شخص نہایت ادب کے ساتھ سر جھکائے ہوئے اور ہاتھ ناف پر باندھے ہوئے گویا کہ ان کے بدن میں جان نہیں ہے آپ کے پاس بچھونے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگ نذر و نیاز یکے بعد دیگرے بکثرت آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر پیش کر رہے ہیں۔ یہ فقیر کبھی اندر جاتا ہے اور کبھی باہر آتا ہے اور لوگوں کی نذریں آپ کے حضور میں پیش کرتا ہے اور پھر خزانچی کے حوالہ کردیتا ہے۔ مجھ کو بھی اس میں سے دس روپیہ حضرت نے اپنے دستِ خاص سے اس مجلس میں مرحمت فرمائے +

واقعہ میں نے دیکھا کہ آنحضرت مسندِ قطبیت پر تشریف فرما ہیں اور دست مبارک سے ایک ایک قطعہ کاغذ پر علیحدہ علیحدہ یہ لکھ رہے ہیں کہ قبول فلاں یعنی فلاں شخص قبول ہوگیا اور اس پر خود مہر فرماتے ہیں اور اس حقیر سے ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کے نام کا حکم ہے تم اس کو پہنچا دو۔ گویا یہ خدمت میرے ذمہ فرمائی گئی ہے۔ پہلا فرمان جو آپ نے مجھے مرحمت فرمایا ہے اس پر بدستخط خاص لکھا ہوا ہے کہ بدرالدین نے اس کو اپنی مُہر سے مزین کرکے بڑی مہربانی اور عنایت سے میرے حوالہ فرمایا۔ میں نے اس کو بہت ہی ادب کے ساتھ لے لیا اور دستار میں لگا لیا۔ اس کے بعد دوسرا کاغذ مہری عطا فرمایا جس پر لکھا ہوا تھا کہ قبول امان اللہ

اور فرمایا کہ اُس کو پہنچا دو۔ امان اللہ ایک شخص عالم تقدسی فقیر کے ہم سبق اور آنحضرت کے مرید تھے اسی طرح ہر پرچہ کاغذ پر لفظ مذکور تحریر فرما کے اس پر مُہر لگاتے اور فقیر کے حوالہ فرماتے تھے اور میں نام بنام پہنچا رہا تھا۔ اس وقت ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ عالم کے ہر فرد کی مقبولیت اور مردودیت آپ کے اختیار میں دے دی گئی ہے اور یہ حقیر آپ کی بارگاہ کا متصدی ہے +

درچہ۔ ایک رات فقیر نے واقعہ میں دیکھا کہ گویا آنحضرت قدس سرہٗ اپنے روضہ منورہ میں تشریف فرما ہیں اور مریدین اور طالبین آپ کے روبرو حلقہ کئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت قدس سرہٗ کو دیکھتا ہوں کہ حضرت سرورِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور حلقہ کرنے والے صاحبین صحابہؓ کرام کی ایک جماعت ہے۔ اتنے میں جبرئیل امین کو دیکھتا ہوں کہ آسمان سے اترے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالےٰ کا سلام پہنچایا اور ادب کے ساتھ کچھ دور دو زانو بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے قریب کے ایک صحابی سے پوچھا کہ جبرئیل علیہ السلام کا اترنا تو بند ہو گیا تھا اب ان کے نزول کی کیا وجہ ہے انہوں نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت علیہ السلام کے پس خوردہ کے کھانے کے لئے ہمیشہ آتے رہتے ہیں +

قدسیہ آنحضرت قدس سرہٗ کی عادت تھی کہ ہمیشہ باوجود بڑھاپے اور کمزوری کے ہر رمضان میں تین کلام مجید سُنا کرتے تھے۔ دیگر حاضرین کا سانس چڑھ جاتا تھا۔ بہت لوگوں کو تو نیند اور غنودگی غلبہ کرتی تھی۔ مگر آنحضرت پر تراویح میں قرآن شریف سنتے وقت کسی طرح کی غنودگی نہ ہوتی تھی۔ ایک روز فقیر نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت سلامت سب لوگوں کو غنودگی بیخبر کر دیتی ہے یہ آپ کی کرامت ہے کہ کبھی نیند نہیں آتی تو ارشاد ہوا کہ دریائے قرآن کی شناوری مہلت نہیں لینے دیتی غفلت کی گنجایش کیسے ہو سکتی ہے کشاں کشاں اپنی طرف لے جاتی ہے +

قدسیہ ایک روز آنحضرت نے اصحاب کبار کے مجمع میں فرمایا کہ لفظ نسبت کہ ارباب تصوف کے زباں زد ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ ہم نے عرض

کیا کہ حضرت خود ہی بیان فرمائیں۔ آپ تھوڑی دیر مراقب رہے اور سر اٹھا کر فرمایا کہ نسبت سے مراد وہ نسبت ہے کہ سالک اور حق سبحانہ میں کوئی واسطہ حائل نہ رہے +

ملفوظ ۔ ایک روز آنحضرت سے ایک مرید خاص نے دریافت کیا کہ ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ میں پہلے ابتداء ناف سے کی جاتی ہے اور پھر سر تک کھینچتے ہیں اور اور وہاں سے سیدھا کاندھے پر لاکر دل پر اس کی ضرب مارتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے۔ آپ تھوڑی دیر مراقب رہے اور پھر فرمایا کہ اس صورت میں نقش لا پیدا ہوتا ہے بس اس کو سمجھا وہ جو سمجھا +

قدسیہ ایک روز فقیر نے دریافت کیا کہ احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز کامل طور سے اور جلدی ادا فرمایا کرتے تھے اور ادب کا کوئی شمہ نہ چھوڑتے تھے پس یہ کس طرح سے ممکن ہے۔ فرمایا کہ لوگ نماز میں بے جا وقفے بہت کرتے ہیں اگر ارکان و آداب کی ادائی میں سراپا مشغول رہیں اور بے جا وقفے نہ کریں تو ان کی نماز بھی بہت جلد ختم ہو جائے +

قدسیہ ایک روز آنحضرت نے فرمایا کہ شریعت غرا اسلامیہ میں نماز کے اندر حضور قلب کو لازم نہیں کیا گیا ہے شریعت میں خشوع اور خضوع کے لئے جو ارشاد ہوا ہے یہ ہے کہ نظر کو قیام میں سجدہ گاہ پر اور رکوع میں پشت پا پر اور سجدہ میں پرۂ بینی پر اور جلسہ میں اپنی بغلوں کی طرف جمائے رکھیں۔ اس کا راز یہ ہے کہ جمعیت دل کے لئے نگاہ کے بند کرنے کو خاص دخل ہے جس کی آنکھیں پراگندہ نہ ہوں گی اس کا دل بھی متفرق نہ ہوگا +

جس روز فقیر کو شغل کی تعلیم دی تھی اس روز بھی فرمایا تھا کہ ذکر میں آنکھیں بند کرنے کی شرط نہیں ہے مگر جب تک کہ ذکر دل میں نہ نشین ہو جائے آنکھیں بند رکھنی چاہئے کہ جمعیت دل کے لئے آنکھوں کا بند کرنا خاص اثر رکھتا ہے اور حضرت خواجگان نے اس کے متعلق ایک حدیث بھی روایت کی ہے پھر آپ نے وہ حدیث پڑھی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اگر چہ دیدہ بود پاسبان تو اے دل — بہوش باش کہ نقبے تو پاسبان برد

ترجمہ۔ لے دل اگرچہ آنکھ تیری نگہبان ہے۔ مگر ہوش میں آکہ تیرے نقد کو پاسبان نے چرایا +

قدسیہ ایک روز آنحضرت نے فرمایا کہ اس حدیث شریف کے متعلق کہ بلّی کی دوستی ایمان سے ہے اکثر شبہ ہوا کرتا تھا کہ ایمان کو بلّی کی محبت سے کیا تعلق ہے جو آنحضرت علیہ السلام والتحیۃ نے اس کی دوستی کو ایمان فرمایا ہے اس بارہ میں کامل توجہ کی گئی بالآخر معلوم ہوا کہ لوگ بلّی کے رونے کی آواز سے بد فالی کرتے ہیں اور اس کو شوم جانتے ہیں۔ اسی لئے اس کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ بلّی کی محبت ایمان کی نشانی ہے کہ جب اس کی محبت رکھیں گے تو اس کے رونے کی آواز سے بد فالی نہ کریں گے اور اس کو شوم نہ جانیں گے کیونکہ تطیّر کفر ہے اور اس کا چھوڑنا ایمان ہے +

قدسیہ ایک روز بطور نصیحت کے مریدین کے مجمع میں ایک خادم سے فرمایا کہ قلب کو حق سبحانہ کے ساتھ ایسی خاص نسبت ہے کہ کسی اور چیز کو اس کے ساتھ نہیں ہے خواہ کافر کا دل ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کسی کے دل کو تکلیف دینا اللہ تعالےٰ کو تکلیف دینا ہے۔ کیونکہ ایک ہمسایہ کی تکلیف وہی دوسرے ہمسایہ میں سرایت کرتی ہے پس جن میں باہمی خصوصیت کی نسبت ہو ان کی ایذا دہی کا کیا حال ہوگا +

واقعہ آپ فرماتے تھے کہ نماز میں سنت اور مستحبات اور آداب اور حضورِ قلب کی رعایت کرنا بھی ذکر ہے کیونکہ یاد کرو اور اس کی طرف توجہ کرنا امر حق ہے +

فقیر کے پاس ایک رسالہ فن قرأت میں تھا۔ میں اس کو نذر گذارنے کے لئے لیکر نکلا کیونکہ فن قرأت سے حضرت کو خاص شوق تھا۔ میں اس کو لیکر حاضر خدمت ہوا۔ آنحضرت نے دیکھتے ہی پوچھا کہ تمہاری بغل میں کیا ہے میں نے عرض کیا کہ فن قرأت کی ایک کتاب ہے اور اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھ کر آپ کی خدمت میں گذارا حضرت نے اس کو قبول کیا اور اس کے اوراق الٹ پلٹ کر دیکھے اور بعض مضامین کی تحقیق فرمائی اور میری طرف مسکراتے ہوئے نگاہ فرمائی

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جزائے خیر دے اچھی کتاب لائے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اُس کو پیش کرنے کے لئے لایا تھا حضرت کی یہ کرامت تھی کہ بغیر میرے عرض کرنے کے قبول فرمالیا۔ آپ نے اس کو لے جا کر خلوت خانہ کے ایک طاق پر رکھدیا۔ جب میں حضرت کی مجلس مقدس سے رخصت ہوا تو مجھے خیال ہوا کہ یہ رسالہ فی الحقیقت بہت ہی عجیب اور غریب ہے کہ حضرت نے اس کی اس قدر تعریف فرمائی۔ اگر وہ میرے پاس ہی رہتا یا میں اس کی نقل کر لیتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ دوسرے دن ظہر کے وقت میں حاضر خدمت ہوا حضرت نے برآمد ہوتے ہی فرمایا کہ آج میں نے قیلولہ میں دیکھا ہے کہ تم اپنی کتاب مجھ سے واپس لینا چاہتے ہو۔ تمہاری کتاب وہ طاق پر رکھی ہوئی ہے لیلو۔ مجھے ڈر ہوا کہ حضرت میرے خطرہ سے واقف ہو گئے ہیں۔ مگر مجھ کو اپنے خیال کا ظاہر کرنا اچھا نہ معلوم ہوا۔ اور میں نے عرض کیا کہ اس واقعہ کی تعبیر یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ فدوی آپ سے علم قرأت سیکھنا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہے دوسری بات ہے۔ تم خود اپنے دل کو دیکھو کہ کیا کہہ رہا ہے +

کرامت ۔فقیر جب حلقہ میں شریک ہوتا تو آپ کی صورت اپنے دل میں برابر جلوہ گر پاتا اور اس میں مشغول رہتا جب حلقہ ختم ہوجاتا تو وہ صورت پاک غایب ہوجاتی۔ میں فوراً آنکھیں کھول دیتا تو اس وقت حضرت یا تو برخاست فرما چکے ہوتے یا برخاست فرمانا چاہتے کبھی اس کے برخلاف نہ ہوتا تھا سبحان اللہ قلوب طالبین پر کیا آپ کا تصرّف تھا +

کرامت ۔ ایک رات میں بستر خواب پر تھا اور کسیقدر ہوشیار تھا کیا دیکھتا ہوں کہ دو شخص آئے اور میرے سینہ پر بیٹھ گئے۔ میں نے ہر چند چاہا کہ ان سے رہائی پاؤں نہ ہوسکا اور اتنی طاقت بھی نہ رہی کہ لاحول پڑھتا۔ بہت زور کر کے اس مصیبت سے رہائی ملی۔ دوسری اور تیسری رات بھی ایسا ہی پیش آیا۔ میں اس واقعہ سے پریشان ہو کر آپ کے مزار پاک پر حاضر ہوا اور گریہ وزاری کی مجھ پر غیبت طاری ہوئی۔ اور دیکھا کہ حضرت فرما رہے

ہیں کہ تمہارے بالا خانہ کی چھت پر دو جن رہتے ہیں۔ سوتے وقت ان کو ہماری
دہائی دیکر سو جانا پھر وہ کچھ ایذا نہ پہنچا سکیں گے۔ جب رات ہوگئی اور سونے
کا وقت ہوا تو میں بستر خواب پر لیٹا اور میں نے کہا کہ اے جنوں میں تم کو حضرت
کی دہائی دیتا ہوں خبردار میرے سوتے میں اور بیداری میں نہ آنا۔ پس میں
رات کو آرام کے ساتھ سویا۔ چند رات ایسا ہی کرتا رہا کسی طرح کا اثر جنوں
کا محسوس نہ ہوا۔ ایک رات نیند کے غلبہ میں دہائی دینا بھول گیا اسی رات
غنودگی میں دیکھا کہ وہ شخص مجھ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں ڈر گے اُٹھ بیٹھا اور
اسی وقت آپ کی دہائی دی وہ فوراً بھاگ گئے ایک زمانہ تک یہ دہائی برابر
جاری رکھی اور ان کی ایذا ہی سے رہائی ملی +

کرامت۔ میرا فرزند شیخ محمد فضل بچپن میں بیمار ہوا تپ محرقہ کی شکایت
تھی۔ آسیب نے اس پر حملہ کیا اور اس کو ہذیان ہوگیا۔ میں اسی وقت آیا اور
پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا کہ میں فلاں جن ہوں اور تمہارے گھر کے فلاں
ناودان میں رہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ تو بے تحاشہ ہمارے گھر میں چلا آیا اور
شوخی کر رہا ہے اور ہمارے لڑکے کو ستاتا ہے۔ تجھے معلوم نہیں کہ ہم حضرت
کے مرید ہیں۔ اس نے کہا کہ میں بھی اسی وقت حضرت کے روضہ سے آرہا
ہوں۔ میں نے کہا تو جاتا ہے تو جا ورنہ میں تجھ کو ہلاک کروں گا۔ اس کے بعد
میں مزار پُرانوار پر حاضر ہوا اور بصد عجز و نیاز یہ واقعہ عرض کیا۔ اسی وقت آواز
آئی کہ گھر جاؤ تمہارا لڑکا تندرست ہوگیا ہے۔ اور وہ مردود تمہارے گھر سے
نکل گیا۔ میں خوش خوش گھر کو آیا تو دیکھا کہ لڑکا صحت پا چکا ہے اور اُس بات کا
کچھ اثر باقی نہیں ہے اُس کے بعد سے آج تک میرے گھر والوں میں سے
کسی کو وہ جن تکلیف نہ پہنچا سکا +

کرامت۔ جب دفتر سوم مکتوبات شریف ختم ہوگیا اور چند مکتوب اور
دوسرے لکھے گئے تو فقیر کو یہ خیال ہوا کہ دفتر چہارم میں جمع کروں گا جس طرح
کہ دفتر اول کو مولانا یار محمد جدید نے اور دفتر دوم کو مولانا عبد الحی نے اور دفتر
سوم کو خواجہ ہاشم کشمی نے جمع کیا ہے۔ ایک روز میں نے موقع پا کر خلوت میں

آپ سے اپنا ارادہ اور قصد ظاہر کیا۔ آپ نے یہ سنکر تھوڑی دیر سکوت کیا پھر فرمایا کہ اتنا وقت اب کہاں ہے اور فرصت کس کو ہے اول تو یہ یقین ہونا چاہیئے کہ زندگی اتنی ہوگی اند گے کے برس تو گذر گئے۔ کچھ دن باقی رہ گئے ہیں نہیں تمہاری نیت کے بموجب ثواب ملیگا۔ اس ارشاد سے تھوڑے ہی دنوں کے بعد وہ آفتاب عالمتاب نہ تتاب غائب ہوگیا +

کرامت آج دو روز میرے پاؤں میں برص کے سفید داغ نمودار ہوئے میں متحیر اور پریشان تھا کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ وطن چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں کہ وطن میں رسوائی نہ ہو اور کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ خودکشی کر لوں ایک روز آنحضرت حلقۂ صبح کے بعد محل میں جانا چاہتے تھے۔ میں نے تنہائی پاکر دروازہ میں پہنچ کر اپنی پریشانی وحیرانی عرض کی اور وہ داغ دکھائے ارشاد فرمایا کہ وہم مت کرو جاتے رہیں گے۔ اس بشارت کے ساتھ ہی میری پریشانی رفع ہوگئی۔ مگر اس روز اور رات کو داغ نمایاں رہے۔ صبح کو دیکھا تو داغوں کا اثر تک باقی نہ رہا تھا۔ میں خدا کا شکر بجالایا اور حضرت کی عظمت و کرامت پر سو حصہ یقین اور ایمان میرا زیادہ ہوگیا +

کرامت ایک روز آنحضرت جماعت خانہ میں تشریف فرما ہوئے اور حضرات مخدوم زادگان حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم ہمراہ تھے۔ آپ نے دروازہ کی زنجیر اندر سے اپنے ہاتھ سے لگائی تاکہ کوئی اور شخص نہ آنے پائے۔ قبۂ منورہ میں قبلہ کی طرف صاحبزادۂ اعظم حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ کو ساتھ لیکر تشریف فرما ہوئے اور معارف و اسرار بیان کرنے شروع کئے۔ میں قبہ کی دوسری طرف موجود تھا اور حضرت نے مجھ کو دیکھا نہ تھا۔ میں آپ سے چھپکر اسرار اور معارف سُن رہا تھا اور دل میں دعا کر رہا تھا کہ حضرت مجھ کو بھی بلالیں اور خلوت میں حاضر ہونے کی اجازت عطا کریں۔ یہانتک گفتگو کی نوبت پہنچی تھی کہ صاحب فنا کے دل میں غیر کا خطرہ نہیں گذرتا ہے اگرچہ عمر نوح اس کو حاصل ہوئے میر ابھی اس زمانہ میں یہی حال تھا کہ خطرات دل سے منقطع ہو گئے تھے۔ مگر ابھی میں نے

بہ حالت حضرت سے عرض نہ کی تھی اتنے میں حضرت نے میرا نام لیا۔ میں فوراً لبیک کہتا ہوا اس خلوت خاص میں حاضر ہو گیا فرمایا کہ بیٹھ جاؤ تم ہمارے محرم خاص اور داخل عیال ہو ہماری خلوت میں حاضر رہا کرو کہ علم کے پہلے حاصل ہو جانے سے حال ہوتا ہے اب تم کو یہ بات تو حاصل ہے کہ دل پر خطرے نہیں آتے ہیں لیکن یہ بتاؤ کہ پھر کھانے اور پینے اور اٹھنے بیٹھنے اور اس کے سوا اور خطرات کہاں سے آتے ہیں میں نے عرض کیا کہ لطائف ستہ کے درمیان میں جو فاصلے ہیں یہ خطرے ان فاصلوں کے حصوں میں آتے ہیں۔ آپ نے فقیر کے اس کلام کی تعریف کی اور فرمایا کہ ہم پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ ان خطرات کا گذر نفس میں ہوتا ہے جس کا تعلق دماغ سے ہے۔ دل سے اس کا کچھ علاقہ نہیں ہے ÷

کرامت طاعون کے زمانہ میں ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت فقیر کی بی بی کے گلے میں طاعون کی گلٹی نکل آئی اور تپ محرقہ کا غلبہ ہوا لڑکے چھوٹے چھوٹے تھے اس لئے میں سخت پریشان ہوا اور مراقبہ میں حضرت کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ ان روٹیوں کو جو فلاں جگہ رکھی ہیں خیرات کر دو فوراً صحت ہو جائیگی یہ فرما کر غایب ہو گئے۔ میں نے بیوی سے پوچھا کہ گھر میں روٹیاں ہیں۔ اس نے کہا کہ فلاں جگہ رکھی ہیں یعنے اسی جگہ جس کا حضرت نے پتہ دیا تھا۔ میں اسی وقت اٹھا اور وہاں سے روٹیاں اٹھا کر دوڑا راستہ میں ایک فقیر سو رہا تھا جگا کر اس کو دیدیں۔ صبح ہونے سے پہلے وہ گلٹیاں جاتی رہیں ÷

کرامت ایک دفعہ فقیر کی بعض محرم عورات اور چچا شیخ محمد نے کہ بڑھاپے کی وجہ سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے اصرار کیا کہ ہم کو مرید کر لو میں نے کہا کہ مجھے ابھی اجازت نہیں ملی ہے۔ حضرت سے اجازت لیکر کر دوں گا اس کے بعد میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بعض صالح عورتیں فقیر کے ہاتھ پر مرید ہونا چاہتی ہیں۔ اس بارہ میں جو حکم ہو اس پر عمل کیا جائیگا میں اپنے چچا کا نام لینا بھول گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ عورتوں کو مرید کرو۔ بلکہ اپنے

چچا شیخ محمد کو بھی کہ وہ بھی مشتاق ہے اور دوسرے ایک اور بڈھے کا نام لیا جس کا لڑکا آیا ہوا تھا اور اپنے والد کی طرف سے مریدی کے لئے استدعا لیکر آیا تھا۔ فقیر کو خیال ہوا کہ یہ اجازت مرید کرنے کی صرف انہی لوگوں کے لئے ہے یا عام اجازت ہے۔ ابھی یہ خطرہ دلنشین نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ تم کو عام اجازت ہے کیونکہ تم ہمارے عیال میں داخل ہو فقیر نے ان سب کو تعلیم دی اور حاضر خدمت ہوا آپ نے ان کی تفصیلی حالت دریافت فرمائی میں نے عرض کیا کہ سب کو مرید کر لیا۔ حضرت کی توجہ ان کو خوب پہنچی اور آثار ظاہر ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے۔ اس کے بعد میں نے اور بھی چند لوگوں کو مرید کیا اور ان کے احوال و استغراق وغیرہ خدمت والا میں عرض کئے۔ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہم بھی چاہتے تھے کہ تم بیٹھو اور ہدایت خلق اللہ میں مصروف ہو جاؤ۔ مگر کثرت اہل عیال تم کو نہیں چھوڑتی ہے۔

میں اسی اثنا میں دار الخلافت اکبر آباد کو روانہ ہوا اور سرائے قصبہ متبرکہ پانی پت میں اترا فجر کی نماز سے پہلے بارادۂ زیارت مزار حضرت قدوۃ المجذوبین شرف الحق والدین ابو علی قلندر قدس سرہٗ سرائے کے مشرقی دروازہ سے معہ ہمراہیان روانہ ہوا کہ سب کو آپ کی زیارت کا اشتیاق تھا۔ چند قدم آپ کی مزار کی طرف کو چلنے پائے تھے کہ پیچھے سے یہ اشارہ اور بشارہ کسی بزرگ کیطرف سے میرے دل پر ہوا کہ ہمارے پاس آؤ اور ہماری زیارت کرو۔ یہاں کے صاحب ولایت ہم ہیں۔ سب کو اس سے تعجب ہوا کہ یہاں کے صاحب ولایت شیخ قلندر صاحب کے سوا اور کون ہیں۔ بہر حال ہم اس طرف کہ جہاں سے وہ بشارت ہوئی تھی روانہ ہوئے اس دروازہ کے نزدیک سیدھی ہاتھ کی طرف کو ایک مسجد کا حصار نظر آیا۔ بالآخر ہم اس احاطہ میں داخل ہوئے صحن مسجد کے سامنے بہت سی قبریں تھیں حاضرین مسجد سے دریافت کیا کہ یہاں کسی بزرگ کا بھی مزار ہے لوگوں نے کہا کہ خواجہ شمس الدین ترک کہ یہاں کے صاحب ولایت ہیں یہیں مدفون ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کے حالات کی کچھ تفصیل کیجئے انہوں نے کہا کہ آپ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری چشتی رضی اللہ عنہ کے خاندان کے سلسلہ کے خلیفہ ہیں جب خواجہ

صاحب نے بحکمِ الٰہی ممالکِ ہند کی اولیاء پر تقسیم فرمائی تو پانی پت آپ کو عطا فرمایا
آپ اپنے پیر دستگیر خواجہ سید مخدوم علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ کے حکم سے
(جو کہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد خاص اور
اور جناب شیخ فرید الحق والدین اجودھنی قدس سرہٗ کے بھانجے اور خلیفہ برحق
تھے) یہاں تشریف لائے ہیں یہ بات سُنکر جو کہ کشفِ صحیح صریح کی تصدیق کر
رہی تھی اور آپ ہمارے پیران طریق سلسلہ چشتیہ سے تھے ہم سب آپ کے
حجرۂ مزار میں داخل ہوئے داخل ہوتے ہی آپ کے انوار ظاہر ہوئے اور ہمارے
ظاہر و باطن کو منور کر دیا اور سردی اور خنکی پیدا ہوئی جو کہ لازمۂ آرام و جمعیت ہے
ہم نے قبر مبارک کو بوسہ دیا اور نہایت نیازمندی کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ
ہو کر بیٹھے اور مشغول مراقبہ ہوئے آپ کے دریائے بے پایاں کے الطافِ بے
کراں کا مشاہدہ کیا اور آپ کی نسبت خاصہ سے جو کہ سرشان محبوبی رکھتی ہے آپ
نے اس کا افاضہ فرمایا ہم کو اس سے بہرہ ور فرماکر رخصت فرمایا۔ دوسرے روز ہم
روانہ ہوگئے اور شہر دہلی کے رستہ پہ پڑے (جو کہ آنکھ کی پتلی سے زیادہ روشن
ہے) ارادہ یہ تھا کہ حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ کے مزار مبارک سے سعادت
اندوز ہوں گے چونکہ اس سے پہلے کبھی دہلی جانے کا اور مزار حضرت خواجہ کی زیارت
کا اتفاق نہ ہوا تھا صرف اتنا سُنا تھا کہ حضرت خواجہ کا مزار دہلی کے اطراف میں ہے
شہر میں داخل ہونے ہی ملتا ہے۔ آپ کے مزار شریف کا پتہ معلوم نہ تھا۔ رفقا بھی
اس سے لاعلم تھے بہلی بان بیل کو بھول کر متروک رستہ سے لے چلا اور کہا کہ
میر امکان دہلی سے دو کوس پر ہے رات وہاں گذار کر صبح کو دوسری منزل آگرہ کی
شروع کروں گا۔ ہم بہت پریشان ہوئے کیونکہ ایک تو حضرت خواجہ کی زیارت
دوسرے آپ کے صاحبزادوں سے ملاقات سے محرومی ہوگئی + اسی غم و غصہ کی حالت
میں ہم بہلی بان سے جھگڑ رہے تھے اتنے میں ایک رستہ ایسا معلوم ہوا جس کے
دونوں طرف باغ تھے۔ فقیر پر منکشف ہوا کہ حضرت خواجہ کا مزار سمت راست کے
باغ میں ہے دوبارہ سہ بارہ ایسا ہی الہام ہوا کہ سپیدی صبح کی نمودار ہوئی میں نے
اپنے کشف پر اعتماد کیا اور شوق و ذوق اور بیخودی کی حالت میں خود کو چلتی ہوئی بہلی سے

اپنے ہاتھ پاؤں ٹوٹنے کی پروا نہ کر کے زمین پر گرا دیا اور اس باغ کی طرف دوڑا اور اندر چلا گیا۔ وہاں جاکر لوگوں سے دریافت کیا کہ اس باغ میں حضرت خواجہ کا مزار شریف ہے تو معلوم ہوا کہ اسی باغ میں ہے۔ میرا شوق و ذوق ایک سے ہزار درجہ زیادہ ہوا میں اُڑتا ہوا بلند چبوترہ پر پہنچا۔ میں نے ان قبور میں سے حضرت خواجہ کے مزار کو بے کسی کے بتلائے معلوم کر لیا۔ پھر جب مجاور آیا تو اس سے اس کی تصدیق کی۔ سبحان اللہ حضرت کے مزار پر انکسار اور اضمحلال برستا ہے۔ میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور التجا کرنے لگا۔ اس وقت ایک ایسا جنون پیدا ہوا کہ ہزاروں ہوشمند میں اس کے مقابلہ میں ایک جَو کی برابر نہیں ہو سکتیں ہیں۔ اور مجھ کو اس وقت جو رقت پیدا ہوئی ہزاروں خوشیں اس کے پاسنگ کی برابر نہیں ہو سکتی ہیں۔ میں بہت دیر تک بیہوش پڑا رہا۔ اسی حالت میں حضرت خواجہ کی زیارت اور پابوسی سے مشرف ہوا۔ ایسے مراحم و عنایات بے پایاں سے بہرہ ور ہوا کہ باپ بھی بیٹوں کے ساتھ نہیں کرتے ہیں اور آپ نے مجھ کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اور نسبت خاصہ عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میری نسبت خاصہ معیت حبی ہے اور اسی نسبت کو تمہارے پیرزادہ محمد سعید نے میرے ساتھ محبت و عقیدت قائم کر کے حاصل کیا ہے وہی اس کو انجام کو پہنچائیگا۔ میں نے کچھ محبت حبی اپنے اندر پائی اور محبت بے کیف ذات بیچون کے ساتھ خود میں مشاہدہ کی یہانتک کہ میں نے حضرت پیرزادہ صاحب کو اپنی اس حالت کی اطلاع کی۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ کوشش کرو کہ محبوب حقیقی جل شانہ کے سوا تمہارے دل کی نظر میں کسی اور کا نام نشان باقی نہ رہے۔ میں متفکر ہوا کہ میری نظر میں تو غیر موجود ہے۔ اور محبتِ محبوب کا نتیجہ نسیان ماسویٰ ہے۔ میں اسی فکر میں تھا کہ الہام ہوا نسیان ماسوی ولایت میں ہوتا ہے۔ یہ معیت حبی دوسری چیز ہے کہ نبوت سے اس کا استفادہ ہوتا ہے۔ آیہ وَيُحِبُّونَهٗ اسی سرچشمہ سے متعلق ہے اور اللہ مَعَنَا اسی مقام سے ناشی ہے اور ایک زمانہ ہوا کہ وہ نسیان ماسوی کا مقام تو بطفیل تمہارے شیخ کے ایک مدت ہوئی کہ شیخ کی خدمت میں حاصل ہو چکا ہے۔ جو منزلوں دور رہ گیا ہے۔ واقعہ بھی ایسا ہی تھا +

اس کے بعد میں حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے مزار پر حاضر ہوا اور ادب کے ساتھ بوسہ دیا۔ آپ کی قبر سرتا پا شکستگی اور انکساری کا نمونہ تھی میں آپ کے روبرو بیٹھ کر مراقب ہوا۔ آپ اسپ تازی پر سوار مزار سے باہر نکلے نصف قبر کے باہر تھے اور نصف اندر۔ پھر آپ نے گھوڑے کو وہیں ٹھیرایا اور فرمایا کہ نسبت معیت جو کہ خواجہ محمد باقی نے تم کو دی ہے انھوں نے مجھ سے لی ہے اور یہ نسبت میری نسبت خاص ہے اس کو اچھی طرح محفوظ رکھو اور یہیں سے واپس ہو جاؤ اور گوشہ نشین رہو اور لوگوں کے گھروں کو جانا آنا ترک کرو۔ جو تمنا تمہاری اس سفر میں ہے اُس سے بہتر اسی گوشہ نشینی میں مل جائیگی۔ میں نے عرض کیا کہ جب میں سفر کر کے یہاں تک آچکا ہوں تو ایک دفعہ اکبر آباد تک جانا چاہتا ہوں اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے عمل کروں گا۔ ارشاد ہوا کہ جاؤ اور جلدی سے واپس آؤ۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ حضرت کے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلنے اور گھوڑے کو آگے نہ بڑھانے کی کیا وجہ تھی۔ پھر میں نے ہمارے حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ کے حجرہ کی جو حضرت خواجہ قطب الدین کاکی کے مزار سے متصل ہے زیارت کی حضرت اس میں قیام فرمایا کرتے تھے اور نصف شب کو حضرت خواجہ قطب کے مزار پر آ کر شب تک رہا کرتے تھے۔ مجھے حضرت خواجہ قطب کے اس ارشاد سے حیرت اور تعجب ہوا کہ یہ نسبت ہماری ہے اور خواجہ محمد باقی نے اس کو ہم سے حاصل کیا ہے اگر یہ نسبت چشتیہ تھی تو حضرت خواجہ محمد باقی نے کیوں نہ فرمایا کہ یہ نسبت چشتیہ ہے نقشبندیہ نہیں ہے اس حیرانی میں اکبر آباد پہنچا اور اپنی ضروریات انجام دیں۔ اتفاقاً سلطان وقت نے آخر ماہ شعبان میں حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ کی زیارت کا ارادہ کیا اور فقیر کو بھی آپ کی زیارت کا شوق غالب ہوا۔ اس لئے سلطان کے ہمراہ روانہ ہوا اور اجمیر پہنچا اور حضرت خواجہ کی زیارت کی۔ دیکھا کہ ایک بارگاہ شاہانہ شوکت و عظمت اور جاہ و جلال پادشاہانہ کے ساتھ آراستہ پیراستہ ہے اور نوبت شاہانہ بج رہی ہے۔ کثرت ہجوم اور فوجیوں کے ورود اور دیگر مسافروں کے آنے اور پادشاہ کی حاضری کی وجہ سے حضرت کی زیارت ناممکن

ہو گئی ہے میں نا امید ہو کر گھر آیا۔ اور جس امیر کے گھر میں اترا تھا اس سے سارا واقعہ بیان کیا۔ اور زیارت کی ترغیب دی اس نے سو روپیہ ساتھ لئے تاکہ مجاوروں کو دیکر زیارت کریں مگر وہاں کی یہ حالت تھی کہ اگر ہزار روپیہ بھی دیئے جاتے تو زیارت ہونا مشکل تھی کیونکہ باہر کا مجمع اندر جانے کیلئے اور اندر کا ازدحام باہر آنے کی کوشش کرتا تھا بھی آمد و رفت تکلیف دیتی تھی۔ اس تھلکہ میں بعضوں کا دم نکل جاتا تھا۔ الحاصل وہاں کا ہجوم دیکھنے سے تعلق ہے۔ ع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

اب کی مرتبہ کوشش بلیغ کے بعد گنبد مبارک میں داخل اور مزار مبارک کو ہاتھ لگانا میسر ہوا۔ اس وقت رقت و خیال پیدا ہوا کہ حضرت نے اس ہجوم خلائق کو کیوں پسند فرمایا ہے اگر حضرت نہ چاہتے تو کبھی یہ ہجوم نہ ہوتا۔ ارشاد ہوا کہ یہ غربائے اسلام ہیں۔ اس کے بعد دوبارہ پھر زیارت ہوئی اور کامل ایک شب آنحضرت کی مسجد میں کہ آپ کے مزار کے روبرو سنگ مرمر کی ہے مقیم رہا۔ آخر میں حضرت کی زیارت ہوئی اور پھر بھی خطرہ دامن گیر ہوا اور زبان سے بھی نکل گیا کہ یا حضرت یہ ہجوم اور کثرت خلق آپکی نسبت کا کیوں لازم نہیں ہوتا۔ فرمایا ہم کو ممالک ہند کا قطب الاقطاب بنایا ہے اور حاجات خلق کو پورا کرنا ہم سے متعلق ہے اسلئے خلق کو ہماری طرف رجوع کرنا اور ہم کو امر حق کی تکمیل کرنا ضروری ہے اور جمع بین الامرین کی قوت ہم کو دی گئی ہے اس کے بعد فرمایا کہ جو نسبت خواجہ قطب الدین نے خواجہ محمد باقی کو دی اور انہوں نے تم کو دی وہ میری نسبت ہے اس کی حفاظت کرو میں نے عرض کیا کہ یا حضرت میں اس نسبت کو نسبت خواجگان نقشبند جانتا تھا اور خواجہ قطب کے ارشاد سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسبت چشتیہ ہے فرمایا کہ یہ نسبت خواجگان نقشبند کی ہے خواجہ یوسف ہمدانی کی روحانیت نے مجھے دی تھی۔ سہ بارہ پھر زیارت ہوئی ارشاد ہوا کہ وطن کو جاؤ اور خلوت اختیار کرو اور لوگوں کے گھروں کی آمد و رفت ترک کرو اور تکلیف برداشت کرو۔ پھر میں واپس ہوا اور دہلی آیا اور حضرت سلطان المشائخ کی زیارت کی دیکھا کہ ایک محبوب نازنین کیطرح آپ بستر عیش و عشرت پر آرام فرما رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ معیت حبی کے اگرچہ یہ جنبی ہیں کہ طرفین سے محبت برابر ہو مگر ہم پر محبوبیت غالب ہے۔ اور فرمایا کہ بموجب وصیت بزرگاں آپ گوشہ نشین ہوں اور صبر و تحمل تکالیف پر کرو۔

دہلی سے واپسی کے وقت زیارت قدم مبارک رسالت پناہ سے مشرف ہوا مجاورین جو پانی اس قدم پاک پر ڈالتے ہیں میں نے اپنے منہ سے پیا اسوقت گریہ رقت بہت پیدا ہوئی اور موت کی بشارت ملی پھر وہاں سے نکلا اور حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی زیارت کا ارادہ کیا تھوڑی

دور گیا تھا کہ معلوم ہوا کہ اسی باغ میں حضرت خواجہ کا مزار شریف ہے میں واں داخل ہوا اور قدمبوسی کی اور حضرت کے احوال و الطاف سے بہرہ ور ہوا۔ پھر دہلی سے روانہ ہو کر پانی پت پہنچا اور حضرت خواجہ شمس الدین ترک قدس سرہٗ کی زیارت کی سعادت حاصل کی اور ان کی بے انتہا مہربانیاں و شفقتیں مشاہدہ کیں۔ پھر شیخ شرف بو علی قلندر کی زیارت سے سربلند ہوا۔ الطاف و اشفاق کے بعد فرمایا کہ ابھی تو نہ کوئی تکلیف کی بات ہے اور نہ کچھ صبر کا موقع بیشک چند روز آپکے ارشاد کے مطابق گذرے اس کے بعد سے تکالیف پیش ہوئیں اور صبر و تحمل کرنا پڑا +

واقعہ ایک رات واقعہ میں دیکھا کہ تمام عالم آراستہ و پیراستہ ہے اور میں ایک راستہ سے جا رہا ہوں جتنا آگے جاتا ہوں اسی قدر وہ راستہ گہرا ہوتا جاتا ہے میں اس راستہ سے واپس ہوا اور دوسرے راستہ سے روانہ ہوا دیکھا کہ کعبہ مکرمہ ہے اور سیاہ غلاف اس پر پڑا ہوا ہے یہ طرف پشت کعبہ کی تھی کہ کعبہ کے پہلو میں ایک دروازہ نظر آیا میں اس میں داخل ہوا تو کعبہ کے اندر پہنچا دیکھا کہ ایک دروازہ وسیع عالی شان ہے اور جامہ سیاہ دروازہ پر پڑا ہوا ہے فقیر نے کپڑا اٹھایا دیکھا کہ اس کی دیواروں پر توریت اور انجیل کی آیات لکھی ہوئی ہیں میں نے وہ آیات پڑھیں اور پردہ چھوڑ دیا اور وہاں سے مجھ کو بلندی پر پہنچا دیا گیا۔ وہاں پانی اور تری کا نام و نشان بھی نہ تھا اور عالم مثال جلوہ گر نہ ہوا۔ وہاں اشیاء کا ظہور ہوا اور بہت کچھ دعوتیں دی گئیں اس کے بعد میں نے اس واقعہ کی تعبیر یہ لی کہ فقیر ولایت احمدی سے ولایت موسوی اور ولایت عیسوی کی طرف روانہ ہوا ہے۔ یہ واقعہ اور تعبیر حضرت مخدومزادہ خواجہ محمد سعید سے عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ فقیر بھی تمہارے خیال سے متفق ہے +

اور اولاً و آخراً سردار اولین و آخرین حضرت محمد مصطفےٰ اور ان کے آل اور اصحاب سب پر درود اور سلام ہو۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے کتاب **حضرات القدس** جو مقامات اکابر نقشبندیہ اور مراتب بارگاہ احمدیہ کے بیان میں ہے ختم ہوئی اور اللہ تعالےٰ ہی ہر چیز کو جانتا ہے +

الحمد للہ کہ کتاب حضرات القدس دفتر دوم

باختتام رسید

قطعۂ تاریخ

از عالیجناب مولوی غلام محمد صاحب عرف صوفی صاحب قبلہ حیدرآبادی مرید و خلیفہ حضرت مولانا خواجہ احمد حسین خانصاحب قادری نقشبندی مرحوم مترجم جلد اول کتاب ہذا

طبع شد چوں نسخۂ فرخندہ فال — نام او حضرات قدس اندر مثال

پس ز فیض مرشد برحق غلام — گلشن فیض مجدد گفت سال
۱۳۴۱ھ

قطعۂ تاریخ ترجمہ

از عالیجناب حافظ قاری محمد عبدالکریم صاحب خطیب و امام مسجد حاجی ٹپو خان قادری نقشبندی حیدرآبادی مرید و خلیفہ حضرت مترجم صاحب ممدوح

کرد تصنیف شیخ بدرالدین — حضرت القدس اکسیر اقی است

بہر طلاب و سالکان طریق — پے بہ پے از مدام حق ساقی است

ترجمش کردہ پیر و مرشد من — سیر او انفسی و آفاقی است

گفت تاریخ ، حافظ قرآن — خاندان مجددی باقی است
۱۳۴۰ھ — ۱۳۴۰ھ

قطعۂ تاریخ

از عالیجناب مولوی محمد عبدالرحمن صاحب خطیب و امام مسجد مینار پیٹی قادری نقشبندی مجددی حیدرآبادی مرید و خلیفہ ممدوح

چوں طبع شد ایں نسخۂ نایاب تصوف — از دیدن او گشتہ بیتاب دلان عید

واللہ چہ خوب ست بہ تاریخ وقائع — ہر کس بہ دیدہ ہمہ تاریخ پسندید
۱۳۴۱ھ

قطعۂ تاریخ طبع

از جناب خانصاحب مولوی عزیز احمد صاحب نقشبندی مجددی اسسٹنٹ انجینئر ضلع ناسک مرید و خلیفہ ممدوح

حضرات قدس جامع ہر علم و ہر کمال — ایں دولت عجیب و خزینہ است لازوال

چوں ترجمہ نمودہ شد از بہر طالبان — گفتم عزیز از پے تاریخ سال حال
۱۳۴۱ھ

قطعۂ تاریخ ترجمہ

از جناب مولوی محی الدین شریف صاحب قادری نقشبندی حیدرآبادی مرید و خلیفہ حضرت مترجم صاحب ممدوح

چو بدر الدین علامہ سرہندی — بحال خواجگان نقشبندی
مصنف کرد یک تاریخ نایاب — ندا آمد مرا باغ بلندی
۱۳۴۰ھ

قطعۂ تاریخ ترجمہ

از جناب منشی محمد وزیر علی صاحب قادری نقشبندی حیدرآبادی مرید و خلیفہ حضرت مترجم صاحب ممدوح

ایں نسخۂ تاریخ کہ نایاب زمانہ — مقبول جہاں آمدہ در علم وقائع
تکمیل چو شد ترجمہ از فضل الٰہی — از غیب ندا آمدہ مرغوب طبائع
۱۳۴۰ھ

قطعۂ تاریخ

از جناب حافظ خواجہ محمود حسن خانصاحب قادری نقشبندی امروہوی

شدہ چوں ترجمہ تاریخ نایاب — کتابے لاجوابے در مقصود
نمودم فکر چوں از بہر تاریخ — بگفتہ قلب، التاریخ محمود
۱۳۴۰ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب

از جناب خواجہ مولوی محمد صدیق صاحب قادری نقشبندی مجددی حیدرآبادی

جناب شیخ بدر الدین نمود — چو تصنیف کتابے بن تاریخ
مرتب ترجمہ خواجہ نمودند — رقم کردم پئے طبع عین تاریخ
۱۳۴۱ھ

تاریخ طبع کتاب از جناب حافظ شیخ رفیع الدین صاحب قادری نقشبندی امروہوی

در کوچۂ خودکامی دنیا و نہ دیں باید — ہاں توشۂ رفیع الدین برات یقیں باید
جام است کہ جمشید از و ماند بحیرت — ارباب حقائق را تاریخ چنیں باید
۱۳۴۱ھ

تمام شد

اُردو ترجمہ کتاب کلید دانش

یہ کتاب تصنیف حضرت سید اشرف علی صاحب کی ہے اِس میں حضرت نے تصوف کے بعض مسائل سوال و جواب کے
پیرایہ میں لکھے ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں تصوف میں لاجواب کتاب ہے ۔ قیمت ۳ر

اُردو ترجمہ کتاب مرصاد العباد

تاب علم تصوف میں بے نظیر ہے جو حضرت نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے مسائل تصوف کو
یت عمدہ طریقہ سے بیان فرما کر طالبان مولے کیلئے احسان عظیم فرمایا ہے ۔ قیمت ۱۲ر

ہشت بہشت اُردو

مل مجموعہ ملفوظات حضرات خواجگان چشت اہل بہشت رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین اس میں آٹھ اکابر حضرات
ت کے ملفوظات درج ہیں۔ اور ان کے پڑھنے سے برکات الٰہی نازل ہوتے ہیں۔ قیمت ۸ر

اُردو ترجمہ کتاب مونس الارواح

حالات حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری و حالات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و احوال حضرت خواجہ
دین گنج شکر و قاضی حمید الدین ناگوری و حالات حضرت خواجہ نظام الدین بہ تفصیل درج ہیں ان حالات کو علیا حضرت
رابیگم بنت شاہجہان نے نہایت خوش اسلوبی سے لکھا ہے ۔ قیمت ۔۔ ۴ر

اُردو ترجمہ خیالات العشاق

ر قاضی حمید الدین ناگوری استاد حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی اس کتاب میں حضرت
صاحب نے تصوف کے ایسے ایسے باریک مسائل بیان فرمائے ہیں۔ جو بڑی بڑی کتابوں میں مشکل سے ملتے
قیمت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۶ر

اُردو ترجمہ مقصد الاسنٰے شرح اسماء الحسنٰے

غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسمائے باری تعالےٰ کی شرح نہایت شرح بسط کے ساتھ فرمائی۔ اور منطقیانہ
طور سے ہر ایک اسم مبارک کی طرح میں بحث کی ہے۔ اور نہایت محنت سے بامحاورہ اردو ترجمہ
ح کرائی ہے ۔ قیمت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۲ر

اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

مصنّفہ

جناب صاحبزادہ مولانا خواجہ کمال الدین شیخ محمد احسان معصومی رح

یہ کتاب مستطاب حضرات قیوم اربعہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے حالات میں ایسی جامع و مکمل ہے کہ اس کی مثل اور کوئی کتاب نہیں۔ کتاب ھٰذا کے چار حصے ہیں ہر حصہ میں ہر ایک قیوم کے حالات بہ تفصیل ذیل درج ہیں:۔

رکن اوّل۔ احوال حضرت خزینۃ الرحمۃ محبوب سبحانی شہباز لامکانی امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم اوّل مع احوال جملہ فرزندان و خلفائے آنجناب بہ تفصیل ہر سال قیومیت مکاشفات کرامات حادثات زمانہ و وقعات سلطنت

رکن دوم۔ در احوال عروۃ الوثقیٰ معصوم زمانی قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ مع احوال جملہ فرزندان و خلفائے آنجناب بہ تفصیل ہر سال قیومیت مکاشفات و کرامات حادثات زمانہ و وقعات سلطنت وغیرہ وغیرہ

رکن سوم۔ در احوال حضرت امام حزب اللہ حجۃ اللہ قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ مع احوال جملہ فرزندان و خلفائے آنجناب بہ تفصیل ہر سال قیومیت مکاشفات کرامات حادثات زمانہ و وقعات سلطنت وغیرہ

رکن چہارم۔ در احوال حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا قیوم رابع خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ مع احوال جملہ فرزندان و خلفائے آنجناب بہ تفصیل ہر سال قیومیت مکاشفات و کرامات حادثات زمانہ و وقعات سلطنت وغیرہ

اس نایاب کتاب کو نہایت تلاش اور تجسس سے بہم پہنچا کر بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر عاشقان دربار مجددیہ و دلدادگان سرکار معصومیہ و خاکبوسان حضرت حزب اللہ و فدایان بارگاہ خلیفۃ اللہ کے لئے حرز جان بنائینگے اور اس کے مطالعہ سے اپنے دیرینہ شوق کو پورا کرینگے۔ قیمت [illegible]

مجلد معہ

المشتہران

ملک فضل الدین چنن الدین تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ، کوچہ ککے زیاں، بازار کشمیری،

لاہور

بغیر مہر دوکان مال مشتہرہ نہ سمجھا ہوگا۔